فہم دین

جلد چہارم

مفتی مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

صراط مستقیم پبلیکیشنز

5,6- مرکز الاویس، داتا دربار مارکیٹ، شیخ ہجویری سٹریٹ، لاہور

042-37115771, 0321-9407699.0315-9407699

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ (سورۃ التوبہ: ۱۲۲)

اسلام کی آفاقی تعلیمات سے عوام کو روشناس کروانے کے لیے

فہمِ دین

جلد چہارم

مفتی مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز
5,6- مرکز الاویس دا تا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور
042-7115771, 0333-8173830, 0321-9407699

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ——— فہم دین (جلد چہارم)

ازقلم ——— ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی

مرتب ——— مولانا محمد عبدالکریم جلالی (فاضل جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام داروغہ والا لاہور)

پروف ریڈنگ ——— محمد نعیم اللہ خان قادری (بی ایس سی، بی، ایڈ، ایم اے اُردو، پنجابی، تاریخ)

باہتمام ——— شیخ محمد سرور اویسی، محمد آصف علی جلالی

تعداد ——— 1100

صفحات ——— 480

ہدیہ ——— 350

ملنے کے پتے

- صراط مستقیم پبلی کیشنز ○ کتب خانہ امام احمد رضا
- کرمانوالہ بک شاپ ○ قادری رضوی کتب خانہ لاہور
- مکتبہ بہار شریعت قادریہ دربار مارکیٹ لاہور
- نظامیہ کتاب گھر اُردو بازار لاہور ○ مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور
- مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
- مکتبہ غوثیہ کراچی ○ مکتبہ برکاتۃ المدینہ (کراچی)
- مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ ○ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
- مکتبہ ضیاء السنہ ملتان ○ فیضان سنت بوہڑ گیٹ ملتان
- جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ (بھکھی شریف منڈی بہاؤالدین)
- جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام داروغہ والا لاہور ○ زاویہ پبلی کیشنز، لاہور
- جلالیہ صراط مستقیم گجرات ○ رضا بک شاپ گجرات
- اسلامک بک کارپوریشن کمیٹی چوک ○ نوریہ رضویہ فیصل آباد
- اویسی بک سٹال [illegible] 0333-4173630

Marfat.com

فہرست مضامین

تقریظ شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب
(ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) 12
تقریظ فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری
(سجادہ نشین درگاہ عالیہ شرقپور شریف) 14
باب نمبر 1 ۔ احادیث ختم نبوت 17
پہلی حدیث پہلی نبوتیں اور ختم نبوت 22
دوسری حدیث شریف 25
تیسری حدیث میدان حشر اور ختم نبوت 29
چوتھی حدیث مبشرات اور ختم نبوت 32
پانچویں حدیث انبیاء علیہم السلام کی سیاست اور ختم نبوت 35
چھٹی حدیث پہلی نبوت اور ختم نبوت 39
ساتویں حدیث اسماء خمسہ اور ختم نبوت 40
آٹھویں حدیث انداز خطابت اور ختم نبوت 41
نویں حدیث لوحِ محفوظ اور ختم نبوت 45
دسویں حدیث اول امر اور ختم نبوت 46
گیارہویں حدیث تخلیق و بعثت اور ختم نبوت 48
بارہویں حدیث شریف 49
تیرہویں حدیث شریف 49

Marfat.com

چودہویں حدیث فاتح اور خاتم	50
پندرہویں حدیث شریف حشر کے شافع اور ختم نبوت	51
سولھویں حدیث شریف	53
سترہویں حدیث شریف	53
اٹھارویں حدیث شریف	54
انیسویں حدیث شریف	54
بیسویں حدیث شریف	55
اکیسویں حدیث شریف	57
بائیسویں حدیث شریف	58
تیئسویں حدیث شریف	60
چوبیسویں حدیث شریف	62
پچیسویں حدیث شریف	66
چھبیسویں حدیث شریف	67
ستائیسویں حدیث شریف	67
اٹھائیسویں حدیث شریف	73
انتیسویں حدیث شریف	73
تیسویں حدیث شریف	74
باب نمبر 2۔ سماجی خدمت کا اسلامی فلسفہ	**76**
بہترین انسان اور بہترین کام	82
تھوڑا دو زیادہ لو	87
سماجی خدمت ایمانی تقاضا	92

Marfat.com

خدمت بھی عبادت بھی	102
باب نمبر 3۔ ہاں ہم سنی ہیں	**114**
لفظ اہل سنت کا پس منظر	118
قرآن مجید سے لفظ اہل سنت کا پس منظر	119
آیت کی تفسیر زبان رسالت سے	119
دوسری تفسیر ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے	120
عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول	120
لفظ امت کی تشریح	122
امت کی دو اقسام	123
امت دعوت	123
امت اجابت	123
احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لفظ اہل سنت کا پس منظر	123
ملت واحدہ کے عدم اختلاف سے مراد	124
آئمہ اربعہ اہل سنت جماعت تھے	124
فروعی اختلافات اللہ کی رحمت	125
ملت واحدہ کے جنتی ہونے سے مراد	125
اہل سنت کی پہچان	127
تابعین کی نزدیک لفظ اہل سنت کا پس منظر	128
امام نصر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان	130
شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان	132
شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان	132

Marfat.com

ملا علی قاری علیہ رحمۃ کا بیان	133
سنی کون ہیں؟	133
سنی کہلوانا کیوں ضروری ہے؟	134
ہم اہلسنت ہیں اہل فرض نہیں	154
باب نمبر 4 ۔ ورع اور پرہیز گاری کے ماڈل	**167**
ورع کا لغوی معنیٰ	170
ورع کا اصطلاحی معنیٰ	170
ورع کا فائدہ	172
ورع کے درجات	174
پہلا درجہ ورع العادلین	174
دوسرا درجہ ورع الصالحین	175
تیسرا درجہ ورع المتقین	176
چوتھا درجہ ورع الصدیقین	178
ورع و پرہیز گاری کے ماڈل	180
رسول اکرم ﷺ کی ورع اور پرہیز گاری	181
حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسول اکرم ﷺ سے	
روع و پرہیز گاری کا پڑھا ہوا سبق	183
کائنات کے محبوب ﷺ کی ورع و پرہیز گاری	184
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ورع و پرہیز گاری	188
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ورع و پرہیز گاری	189
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ورع و پرہیز گاری	192

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت اور ورع و پرہیزگاری	194
عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ورع اور پرہیزگاری	197
تابعین کی ورع و پرہیزگاری	200
حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ورع و پرہیزگاری	200
مقروض کی دیوار کا سایہ لینے سے پرہیز اور ورع	203
حضرت احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ورع و پرہیزگاری	204
باب نمبر 5۔ طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم	**207**
طلاق کا لغوی معنیٰ	210
لغوی طور پر طلاق کا استعمال	210
عرفی طور پر طلاق کا استعمال	211
اصطلاحی تعریف	211
طلاق دینے کا جواز	213
طلاق دینے میں مرد کے اختیار کی حکمت	216
طلاق دینے کا طریقہ	217
طلاق ثلاثہ اور امت مسلمہ	221
فرمان رسول ﷺ سے طلاق ثلاثہ کا حکم	223
قرآن مجید سے دلائل	225
احادیث نبوی ﷺ سے دلائل	236
باب نمبر 6۔ نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو ساون ہے۔	**259**
انفرادی حالات میں تغیر	270

Marfat.com

اجتماعی حالات میں تغیر 275

باب نمبر 7۔ دختران اسلام کے لیے آئیڈیل کردار 299

ماں کی گود سب سے پہلی درسگاہ ہے 301
ازواجِ مطہرات کی زندگی ایک آئیڈیل کردار 303
حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایمان کامل ایک آئیڈیل کردار 304
حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پاکدامنی ایک آئیڈیل کردار 307
بیٹی رحمت خداوندی کا پیکر 309
امور خانہ داری میں قریش کی عورتوں کا آئیڈیل کردار 310
عظیم خواتین کا کردار 314
حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آئیڈیل کردار 314
حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آئیڈیل کردار 317
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آئیڈیل کردار 320
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرائض کے علم کا حصول 322
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کردار سخاوت کے لحاظ سے 323
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عشق رسول ﷺ کے لحاظ سے آئیڈیل کردار 325
عشق رسول ﷺ میں انصاری عورت کا کردار 329
حق گوئی کے لحاظ سے آئیڈیل کردار 336
پردہ کے لحاظ سے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کردار 337
خاتونِ اسلامی اور جہاد 339
حضرت رابعہ رضی اللہ عنہا کی زبان کا اثر 341

Marfat.com

باب نمبر 8۔ عہد شباب کا اسلامی نصاب 342

انسانی زندگی کے مراحل قرآن کی روشنی میں	344
شباب جنوں کا ایک شعلہ	347
جوانی قدرت کا انمول تحفہ	350
جوانی میں کی گئی نیکی کا ریٹ	351
جوان اور بوڑھے کی بندگی	351
زرخیز زمین میں کاشت کرنے کا فائدہ	353
پرہیزگار اور فاسق نوجوان میں فرق	353
انسان کی ظاہری اور باطنی نشوونما اور معرفت حقیقی	355
ظاہری آنکھ کھلنے کے تدریجی مراحل	355
روحانی آنکھ کھلنے کا وقت	356
شباب کی زرخیزی	357
متقی نوجوانوں کے لئے ننانوے صدیقوں کا ثواب	358
جوانی قبل از پیری غنیمت	360
ابھرتی جوانی میں صدقہ کا اجر	362
صدمہ اول کے ساتھ صبر کا مقام	363
جاہلیت میں سرداری کرنے والا اسلام میں سردار ہے	364
نوجوان اللہ کی رحمت کے سائے میں	366
نوجوان پرہیزگار کچھ فرشتوں جیسا	367

Marfat.com

سرکار دو عالم ﷺ کا نوجوانوں سے خطاب	369
امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ	371
اوائل شباب میں شادی حفاظت ایمان کا سبب	372
محمد بن حسن بن طوسی رحمۃ اللہ علیہ اور قرآن وحدیث کی چاشنی	372
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طلب دین میں انوکھا کردار	373
حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور لذت حدیث	375
حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جوانی اور شہادت	376
حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بچپن اور شوق شہادت	379
باب نمبر 9۔ کاروباری شراکت کے اسلامی اصول	383
جواز مضاربت دلائل کی روشنی میں	386
لغوی معنیٰ	388
مضاربت کا لغوی معنیٰ	388
شرعی معنیٰ	388
تفصیلی تعریف	389
تعریف میں مختلف قیود کے فوائد	391
پہلی قید کا فائدہ	391
دوسری قید کا فائدہ	391

Marfat.com

حدیث شریف سے مضاربت کا جواز	392
آثار صحابہ میں مضاربت کا جواز	394
شرکت مضاربت کا رکن	400
الفاظ ایجاب	401
الفاظ قبول	401
اقسام مضاربت	401
مضاربت مطلقہ	402
مضاربت مقیدہ	402
شرائط راس المال	404
راس المال معلوم	405
شرائط ربح	407
مضاربت کے حقوق	409
مضاربت فاسدہ	411
باب نمبر 10 ۔ تحفظ ناموس رسالت ایک فرض اور قرض	**415**
تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت پر مومن کا ایمان	420
اللہ اور رسول ﷺ کی محبت تمام محبتوں پر غالب	422
آیت کا شان نزول	426
دوسرا شان نزول	431

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیْم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین

شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی صاحب

ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ادارہ صراط مستقیم پاکستان کے زیر اہتمام فہم دین کے عنوان سے شائع شدہ شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی دامت برکاتھم العالیہ کے 26 دروس پر مشتمل خوبصورت دو جلدیں بدست عزیزم قاری محمد طاہر عزیز باروی زیر مجدہ باصرہ نواز ہوئیں۔ جس کے مطالعہ سے آنکھیں ٹھنڈی، دماغ معطر اور دل مطمئن ہوا موصوف کے یہ دروس اعتقادی، کلامی، اصلاحی، معاشرتی و تاریخی موضوعات پر دلائل و براہین سے مزین فصاحت و بلاغت کا مرقع ہیں۔

اور عوام وخواص کیلئے یکساں مفید و نافع ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو رب ذوالجلال نے علم راسخ، فہم کامل، نظر بالغ، فکر صائب، مزاج متواضع، قلم سیال جیسی متعدد خوبیوں سے مالا مال فرمایا ہے ایسا لگتا ہے کہ آپکے مرشد و شیخ جنیدِ زماں، حافظ الحدیث امام العصر حضرت پیر سید محمد جلال الدین شاہ نقشبندی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خصوصی روحانی تصرف آپ پر سایہ فگن ہے۔ آپ بحر تحقیق و تدقیق کے سباح اور بادیہ تصنیف و تالیف کے سیاح ہونے کے ساتھ ساتھ میدان خطابت و تقریر کے سباق بھی ہیں۔ آپکے خطابات انتہائی پر مغز اور مقتضائے حال و مقتضائے وقت کے عین مطابق ہوتے ہیں، انداز بیان اور اسلوب تفہیم انتہائی سلیس و موثر ہوتا ہے۔

Marfat.com

جس کی جھلک پیش نظر دروس میں نمایاں طور پر دکھائی دے رہی ہے آپ ابھی نوجوان ہیں مختلف میدانوں میں آپکی فتوحات اور کامرانیوں کا سلسلہ سرعت رفتاری سے جاری وساری ہے۔

اہلسنت و جماعت کو آپکی ذات والا صفات سے بہت سی توقعات وابستہ ہیں اللہ عزوجل آپکی فراوانی علم اور جولانی خطابت میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

حررہٗ

حافظ محمد عبدالستار سعیدی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری

سجادہ نشین درگاہ عالیہ شرقپور شریف

اسلام ایک جامع، روشن، محفوظ اور علم وبصیرت پر مبنی عالمی اور آفاقی دین فطرت ہے اور قیامت تک آنیوالی نسل انسانی کیلئے کامل ضابطہ ہدایت ہے قرآن حکیم جس کا آغاز آیات علم سے ہوا ہزاروں علوم کا سرچشمہ اور مخزن ہے چونکہ علم ایک بحر ذخار ہے ظاہر ہے کہ پورے علم کا احاطہ کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے لیکن اتنا علم حاصل کرنا ضروری اور لازم ہے جو ضروریات دین کے تقاضوں کو پورا کرے۔ چنانچہ قرآن حکیم نے یہ زریں اصول عطا کیا کہ صاحب استعداد لوگ دین کی سمجھ پہلے خود حاصل کریں اور بعد ازاں دین کی حقانیت، نورانیت اور افادیت اور اس پر عمل پیرا ہونے کے صحیح طریقہ کار سے روشناس کرائیں۔

مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی تبریک وتحسین کے مستحق ہیں کہ انہوں نے رمضان المبارک 1426ھ کے برکتوں رحمتوں والے مہینے میں "درس قرآن کا اہتمام کر کے 26 مجالس میں مختلف عنوانات پر خطاب فرمایا جو" فہم دین کورس" کے نام سے دو جلدوں پر مشتمل کتابی صورت میں زیور طباعت سے آراستہ ہو چکا ہے۔ مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی کو اللہ تعالیٰ نے علوم دینیہ اور علوم جدیدہ کا حسین امتزاج بنایا ہے۔ انہوں نے ایک طرف تو ملک کے

Marfat.com

نہایت ممتاز اور عظیم علماء سے مکمل درس نظامی کی سبقا سبقا تعلیم حاصل کی ہے اور دوسری طرف پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے علاوہ بلاد عربیہ اسلامیہ میں بھی علوم دینیہ اور عربی زبان وادب میں خصوصی مہارت اور دسترس حاصل کی ہے۔

مولف نے اپنے منفرد اسلوب میں عقائد حقہ، اہلسنت وجماعت کو قرآن حکیم اور رسول کریم ﷺ کے ارشادات گرامی کی روشنی میں مدلل طور پر ثابت کرنے اور ان کی اہمیت اور افادیت کو اجاگر کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ زیر نظر کتاب محض واعظ ونصیحت ہی نہیں بلکہ مولف کا مقصد اسلامی معاشرے کی اصلاح اور اسے ممکنہ حد تک صحت مند بنیادوں پر استوار کرنا ہے مولف نے نہ صرف پاکستان کے حالات پر طائرانہ نظر ڈالی ہے بلکہ عالم اسلام اور حالات حاضرہ کا فکر انگیز تجزیہ کیا ہے

چند عنوانات سے ان کے اصلاحی اور تربیتی تپش کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

۱۔ محبت الٰہی اور اس کی چاشنی ۲۔ منصب نبوت اور عقیدہ مومن

۳۔ محاسبہ نفس اور اس کا طریقہ کار ۴۔ گھر کا اسلامی ماحول

۵۔ اوقات اور مصروفیات کا شرعی توازن ۶۔ جنتی آنکھ

۷۔ اسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراک اور ان کا حل ۸۔ مومن کا مقصد حیات

مولف کے دل کی دھڑکنوں اور ان کی دینی تڑپ پر مبنی ان کے دلی جذبات کی عکاسی ان کے اپنے اشعار سے ہدیہ قارئین ہے۔

Marfat.com

نوید رسالت کا نعرہ دنیا میں لگانے نکلے ہیں ٭ فاران کی چوٹی کا نغمہ گھر گھر پہنچانے نکلے ہیں

اپنا تو یہ جذبہ ہے آصف ہر سانس میں سعی پیہم ہو ٭ نہ تھکنے تھکانے نکلے ہیں نہ سونے سلانے نکلے ہیں

بارگاہ صمدیت میں دعا ہے کہ رب کریم اپنے فضل عمیم سے ان کی علمی کاوش کو شرف قبول عطا فرمائے اور بہترین جزا سے نوازے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

دعا گو

میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف

کاشانہ ربانی مکان نمبر 15 جمیری سٹریٹ ہجویری محلہ دربار داتا گنج بخش

لاہور فون نمبر 042-7313356,0300-424381

حوزہ نقشبندیہ

E.mail:houza.e.naqshbandiah@hotmail.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر

1

احادیث ختم نبوت

Marfat.com

اَحْمَدُكَ اللّٰهُمَّ یَامُجِیْبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ هُوَ
اَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِی الْفَضَائِلِ
اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ
وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ
اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ
وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ہمیں ہے جان سے پیارا نشان ختم نبوت کا
اٹھو گھر گھر میں پہنچا دو بیان ختم نبوت کا
ملائک کی جماعتیں روز و شب واں پہ اترتی ہیں
ذکر جاری ہمیشہ ہے جہاں ختم نبوت کا

Marfat.com

تھے جتنے بھی نبی دیگر نبوت ان کی وقتی تھی
مگر ہے حشر تک سارا زماں ختم نبوت کا

یہ نعرہ ہے امیر المؤمنیں صدیق اکبر کا
کرو اپنے لہو سے بھی دھیاں ختم نبوت کا

مٹا دو زور بازو سے کفر ہر قادیانی کا
یمامہ سے اٹھالو ہر سناں ختم نبوت کا

دیا ختم نبوت پہ رضا کے علم نے پہرہ
بنا ان کا قلم بھی ترجماں ختم نبوت کا

بنا کلک رضا ہر اس کمینے کے لئے خنجر
ہے جس نے بھی کیا کوئی زیاں ختم نبوت کا

انوکھی شان اس فن میں کیا مہر علی کی ہے
کیا جس نے عقیدت سے بیاں ختم نبوت کا

الٰہی شاہ نورانی کی قبر پہ رحمتیں برسیں
بنایا جس نے پورا کارواں ختم نبوت کا

سنو جتنے بھی یاں ختم نبوت کے فدائی ہوں
رہے یہ قافلہ ہر دم رواں ختم نبوت کا

دبانے کو زمانے میں گلہ ہر قادیانی کا
لگائے نعرہ ہر پیر و جواں ختم نبوت کا

خداوندا مدینے کے چمکتے چاند کا صدقہ
بنا دے آصف کو حسان ختم نبوت کا

Marfat.com

اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہٗ واتم برھانہٗ کی حمد وثناء اور حضور سرورِ کائنات، مفخرِ موجودات، زینتِ بزمِ کائنات، دستگیرِ جہاں، غمگسارِ زماں سیدِ سروراں، حامیِ بیکساں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ جنابِ محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد:

وارثانِ منبر ومحراب، اربابِ فکر ودانش، اصحابِ محبت ومودّت، حاملینِ عقیدۂ اہلِ سنت

نہایت ہی معزز ومحتشم حضرات وخواتین سامعین وناظرین!

ربِ ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ادارہ صراطِ مستقیم کی خوشبو اور مہک کے دوران آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

احادیث ختم نبوت

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اور قرآن و سنت کے ابلاغ وتبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خالق کائنات نے ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنایا ہے اور یہ روح ایمان ہے کہ کلمہ اسلام کی روشنی میں اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں۔

ختم نبوت ایمان کا اساسی حصہ ہے۔ ختم نبوت پر پورے دین کا ڈھانچہ قائم

Marfat.com

ہے۔ختم نبوت دین متین کے گرد ایک قلعہ ہے۔پورے دین کی تعلیمات کو محفوظ کرنے والا عقیدہ ختم نبوت کہلاتا ہے۔سید عالم ﷺ کی جلوہ گری کے بعد اب کائنات میں کوئی شخص بھی بحیثیت نبی نہیں آسکتا۔اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے گا کسی لحاظ سے بھی۔خواہ وہ یہ کہے کہ میں ظلی ہوں میں بروزی ہوں، میں غیر تشریعی ہوں، جو بھی وہ کہے جب وہ نبوت کا مدعی بنے گا تو جھوٹا ہوگا، کذاب ہوگا، دجال ہوگا۔اس سے برأت لازم ہے۔اور اس کا رد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہو جاتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا یہ قطعی عقیدہ جس میں خاتم النبیین کا معنی زمانہ کے لحاظ سے آخری نبی ہونا ہے اس کو جہاں قرآن مجید برہان رشید میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے وہاں رسول اکرم ﷺ کے فرامین میں بھی بکثرت احادیث اس بارے میں موجود ہیں۔تقریباً ڈیڑھ سو احادیث ختم نبوت کے موضوع کو بیان کرتی ہیں اور بالمعنیٰ ہزاروں ایسی احادیث ہیں جن سے اس عقیدہ کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔

ہماری آج کی یہ مختصر نشست جس میں ہم چند احادیث اور وہ بھی مختصر تبصرہ کے ساتھ صرف متن حدیث اور اس کا ترجمہ پیش کریں گے اور تھوڑی سی تشریح کرتے ہوئے ہم اپنی گفتگو کو آگے بڑھائیں گے۔

میری دعا ہے کہ خالق کائنات جل جلالہٗ ہمیں قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے بالخصوص آج کا موضوع سنتے وقت یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا

Marfat.com

مشکوۃ شریف: ۳۵

"اے اللہ! وہ بندہ خوش رہے جس نے میری حدیث سنی، یاد کرلی، محفوظ کی اور آگے کسی کو سنادی۔"

اس نیت سے میں حدیث کا متن بھی پڑھوں گا اور اس کی ٹرانسلیشن (Translation) بھی ساتھ کروں گا تاکہ سمجھ بھی آجائے اور ماحول بھی معطر رہے کہ یہ وہی الفاظ ہیں جو کبھی ہمارے محبوب علیہ السلام کی مقدس زبان سے صادر ہوئے تھے۔

احادیث ختم نبوت

ہم اس وقت تیس احادیث سے مسئلہ ختم نبوت کو ثابت کریں گے۔

پہلی حدیث: پہلی نبوتیں اور ختم نبوت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِیَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَیَعْجَبُوْنَ لَهٗ یَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ

بخاری شریف: ج: ۳۵۳۵/۶ مسلم: رقم: ۲۲۸۶

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا

Marfat.com

میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال یوں ہے جیسے کسی نے کوئی گھر بنایا ہو،

فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ

اس نے اپنا گھر نہایت ہی خوبصورت بنایا اس میں حسن بھی ہو جمال بھی ہو۔

فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ

کسی نے کوٹھی تیار کی اور نہایت ہی خوبصورت انداز سے اس کو تیار کیا

اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِّنْ زَاوِيَةٍ

سوائے ایک اینٹ کی جگہ کے جو ایک کونے میں ہے

فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَيَعْجَبُوْنَ لَهٗ

دیکھنے والے اس مکان کو دیکھتے ہیں تو تعجب کرتے ہیں کہ کتنا خوبصورت محل ہے۔

یعنی لوگ اس محل کا چکر لگاتے ہیں، چاروں طرف سے دیکھتے ہیں، اس پہ نگاہ دوڑاتے ہیں اس کو دیکھتے ہیں تو بڑا تعجب کرتے ہیں، اس کی ہر طرف کو دیکھ کر ہر پہلو کو دیکھ کر، ہر سمت اور ہر زاویے کو دیکھ کر لوگوں کو بڑا تعجب ہوتا ہے اور اس کو پسند کرتے ہیں لیکن جب اس کونے پہ آتے ہیں جہاں ابھی جگہ خالی ہے، کہتے ہیں:

هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ ؟

یہاں اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی؟ کاش اس اینٹ کی جگہ بھی پوری ہوتی۔

اور پھر اس محل پر کسی کو کوئی انگلی اٹھانے کی کوئی گنجائش نہ ہوتی۔ محل تو بڑا خوبصورت ہے اس میں حسن بھی ہے، جمال بھی ہے۔ اس میں رعب و دبدبہ، وقار

Marfat.com

اور کمال ہے۔ بڑا جوبن اور نکھار ہے مگر ایک جگہ آ کے لوگ رک جاتے ہیں کہ یہاں اس جگہ کو اتنا خوبصورت محل بنا کے خالی کیوں رکھ دیا گیا۔ یہاں بھی اینٹ لگا دی جاتی تو اس کا حسن مکمل ہو جاتا تو سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

فَاَنَا اللَّبِنَةُ

وہ چیز جو اس خالی جگہ کو مکمل کرنے والی ہے، وہ میں ہوں۔

پہلے نبوت کا کاشانہ تعمیر ہو چکا تھا۔ لوگ دیکھتے تھے، تعجب کرتے تھے، اس کے حسن و جمال پر رشک کرتے تھے مگر ایک جگہ آ کے ٹھہر جاتے تھے کہ کاش اس جگہ بھی تعمیر مکمل کر دی جاتی تو یہ بڑا خوبصورت محل ہوتا میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں وہ جگہ جہاں ان کو کمی محسوس ہو رہی تھی کہ یہاں اینٹ لگ جاتی تو یہ مکمل ہوتا۔

اَنَا اللَّبِنَةُ

وہ اینٹ جس نے نبوت کے محل کو پورا کیا اس کو مکمل کیا وہ میں ہوں۔

وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ

اور میں خاتم النبیین ہوں کہ میں نے نبوت کے خوبصورت محل کو مکمل فرما دیا ہے۔

اب اس سے یہ بات بھی بڑی واضح ہو گئی۔ اگرچہ ہر نبی نبوت میں مستقل ہے اور ان کا صرف زمانہ نبوت گزرا پھر دوسرا نبی آ گیا لیکن صفت نبوت ان کی اب بھی برقرار ہے۔ یعنی اب یہ نہیں ہے کہ وہ نبی کالعدم ہو چکے ہوں کہ ان کو نبی نہ کہا جائے۔

وہ نبی ہیں مگر ان کی نبوت کا زمانہ گزر چکا ہے اور اب ہمیشہ کے لئے جو نبوت کا زمانہ ہے وہ ہمارے نبی ﷺ کا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس

Marfat.com

وقت آئیں گے، وہ ہمارے محبوب ﷺ کی نبوت کا پرچار کرنے کے لئے تشریف لائیں گے۔

اب یہاں پر وہ سارا بنگلہ اور کاشانہ بنا ہوا ہے۔ حسن اس میں بہت ہے مگر پھر بھی ایک جگہ پہ لوگ آ کے رک جاتے ہیں اور جب ہمارے محبوب ﷺ کی جلوہ گری ہو گئی ہے وہ جگہ بھی بھر گئی ہے تو پتہ چلا آپ نے اپنی نبوت کے لحاظ سے ایک کام مکمل ہی نہیں کیا، بلکہ آپ ﷺ کی نبوت وہ نبوت ہے کہ جس نے پہلی ساری نبوتوں کے حسن میں بھی اضافہ کیا ہے اور وہ کوٹھی اور بنگلہ اور کاشانہ جس میں ہر نبی نبوت میں مستقل ہے، ان میں سے کوئی نبی بھی نبوت کے لحاظ سے غیر مستقل نہیں ہے۔ ان کی نبوت اپنی اپنی ہے مگر ان کی نبوت کو بھی ایک رنگ، ایک جمال مزید جو عطا فرمایا ہے۔ وہ ہمارے محبوب ﷺ کی نبوت نے عطا فرمایا ہے۔

دوسری حدیث شریف

انبیاء علیہم السلام پر فضیلت اور ختم نبوت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطُهُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً وَ خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ

مسلم شریف: 119/1

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ارشاد

Marfat.com

فرماتے ہیں:

فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ

چھ چیزوں کی بنیاد پر مجھے تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی۔

مطلب کیا کہ وہ چھ صرف مجھ میں ہیں، میرے سوا کسی پیغمبر میں نہیں۔

قرآن مجید ہے۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ

سارے رسول رسالت میں برابر ہیں مگر درجات میں فرق ضرور ہے تو اس بنیاد پر ہمارے محبوب ﷺ فرمانے لگے کہ میرے رب نے مجھے چھ چیزیں ایسی دی ہیں اور یہ چھ آخری حد نہیں بلکہ اور بھی ایسے فضائل ہیں کہ جو ہمارے محبوب ﷺ میں ہیں اور کسی نبی میں نہیں ہیں۔ تو چھ کا ذکر کرتے ہوئے محبوب ﷺ نے فرمایا:

نمبر 1-

اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ

مجھے جامع کلمات دیئے گئے۔

مجھے میرے رب نے گفتگو کا جو انداز دیا ہے وہ بھی تمام انبیاء سے مختلف ہے۔ یعنی سب سے فضیلت والا ہے۔ حالانکہ ہر نبی کی نبوت کی امتیازی شان خطابت ہے کہ انبیاء اپنے وقت کے سب سے بہترین خطیب بھی ہوتے تھے۔ چونکہ انہوں نے مجمع کو سمجھانا ہوتا تھا، لوگوں تک بات کو پہنچانا ہوتا تھا۔ اگر زبان صحیح نہ چلتی ہو اور مافی الضمیر صحیح بیان نہ ہو سکتا ہو تو پھر نبوت کی ڈیوٹی پوری نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے تمام انبیاء علیہم السلام کو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے تکلم اور نطق کی بہترین صلاحیتیں عطا فرما رکھی تھیں۔

لیکن ان سب میں سے جن کو نرالی خطابت عطا فرمائی ہے وہ حضرت آمنہ کے لعل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا:

مجھے میرے رب نے منفرد انداز گفتگو دیا ہے کہ میں جامع کلمات بولتا ہوں۔

میں بولوں تو لفظ تھوڑے سے ہوتے ہیں مگر ان کے معانی کا سمندر طلاطم میں ہوتا ہے۔ اور دور دور تک ان کے معانی کا سلسلہ پھیل جاتا ہے۔ میرے رب نے مجھے تھوڑے وقت میں زیادہ فائدہ پہنچانے والی گفتگو کا طریقہ عطا فرمایا ہے۔

نمبر 2۔

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ

میری رعب سے مدد کی گئی ہے۔

میری دوسری خصوصیت جو میرے رب نے صرف مجھے عطا کی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے میری مدد رعب سے کی ہے۔ مجھے جا کے اپنے دشمنوں کو مار کے منوانا نہیں پڑتا کہ میری تلوار ان کی گردن تک پہنچے تو پھر میرا ڈر آئے۔ فرمایا میرا ڈر اتنا ہے۔

مَسِیْرَۃَ شَہْرٍ

ایک مہینہ دور بیٹھا ہوا میرا دشمن یوں کانپتا ہے جیسے میری تلوار کے نیچے آ چکا ہو۔

رب ذوالجلال نے مجھے منفرد رعب دیا ہے کہ میرے رعب کی دھاک بیٹھ گئی ہے، دور دور تک میرا رعب چلتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے میری مدد رعب سے فرما دی ہے۔

Marfat.com

نمبر 3-

اُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ

میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے غنیمتیں حلال کر دیں۔ پہلی امتوں کے لئے مال غنیمت حلال نہیں ہوتا تھا اس کو اکٹھا کرتے تھے آگ آتی تھی جلا جاتی تھی۔ یہ اس کا مصرف تھا۔ فرمایا:

میری امت کے لئے غنیمت حلال ہے۔ کافروں سے لڑیں گے جو مال آئے گا اس کو تقسیم کیا جائے گا۔ اس کے باقاعدہ حصے بنا دیئے۔

اتنا مال بیت المال کا ہے، اتنا فلاں کا ہے۔ فرمایا:

رب نے مجھے یہ شان دی ہے۔ میرے رب نے غنیمتوں کو حلال فرما دیا ہے۔

نمبر 4-

جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا

میرے لئے زمین کو مسجد اور طہور بنا دیا گیا۔

یعنی میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنا دیا۔ جہاں بھی میرے امتی کا جی چاہے گا، یہ نہیں ہوگا کہ اس پر پابندی ہو کہ تم ہزار میل سفر کر کے مسجد میں پہنچو تو پھر تمہارا سجدہ قبول ہوگا۔ نہیں،

یعنی ہم نے جب سے قدم رکھا ہے، ساری زمین مسجد بن گئی ہے، پاک ہو گئی ہے۔ اور طہور ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین صرف پاک ہی نہیں بلکہ پاک

Marfat.com

کرنے والی بھی ہے۔ اگر تمہیں پانی نہ ملے اور وضو یا غسل کی حاجت ہو۔ فرمایا تم اس پر ہاتھ مار کر چہرے پہ مل لو گے تو یہ تمہارے بدن کو پاکی بھی عطا کردے گی۔ میرے لئے زمین کو پاک کردیا گیا ہے۔

نمبر 5-

اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً

مجھے ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کے بھیجا گیا ہے۔

میں سب کا نبی ہوں۔ باقی پیغمبر ایک ہی قوم کے لئے ہوتے تھے اور میں صرف انسانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ جمیع خلق کا اور مخلوق کا نبی بنا کے بھیجا گیا ہوں۔

نمبر 6-

وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ

مجھے نبیوں کا خاتم بنایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے ختم نبوت کا تاج پہنایا ہے۔ مجھ پہ نبوت کا سلسلہ آ کے بند ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے خاتم النبیین بنایا ہے۔

تیسری حدیث شریف

میدان حشر اور ختم نبوت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ قِصَّةِ الْعَرْضِ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَفَزَعَ النَّاسُ اِلَی الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ

Marfat.com

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ فَيَقُوْلُ عِيسىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِىْ اِذْهَبُوْا اِلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ فَيَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا ﷺ يَقُوْلُوْنَ يَا مُحَمَّدُ ﷺ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ

بخاری شریف: ح: ۴۷۱۲ مسلم شریف: ۱۹۴/۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ اس حدیث میں قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیش ہونے کا منظر پیش کیا جارہا ہے کہ جس وقت لوگ مختلف انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے ہماری سفارش کرو اس وقت مشکلات بڑی ہیں، حشر کی گرمی بڑی ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے کوئی سہارا دے کر دو، ہماری اللہ کے دربار میں کوئی سفارش کرو۔ سارے انبیاء علیہم السلام کا جواب یہ ہوگا۔

اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِىْ

کسی اور کے پاس جاؤ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں ان کے پاس جاؤ وہ تمہاری سفارش کریں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہیں گے نہیں نہیں میں نہیں کرسکتا۔ وہ اور دروازہ دکھائیں گے۔ یہ صورتحال جس وقت رسول اکرم ﷺ نے اپنی حدیث شریف میں بیان کی۔ فرمایا: سارے لوگ بڑے گھبرا چکے ہوں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ان کو ہر دروازے سے واپس موڑا جا چکا ہوگا ایسے میں جب ان کو کوئی سہارا نظر نہیں آئے گا

Marfat.com

تو سارے اکٹھے میرے دربار میں پہنچ جائیں گے۔ سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ

میں حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کا سردار ہوں۔

فَیَقُوْلُ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ

جب لوگ چلتے چلتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے۔ تو وہ کہیں گے:

اِذْھَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ اِذْھَبُوْا اِلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ

تم کسی اور کی طرف چلے جاؤ، تم حضرت محمد ﷺ کے پاس چلے جاؤ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اے لوگو! اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری مدد کر دی جائے تو پھر حضرت محمد مصطفی ﷺ کے پاس چلے جاؤ۔ وہ جو کہیں گے اللہ ان کی بات کو مان لے گا۔ رسول اکرم ﷺ خود فرماتے ہیں:

فَیَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا ﷺ

وہ حضرت محمد ﷺ کے پاس آئیں گے۔

اور کیا کہیں گے:

یَقُوْلُوْنَ یَا مُحَمَّدُ ﷺ

وہ کہیں گے یا محمد ﷺ

اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ

اے محبوب ﷺ آپ اللہ کے رسول بھی ہیں اور آخری نبی بھی ہیں۔

سارے ہمیں اور کے دروازے پہ بھیجتے رہے۔ اب آپ کے بعد تو کوئی اور

Marfat.com

ہے ہی نہیں۔ ہم تمہارے پاس آ گئے ہیں، آپ ﷺ آخری ہیں۔ ساری امتوں کے لوگ اکٹھے ہو کے اس بات کو پہچانے ہوئے ہیں کہ یہ آخری سہارا ہیں، آخری در ہے اور یہاں کی بات ضرور مانی جائے گی۔

اب یہ عقیدہ ختم نبوت والا عقیدہ وہ عقیدہ ہے کہ اس میں دنیا کے اندر ہی نہیں برزخ اور حشر میں بھی جب کسی کا کوئی سہارا نہیں بن رہا ہوگا۔ اس وقت ختم نبوت کا عقیدہ سہارا بنے گا۔ اور جس وقت رسول اکرم ﷺ کو آواز دیں گے، ندا دیں گے، پکاریں گے تو وہ خاتم الانبیاء کہہ کر پکاریں گے۔ تو سرکار ﷺ فرمائیں گے:

انا لھا

میں شفاعت کے لئے ہوں

؎ انا لھا کہہ کے عاصیوں کو لیں گے آغوش مرحمت میں
عزیز اکلوتا جیسے ماں کو نبی کو اپنا غلام ہو گا

ادھر وہ گرتوں کو تھام لیں گے ادھر پیاسوں کو جام دیں گے
صراط و میزان حوض کوثر یہی وہ عالی مقام ہو گا

گنہگاروں کا روز محشر شفیع خیر الانام ہو گا
دلہن شفاعت بنے گی دولہا نبی علیہ السلام ہو گا

چوتھی حدیث شریف مبشرات اور ختم نبوت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ قَالَ فَشَقَّ

Marfat.com

ذَالِكَ عَلَى النَّاسِ قَالَ وَلٰكِنَّ الْمُبَشِّرَاتِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَاالْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ رُؤْيَا الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ وَهِيَ جُزْءٌ مِّنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ

ترمذی شریف: ح: ۲۲۷۲

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں، فرمانے لگے:

قال رسول اللہ ﷺ

رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ

بے شک رسالت ونبوت ختم ہوگئی ہے۔

یعنی میرے بعد نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول آئے گا۔ دونوں چیزیں ختم ہوگئیں ہیں مجھ پر دروازہ بند ہوگیا ہے۔ نبوت ورسالت کے خاتمے کا جس وقت آپ ﷺ نے اعلان کیا تو ساتھ یہ الفاظ بولے۔

فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ

نہ میرے بعد کوئی رسول ہوگا اور نہ ہی نبی ہوگا۔

نبوت کا دروازہ بھی بند رسالت کا دروازہ بھی بند اور واضح لفظوں میں ان قادیانی شریروں کے لئے یہ الفاظ قابل غور ہیں جو گنجائش نکالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ خاتم النبیین کہا جاتا ہے، خاتم المرسلین نہیں کہا جاتا۔ کوئی نبی نہیں ہوسکتا تو کوئی رسول ہوسکتا ہے۔

اللہ نے خاتم النبیین کہہ کر اس کے سارے احتمالات کو ختم کردیا کیونکہ جو

Marfat.com

رسول ہوتا ہے وہ نبی ضرور ہوتا ہے تو جب ان کے بعد نبی نہیں ہوسکتا تو رسول کیسے ہوسکتا ہے۔ اور رسول اکرم ﷺ نے واضح طور پر الفاظ میں بھی کہہ دیا۔ فرمایا، اللہ نے دروازہ بند کر دیا ہے۔

فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ

میرے بعد کوئی رسول بھی نہیں ہوسکتا اور میرے بعد کوئی نبی بھی نہیں ہوسکتا۔

وَلٰکِنَّ الْمُبَشِّرَاتِ

نبوت کا دروازہ تو بند ہو گیا ہے مگر مبشرات کا دروازہ کھلا ہے۔

تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ

وَمَا الْمُبَشِّرَاتِ

مبشرات کیا چیز ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ نبوت تو بند ہے لیکن مبشرات سے تمہیں فیض پہنچتا رہے گا۔ تو میرے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رُؤْیَا الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ

ایک مسلمان کا خواب۔

یہ سلسلہ بعد میں بھی برقرار رہے گا۔

وَھِیَ جُزْءٌ مِّنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّۃِ

سچا خواب نبوت کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔

نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے

Marfat.com

الہامات کا سلسلہ اولیاء کے لئے ہوسکتا ہے اور ایک سلسلہ عامۃ المومنین کے لئے بھی باقی رہے گا مبشرات کی شکل میں۔

خواب کو بحیثیت شرع حجت تو نہیں بنایا جا سکتا لیکن جس بندے کو آتا ہے اس کے لحاظ سے اس میں کئی بہتریاں اور اشارات ایسے ہوسکتے ہیں جس سے اس کے کئی مسائل حل ہو جائیں۔ تو میرے محبوب ﷺ نے اس حدیث میں واضح طور پر فرمادیا کہ نبوت و رسالت بالکل منقطع ہو چکی ہے اور میرے بعد نہ کوئی نبی ہوسکتا ہے اور نہ کوئی رسول ہوسکتا ہے۔

پانچویں حدیث شریف

انبیاء علیہم السلام کی سیاست اور ختم نبوت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِیٌّ خَلَفَهُ نَبِیٌّ وَاَنَّهُ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

بخاری شریف: ح: ۳۴۵۵ مسلم شریف: ۱۸۴۲۔

اس حدیث کے راوی ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِیَاءُ

بنی اسرائیل کی سیاست انکے انبیاء کرتے تھے۔

یہ لفظ سیاست عربی زبان کا ہے اور آپ کی حدیث سے اخذ ہے۔

Marfat.com

سَاسَ یَسُوْسُ سِیَاسَةً

فرمایا بنی اسرائیل کی سیاست ان کے پیغمبر کرتے تھے۔اب اس سے دیکھو کہ کتنا مقدس لفظ تھا،جس کو آج معاذ اللہ بگڑے ہوئے مفہوم میں لیا جاتا ہے۔آج کہا جاتا ہے کہ یہ بندہ سیاسی نہیں یہ مذہبی ہے۔یعنی سیاست کے لفظ کو ایک گالی بنادیا گیا۔اور مذہب سے اس کو جدا کردیا گیا حالانکہ سیاست تو پیغمبرانہ شعبہ تھا اور پیغمبرانہ شان تھی۔

میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں:

بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاست کرتے تھے۔

سیاست کا مطلب کیا ہے کہ ان کے امور کی دیکھ بھال کرنا،ان کی رہنمائی کرنا،ان کے مسائل حل کرنا،ان کے دکھ سکھ میں شریک ہونا۔یہ سیاست پیغمبروں کا شعبہ تھی۔بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام یہی کام کرتے تھے یعنی وہ نبی بھی ہوتے تھے اور ساتھ اپنی امتوں کے لئے سیاست بھی کرتے تھے۔

یعنی یہ مقدس فریضہ ہے سیاست کا جس کے اگر اصل ماخذ کو دیکھا جائے تو وہ عرش سے لگائی ہوئی وہ ڈیوٹی ہے کہ جس کے لئے بندے بندوں کے لئے مقید بن جاتے ہیں۔

كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهٗ نَبِيٌّ

جب بھی ایک نبی دنیا سے تشریف لے جاتے تھے تو ان کی جگہ دوسرے نبی آجاتے تھے۔

Marfat.com

اس طرح یہ سلسلہ جاری رہا۔ رشد و ہدایت بھی ہے اور دنیا کی نگرانی بھی ہے اور لوگوں کے امور کی تدبیر بھی ہے۔ سب کچھ ہے کوئی سلسلہ منقطع نہیں ہوا، ختم نہیں ہوا کہ ایک نبی چلے گئے ہوں اور بڑا گیپ پڑ گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ مسلسل نبی علیہ السلام کو یوں بھیجتا رہا۔ پہلے گئے ہیں، نئے آ گئے ہیں۔ انہوں نے آ کے ڈیوٹی سنبھال لی ہے۔ کسی کو نئی شریعت دے دی۔ کوئی پہلی شریعت کو لوگوں کے اندر رائج کرتے رہے۔ اور ان کے مسائل کو واضح کرتے رہے۔

لیکن آپ ﷺ نے فرمایا پہلے تو یہ سلسلہ جاری رہا کہ جب ایک نبی جاتے تو اس کی جگہ دوسرا آ جاتا تھا۔

وَاَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

اور یاد رکھنا میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکے گا۔

پہلے سارا دور جتنا بھی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک اس دور میں ایک بات جائز رہی کہ جب ایک نبی گئے تو دوسرے آ گئے۔ بلکہ بیک وقت زمین پہ کئی نبی موجود رہے۔ کوئی کسی بستی کا اور کوئی کسی ڈویژن کا۔ کوئی کسی صوبے کا یوں بھی کام چلتا رہا لیکن فرمایا جب سے میں آ گیا ہوں میرے بعد اب کسی کے آنے کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ ایک اور مقام پر فرمایا!

سَیَکُوْنُ خُلَفَاءُ

ہاں میرے پیچھے خلفاء ہوں گے۔

خلیفے ہو سکتے ہیں مگر نبی کوئی نہیں ہو سکتا۔ تو اس سے بھی رسول اکرم ﷺ پہ جو

Marfat.com

آخری جملہ ہے اس سے ہم اہل سنت کا جو موقف ہے کہ نبوت کے بعد خلافت ہے امامت نہیں ہے۔ وہ بات بھی آپ ﷺ نے واضح فرمادی کہ میں نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا مگر میرے بعد خلفاء ہوں گے۔

ایک تو خلافت راشدہ ہے، وہ ایک خاص خلافت ہے۔ لیکن رسول اکرم ﷺ جب دعا فرما رہے تھے:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِیْ

اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما۔

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا:

مَنْ خُلَفَاءُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

یارسول اللہ ﷺ آپ کے خلفاء کون ہوں گے۔

فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یَأْتُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ یَرْوُوْنَ اَحَادِیْثِیْ وَیُعَلِّمُوْنَھَا النَّاسَ

جواہر العقدین فی فضل الشرفین ص ۱۰۲ بحوالہ طبرانی اوسط

جو میرے بعد آئیں گے میری حدیث روایت کریں گے، اور لوگوں کو حدیث پڑھائیں گے وہ میرے خلفاء ہوں گے۔

میرا دین پہنچائیں گے، میرے دین کو زندہ رکھیں گے، میرے دین کو پڑھیں گے اور پڑھائیں گے، وہ میرے خلفاء ہوں گے۔ اب اس سے تصور کرو کہ جس بچے کو تم علم دین کے لئے بھیجو گے اور وہ پورا پڑھ جائے گا تو اس کو سیٹ کونسی ملے

Marfat.com

گی ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا۔ قیامت تک اگر وہ کسی مزدور فقیر کا بیٹا ہو جب وہ دین کا ماہر بن جائے گا اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت میسر آجائے گی۔

تو اس حدیث کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ بنی اسرائیل میں یہ سلسلہ چلتا رہا مگر میں آگیا ہوں۔ مطلب کیا ہے کہ اب میری نبوت، اب میری سیاست ہے۔ میری مدنی سیاست ہے اور یہ ہمیشہ برقرار رہے گی۔ اب اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ میرے خلفاء ہیں، جو میری نبوت کا فیض بھی اور میری خلافت کا فیض بھی آگے جاری کریں گے۔ یہ خلافت راشدہ کا دور دنیا کی آنکھوں کے سامنے ہے کہ کس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت نے نظامِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں دنیا کو امن وآشتی کے پھول عطا فرمائے ہیں۔

چھٹی حدیث شریف

پہلی نبوت اور ختم نبوت

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَوَّلُ الْمُرْسَلِیْنَ آدَمُ وَآخِرُھُمْ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

جامع الاحادیث: ۳۱۵/۳

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَوَّلُ الْمُرْسَلِیْنَ آدَمُ وَآخِرُھُمْ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا:

کہ سارے رسولوں سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور تمام رسولوں سے آخری رسول حضرت محمد ﷺ ہیں۔

اس میں بھی واضح طور پر ختم نبوت کی حتمی حیثیت کو بیان کردیا گیا کہ آپ ﷺ کی جلوہ گری کے بعد کوئی بھی کسی معنیٰ میں نبی اور رسول نہیں ہوسکتا۔

ساتویں حدیث شریف

اسماء خمسہ اور ختم نبوت

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيْ خَمْسَةُ اَسْمَاءَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِيُ الَّذِيْ يَمْحُوا اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يَحْشُرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ

بخاری شریف: ۵۰۰/۱

محمد بن جبیر بن مطعم اپنے باپ جبیر بن مطعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

لِيْ خَمْسَةُ اَسْمَاءَ

میرے پانچ نام ہیں۔

اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِيُ الَّذِيْ يَمْحُوا اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يَحْشُرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ وَاَنَا الْعَاقِبُ

Marfat.com

میں محمد ﷺ ہوں، احمد ﷺ ہوں اور میں ماحی ﷺ ہوں کہ جس کو بھیج کر اللہ نے کفر کو مٹا دیا ہے اور میں حاشر ﷺ ہوں کہ سارے لوگ میرے قدموں پہ اٹھیں گے۔

یعنی سب سے پہلے میں اپنے روضہ سے باہر آؤں گا اور پھر لوگ اپنی قبروں سے باہر نکل سکیں گے۔ سب کا حشر میرے قدموں پر ہوگا۔ یہ قیامت کے دن اعزاز ہے کہ جہاں محبوب ﷺ کے قدم ہوں گے وہاں اوروں کے سر ہوں گے۔ سب میرے قدم پر یعنی میرے پیچھے، میرے بعد وہ اپنی قبروں سے باہر نکل سکیں گے۔

وَاَنَا الْعَاقِبُ

اور میں عاقب ﷺ ہوں۔

یعنی جس کے بعد کوئی نبی نہ آسکے۔ لہٰذا یہ نام ختم نبوت والا نام ہے۔

آٹھویں حدیث شریف

انداز خطابت و ختم نبوت

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا خَطَبَ اِحْمَرَّتْ عَیْنَاہُ وَعَلَا صَوْتُہٗ وَاشْتَدَّ غَضَبُہٗ حَتّٰی کَاَنَّہٗ مُنْذِرُ جَیْشٍ یَقُوْلُ صَبَّحَکُمْ وَمَسَّاکُمْ وَیَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ وَیَقْرُنُ بَیْنَ اَصَابِعِہِ السَّبَابَۃِ الْوُسْطٰی

مسلم شریف: ۲۸۴:۱ مشکوۃ شریف: ۱۲۳

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ

جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو

اِحْمَرَّتْ عَيْنَاهُ

آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں۔

تو یہ خطبے کا ایک جلال ہے۔ محبوب ﷺ کی کبھی تو نرم شبنمی گفتگو ہوتی تھی۔

لیکن کبھی آنکھیں خطبہ دیتے دیتے سرخ ہو جاتی تھیں۔

وَعَلَا صَوْتُهُ

اور آپ ﷺ کی آواز اونچی ہو جاتی تھی۔

یعنی عمومی طور پر تو دھیمی ہوتی تھی لیکن کبھی گرجدار لہجے میں اور اس سے کہیں افضل انداز میں محبوب ﷺ خطبہ دیتے تھے۔ اور تقریر فرماتے تھے، تو یہ کہتے ہیں:

وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ

اور آپ ﷺ کا غصہ اس میں بہت سخت ہو جاتا

تو یہ ہر تقریر میں اپنے موضوع کے لحاظ سے غصہ بھی ہے، جلال بھی ہے، اس کے لحاظ سے انداز بھی ہے۔ کہتے ہیں، جب محبوب ﷺ یوں تقریر کرتے تھے:

حَتّٰى كَاَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ

لگتا تھا کہ مجمع کو کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں۔

کہ لشکر کوئی حملہ کرنے آ گیا ہے اور لوگ غفلت سے بیٹھے ہیں، لوگ سو رہے ہیں ان کو پتہ نہیں کہ دشمن سر پہ چڑھ آئے ہیں اب ضرورت ہے کہ غصے سے بات کی

Marfat.com

جائے اور ضرورت ہے کہ بلند آواز سے بات کی جائے۔

تو محبوب ﷺ کی خطابت کا یہ انداز ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے اور ہمارے خطباء کے لئے اس میں ایک سبق ہے کہ جس طرح کا موضوع ہو انداز اسی طرح کا ہونا چاہیے۔ اب فرماتے ہیں:

كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ

گویا لشکر سے کسی کو ڈرا رہے ہوں۔

کہ لوگو تمہیں نظر نہیں آرہا۔ میں دیکھ آیا ہوں پہاڑ کے پیچھے لشکر پہنچ گیا ہے۔ جلدی اٹھو اور بچنے کی کوشش کرو۔ اب جو اٹھے گا وہ بچ جائے گا اور جو یہ کہے کہ آ نہیں رہا بلکہ ویسے ہی کر رہے ہیں۔

فرمایا: وہ بیٹھا رہے گا تو وہ مارا جائے گا یا قیدی بن جائے گا تو اس سے مطلب کیا ہے کہ میں نے پوری دنیا میں جو اسلام کے احکام بتائیں ہیں یہ تمہیں یوں بچاتے ہیں۔ جس طرح کہ ڈرانے والا لشکر سے بچاتا ہے۔

اگر اس پر یقین آجائے تو کچھ لوگ ہٹ جاتے ہیں اور بچ جاتے ہیں اور جن کو یقین نہیں آتا وہ کہتے ہیں کہ یہ ڈراتے ہی رہتے ہیں۔ وہ بیٹھے رہتے ہیں اور مارے جاتے ہیں۔

فرمایا:

تمہارے پیچھے جہنم لگا ہوا ہے اور میں تمہیں بچانے آگیا ہوں۔ جو میری بات مان لے گا اس کو جہنم پکڑ نہیں سکے گا۔ اور جو کہے گا کہ یہ باتیں ایسی ہی ہیں تو وہ

Marfat.com

جہنم کا ایندھن بن جائے گا۔

میرے محبوب ﷺ منذر جیش کی حیثیت میں خطاب فرماتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایسے ہی ایک دن تقریر ہو رہی تھی۔ اتنے غصے میں تھے کہ آپ ﷺ نے اسی حالت میں ختم نبوت کا موضوع بیان کر دیا اور فرمایا:

بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرُنُ بَيْنَ اَصَابِعِهِ السَّبَابَةِ الْوُسْطٰی

مجھے اور قیامت کو یوں ملا کے بھیجا گیا ہے اور آپ ﷺ نے شہادت والی انگلی اور درمیان والی انگلی کو ملایا۔

میں اور قیامت آپس میں یوں ملے ہوئے ہیں جس طرح ان دو انگلیوں میں کوئی فرق نہیں۔ ایسے ہی مجھ میں اور قیامت میں کوئی فرق نہیں یعنی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی حائل ہو جائے اور درمیان میں اس کی نبوت کا زمانہ آ جائے، ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ میں اور قیامت آپس میں ملے ہوئے ہیں۔

میری نبوت کے بعد کسی کی نبوت نہیں آ سکتی۔ میں اور قیامت جس طرح کہ یہ دو انگلیاں ملی ہوئی ہیں اس طرح میرے رب نے دنیا کے خاتمے کا جو وقت ہے، اس کو اور مجھے ملا دیا ہے۔ دنیا کے خاتمے کا جب وقت ہوگا اس وقت بھی میری نبوت کا جھنڈا لہرا رہا ہوگا۔

اور ہمیشہ کے لئے اب میری نبوت ہوگی۔ تو سید عالم ﷺ نے یوں ملا کے قیامت کا قرب بھی بیان کر دیا اور ختم نبوت کو بھی بیان کر دیا اور ہم نے دیکھا کہ کند ذہن لوگ جو مفکر بنے ہوئے تھے اور تفہیم نام کی کتابیں لکھ رہے تھے۔

Marfat.com

اس مقام پر اعتراض کر ڈالا کہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ فرماتے تھے کہ قیامت قریب آ گئی ہے اور اتنی صدیاں گزر گئیں ہیں لیکن قیامت آئی نہیں تو معاذ اللہ بات غلط ثابت ہو گئی۔ دیکھو سرکار ﷺ کی غلطیاں نکالیں اور پھر وہ دین کے مصلح ہوں، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

میرے محبوب ﷺ نے جو قرب قیامت بیان کیا تھا وہ واضح ہے وہ قرب آپ ﷺ نے اضافی طور پر بیان کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے دیکھو تو پھر محبوب ﷺ کا زمانہ قیامت کے کتنا قریب ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے پیغمبروں کے مقابلے میں ہمارے نبی ﷺ کا زمانہ سب سے اقرب ہے اور کسی پیغمبر کا زمانہ درمیان میں ہے ہی نہیں۔

لہٰذا اگر کوئی بیان کرنا چاہے گا تو یہی بیان کرے گا کہ نبوت جس کی قیامت کے سب سے قریب ہے وہ یقیناً ہمارے نبی ﷺ کی نبوت ہے۔

نویں حدیث شریف

لوح محفوظ اور ختم نبوت

اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ

کنز العمال: ح: ۳۲۱۴۱

میں لوح محفوظ پر اللہ کے پاس بھی خاتم النبیین ہوں۔

ام الکتاب کے اندر میں خاتم النبیین ہوں اور میری ختم نبوت ازل سے طے شدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک میری ختم نبوت ثابت ہے۔

Marfat.com

دسویں حدیث شریف

اول امر اور ختم نبوت

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّهٗ قَالَ اِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ

مشکوۃ شریف: ح: ۵۷۵۹

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنِّيْ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ

میں اللہ کے پاس آخری نبی لکھا ہوا ہوں۔

اللہ کے پاس میرا نام آخری نبی لکھا گیا ہے۔ کس انداز میں میں خاتم النبیین ہوں، فرمایا:

اِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ

حضرت آدم علیہ السلام کا گارا ابھی تیار نہیں ہوا تھا۔

اللہ نے میری ختمِ نبوت کا بورڈ لگا دیا تھا۔

میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

میں اس وقت بھی نبی ہی نہیں، خاتم النبیین تھا۔ اللہ نے میرا اس وقت نام لکھا ہوا تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام تخلیق کے مراحل سے گزر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت مجھے اپنے پاس خاتم النبیین قرار دے دیا تھا

Marfat.com

سَأُخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ أَمْرِي

میں تمہیں بتاؤں کہ میرا اول امر کیا ہے۔

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

أَنَا دَعْوَةُ إِبْرَاهِيمَ

میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔

وَبِشَارَةُ عِيسَى

اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

وَرُؤْيَاءُ أُمِّيَ الَّتِي رَأَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِي

اور میں اپنی امی جان کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے وقت ولادت دیکھا تھا۔

دوسرا رویا کا معنیٰ یہ ہوگا کہ میں اپنی والدہ کی آنکھوں کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں نے نظارہ جاگتے ہوئے دیکھا کب جب ان کے ہاں میرا میلاد ہو رہا تھا۔

جب میں اپنی والدہ کے ہاں جنم لے رہا تھا اس وقت کائنات میں جوان کے لئے دیدار تھا میں وہ دیدار ہوں آگے فرماتے ہیں:

وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُورٌ

میری امی جی سے ایک نور کا ظہور ہوا۔

اپنے بدن کو رسول اکرم ﷺ نے نور سے تعبیر کیا کہ میری امی کی گود میں نور ظاہر ہوا۔ وہ نور کیسا تھا؟

أَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُورُ الشَّامِ

Marfat.com

اس نور کی وجہ سے میری امی جی کو شام کے محلات نظر آنے لگے۔

وہ مکہ شریف میں تھیں مگر شام کے محلات ان کو نظر آئے۔ فرمایا میں وہ نور ہوں اگر میرا پس منظر دیکھنا چاہتے ہو میری ہسٹری دیکھنا چاہتے ہو:

میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور میں اپنی امی جی کا وہ دیدار ہوں اور میں ہی وہ نور ہوں کہ جب میرا ظہور ہوا تھا تو میری امی جان بیٹھی مکہ شریف میں تھیں مگر ان کو محلات شام کے نظر آرہے تھے۔

گیارہویں حدیث شریف

تخلیق و بعثت اور ختم نبوت

كُنْتُ اَوَّلَ النَّاسِ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرَهُمْ فِی الْبَعْثِ

کنز العمال: ح:۳۱۹۱۲

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كُنْتُ اَوَّلَ النَّاسِ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرَهُمْ فِی الْبَعْثِ

میں تخلیق نور کے لحاظ سے سب سے پہلے ہوں اور دنیا میں ظہور کے لحاظ سے سب سے آخر میں ہوں۔

تمام لوگوں میں سے پہلے میں ہوں تخلیق کے لحاظ سے میرا نور سب سے پہلے بنایا گیا۔

وَاٰخِرَهُمْ فِی الْبَعْثِ

اور اللہ نے مجھے سب سے آخر میں بھیجا ہے۔

Marfat.com

اس کا مطلب یہ بنا کہ اول بھی میرا ہے آخر بھی میرا ہے۔ جو شان اول و آخر کے لحاظ سے اللہ کی ہے وہ محبوب ﷺ کو باطنی عطا کی گئی ہے کہ آپ ﷺ مخلوق میں سب سے پہلے فرد ہیں اور آپ ﷺ کے نور نے باقی چیزوں کو نور تقسیم کیا ہے۔ اور آپ کو آخر میں بھیجا گیا، اس لحاظ سے آپ کی ختم نبوت کا ذکر بھی ہو گیا۔

بارہویں حدیث شریف

كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ

کنزالعمال: ح: ۳۲۱۲۶

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

تمام انبیاء کرام علیہ السلام سے نور کی تخلیق کے لحاظ سے پہلا میں ہوں اور تمام سے آخر میں ہوں بھیجے جانے کے لحاظ سے

یعنی پہلے اس لحاظ سے کہ میرا نور سب سے پہلے پیدا کیا گیا اور آخر کس لحاظ سے کہ نبوت کی ڈیوٹی دینے کے لحاظ سے میں سب سے آخر میں آیا ہوں۔ مجھے رب ذوالجلال نے اولیت بھی عطا کی ہے اور مجھے آخریت بھی عطا کی ہے۔

تیرھویں حدیث شریف

أَنَا نَبِيٌّ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

السنۃ لابن ابی عاصم: ۱/۱۸۷

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَا نَبِیٌّ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ان مختصر سے الفاظ میں ختم نبوت کی تفصیل فرمادی۔

چودھویں حدیث شریف

فاتح اور خاتم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّ خَاتِمًا

ابن کثیر ۲۰/۳ (جزو خامس)

سید عالم ﷺ کا فرمان ہے جو بالخصوص معراج کی رات آپ ﷺ نے مسجد اقصیٰ میں انبیاء کے سامنے تقریر کی تھی اس میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّ خَاتِمًا

تمام تعریفیں اس رب کی ہیں جس نے مجھے فاتح بھی بنایا ہے۔ خاتم بھی بنایا ہے۔

فاتح کا معنیٰ ہے کھولنے والا اور خاتم کا معنیٰ ہے بند کرنے والا۔

بظاہر یہ متضاد صفتیں ہیں۔ کھولنا اور ہے بند کرنا اور ہے۔

مطلب یہ ہے:

میں کھولنے والا ہوں جنت کے دروازے کو اور بند کرنے والا ہوں نبوت

Marfat.com

کے دروازے کو۔ مجھے میرے رب نے فاتح بھی بنایا ہے اور خاتم بھی بنایا ہے۔

تو یہ شانیں نرالی ہیں ہمارے محبوب ﷺ کی ۔ جو دروازہ کسی سے کھل نہیں پائے گا وہ دروازہ آپ ﷺ کھولیں گے اور جو صدیوں سے کھلا آرہا تھا آپ ﷺ کے آنے سے اس کو بند کر دیا گیا۔ لہٰذا آپ ﷺ فاتح بھی ہیں اور خاتم بھی ہیں۔

پندرھویں حدیث شریف

حشر کے شافع اور ختم نبوت

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ

الدارمی: مشکوٰۃ: ح: ۵۷۶۴

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ

سارے رسولوں کا لیڈر میں ہوں اور فخر کوئی نہیں۔

سارے رسولوں کا قائد میں ہوں اور میں فخر نہیں کرتا۔

وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَلَا فَخْرَ

اور میں نبوت کے دروازے کو بند کرنے والا ہوں، میں نبیوں کا خاتم ہوں، یہ شان بڑی ہے مگر میں فخر نہیں کرتا۔

چونکہ جن کے بعد اور نبی بھیجے گئے تو یہ باقی رہا کہ انہوں نے ڈیوٹی مکمل کی

Marfat.com

ہے مگر کام ابھی باقی ہے، وہ نئے آ کے کریں گے۔ جب میرے محبوب ﷺ آ گئے ہیں تو اللہ نے کسی کو نہ بھیجنے کے اور اعلان کر کے کہ اب کوئی آ ہی نہیں سکتا اس بات کی گواہی دی ہے کہ یہ سارا کام کر کے جا رہے ہیں۔

اس واسطے یہ شان نرالی تھی۔ فرمایا:

رب ذوالجلال نے مجھے خاتم النبیین بنایا ہے اور اس پر کوئی فخر نہیں۔

وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ

اور میں سب سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں قیامت کے دن سب سے پہلے رب جن کی بات مانے گا وہ میں ہوں

وَلَافَخْرَ

میں فخر نہیں کرتا۔

چونکہ اس دن اللہ کے جلال کے سامنے جب کوئی نہیں بولے گا تو پہلا دروازہ شفاعت کا کھلوانا مشکل ہے پھر تو چھوٹے چھوٹے شفیع بھی ہوں گے یہاں تک کہ ناتمام بچہ جو کسی ماں کے ہاں پیدا ہوا تھا پورے اعضاء بھی نہیں بنے ہوئے تھے۔ وہ اپنے نافے کے ساتھ اپنی امی کو باندھے گا اور جنت میں لے جائے گا۔

وہاں تک شفاعت پہنچ جائے گی لیکن پہلا دروازہ کھولنا اتنا مشکل ہے کہ خلیل علیہ السلام بھی ڈرتے ہیں، کلیم علیہ السلام بھی ڈرتے ہیں، اللہ سے بولنے کے لئے کسی کی ہمت نہیں پڑ رہی۔ اس وقت جو سب سے پہلے سفارش کریں گے۔

سرکار ﷺ فرماتے ہیں:

Marfat.com

وہ سیٹ بھی میری ہے لیکن میں فخر نہیں کرتا۔

سب سے پہلے سفارش کرنے کے لحاظ سے بھی میری سیٹ ہے اور سب سے پہلے جس کی بات مانی جائے گی وہ سیٹ بھی میری ہے، میں مشفع ہوں۔ اللہ میری سفارش کو قبول فرمائے گا۔

سولھویں حدیث شریف

عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی اَرَأَیْتَ اِبْرَاهِیْمَ ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ مَاتَ وَهُوَ صَغِیْرٌ وَلَوْ قَضٰی اَنْ یَّکُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیٌّ لَعَاشَ اِبْنُهٗ وَلٰکِنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ

ابن ماجہ شریف: ح: ۱۵۱۰

حضرت اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں، میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو نے رسول اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہنے لگے ہاں، حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حالت صغر میں وصال فرما گئے، اگر حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہوتا تو وہ ضرور زندہ رہتے، لیکن رسول اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اس لئے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ نہیں رہے۔

سترھویں حدیث شریف

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا مَاتَ اِبْرَاهِیْمُ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ اِنَّ لَهٗ مُرْضِعًا فِی الْجَنَّةِ وَلَوْ عَاشَ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا وَلَوْ عَاشَ لَعَتَقَتْ

Marfat.com

اَخْوَالُهُ الْقِبْطُ وَمَا اسْتُرِقَّ قِبْطِيٌّ

ابن ماجہ شریف: ج: ۱۵۱۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اس کے لئے جنت میں دودھ پلانے والی ہے اور اگر زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے اور اگر زندہ رہتے تو ان کے قبطی ماموں آزاد کردیئے جاتے اور کبھی کسی قبطی کو غلام نہ بنایا جاسکتا۔

اٹھارویں حدیث شریف

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَعِيَ كِتَابٌ اَصَبْتُهُ مِنْ بَعْضِ اَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ مُوْسٰى كَانَ حَيًّا اَلْيَوْمَ مَاوَسِعَهٗ اِلَّا اَنْ يَّتَّبِعَنِيْ

اخرجہ ابونعیم: خصائص الکبریٰ: ۲/۱۸۷

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میرے پاس کتاب تھی، جس کو میں نے بعض اہل کتاب سے پایا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام آج زندہ ہوتے تو ان کے لئے بھی میری اتباع ضروری ہوتی۔

انیسویں حدیث شریف

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَا رَسُوْلُ مَنْ اَدْرَكْتُ حَيًّا وَمَنْ

Marfat.com

يُوْلَدُ بَعْدِيْ

اخرجہ ابن سعد: خصائص الکبریٰ: ۱۸۸/۲

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس کا رسول ہوں، جس کو میں نے زندہ پایا اور اس کا بھی، جو میرے بعد پیدا ہوگا۔

بیسویں حدیث شریف

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ بَيْنَمَا زَيْدُ بْنُ خَارِجَةَ يَمْشِيْ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ إِذْ خَرَّ مَيْتاً بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَنُقِلَ إِلٰى أَهْلِهٖ وَسُجِّيَ بَيْنَ بُرْدَتَيْنِ وَكِسَاءٍ فَلَمَّا كَانَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ اجْتَمَعَ نِسْوَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَصْرُخْنَ حَوْلَهٗ إِذْ سَمِعُوْا صَوْتاً مِّنْ تَحْتِ الْكِسَاءِ يَقُوْلُ أَنْصِتُوْا أَيُّهَا النَّاسُ مَرَّتَيْنِ فَحَسَرُوْا عَنْ وَجْهِهٖ وَصَدْرِهٖ فَقَالَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ كَانَ ذَالِكَ فِي الْكِتَابِ الْأَوَّلِ

المعجم الکبیر: ۲۱۹/۵

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی کا نام ہے یہ ختم نبوت کی شان ہے کہ جب زندہ ہیں تو پھر بھی ختم نبوت کا نعرہ لگاتے ہیں اور اگر فوت ہونے کے بعد کسی نے کلام کیا ہے تو اس نے بھی ختم نبوت کا نعرہ لگایا ہے۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے

Marfat.com

يَمْشِيْ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ

مدینہ شریف کی کسی گلی میں جا رہے تھے۔

اِذْخَرَّ مَيِّتًا

چلتے چلتے دورہ پڑا تو وہ فوت ہو گئے۔

جب فوت ہوئے ان کو اٹھا کے گھر پہنچا گیا اوپر چادریں دے دی گئیں۔

جب مغرب وعشاء کا وقت ہوا اب وہ ظہر کے وقت فوت ہوئے تھے، مغرب اور عشاء کا جب ٹائم ہوا۔

اِجْتَمَعَ نِسْوَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَصْرُخْنَ حَوْلَهٗ

انصار کی عورتیں اکٹھی ہو گئیں اور وہ چیخ چلا رہی تھیں۔

کہ اچانک یہ فوت ہو گئے ہیں۔ جس وقت وہ چیخنے لگیں تو حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ بولنے لگے جو ظہر کے وقت فوت ہوئے تھے، وہ بولنے لگے:

سَمِعُوْا صَوْتًا مِّنْ تَحْتِ الْكِسَاءِ

جتنے بھی وہاں جمع تھے سب کو چادر کے نیچے سے آواز آئی کہ زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ بول رہے تھے، آواز یہ تھی:

اَنْصِتُوْا

خاموش ہو جاؤ، چپ ہو جاؤ۔ دو مرتبہ انہوں نے کہا۔

فَحَسَرُوْا عَنْ وَجْهِهٖ

تو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے چہرے سے چادر کو پیچھے ہٹا دیا گیا۔

Marfat.com

تو دیکھا کہ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ گفتگو کر رہے ہیں۔ جس وقت بولے تو کیا ان کا بول تھا۔ فوت ہونے کے بعد جو بولے۔

میں وہ سنی ہوں جمیلِ قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

کہتے ہیں:

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں نبی امی ہیں، وہ خاتم النبیین ہیں۔

كَانَ ذَالِكَ فِي الْكِتَابِ الْاَوَّلِ

یہ پہلی کتاب میں بھی لکھا ہوا ہے۔

اب جب فوت ہونے کے بعد بھی اگر کسی نے گفتگو کی ہے اور لوگوں نے سنی ہے تو اس گفتگو کے اندر بھی ختم نبوت کے نعرے لگائے جا رہے تھے۔

اکیسویں حدیث شریف

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَكُمْ اَلَا فَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَاَدُّوْا زَكٰوةَ اَمْوَالِكُمْ طَيِّبَةً بِهَا اَنْفُسُكُمْ وَاَطِيْعُوْا وُلَاةَ اَمْرِكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ

رواہ احمد: ۲۶۲،۲۵۱/۵ الترمذی: ۶۱۱ ابن حبان: ۴۵۹۵ الحاکم: ۳۸۹/۱ المعجم الکبیر: ۱۱۵/۵

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

Marfat.com

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

وَلَا اُمَّةَ بَعْدَكُمْ

اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے۔ خبردار اپنے رب کی عبادت کر پانچ وقت کی نماز پڑھو رمضان کے مہینے کے روزے رکھو خوشی سے اپنے مالوں کی زکوۃ دو اپنے اماموں کی اطاعت کرو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے"

لفظ کتنے حسین ہیں۔

فرمایا:

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے۔ لہٰذا میں جو تمہیں دے رہا ہوں اس پر قائم رہو اور دین پر پوری طرح تم پختہ رہو۔ نماز پڑھتے رہو، روزے رکھتے رہو۔ میں نے تمہیں جامع دین دے دیا ہے۔

اب کسی نئے نبی کے آنے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہی کیونکہ اللہ نے مجھے آخری نبی بنایا ہے اور تمہیں آخری امت بنایا ہے۔

بائیسویں حدیث شریف

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ خَرَجْتُ تَاجِرًا اِلَى الشَّامِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كُنْتُ بِاَدْنَى الشَّامِ لَقِيَنِيْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ رَجُلٌ تَنَبَّاَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْرِفُ صُوْرَتَهٗ اِذَا رَاَيْتَهَا قُلْتُ: نَعَمْ فَاَدْخَلَنِيْ بَيْتًا فِيْهِ صُوَرٌ فَلَمْ اَرَ صُوْرَةَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَبَيْنَا اَنَا كَذٰلِكَ اِذَا

Marfat.com

دَخَلَ رَجُلٌ مِّنهُم علَينَا فقَالَ فِيمَ اَنتُم فَاَخبَرنَاهُ فذَهَبَ بِنَا اِلٰى مَنزِلِه فَسَاعَةَ مَادَخَلتُ نَظَرتُ اِلٰى صُورَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَاِذَا رَجُلٌ آخِذٌ بِعَقِبِ النَّبِيِّ ﷺ قُلتُ مَن هٰذَا الرَّجُلُ القَائِمُ عَلٰى عَقِبِه قَالَ اِنَّه لَم يَكُن نَبِيٌّ اِلَّا كَانَ بَعدَهُ نَبِيٌّ اِلَّا هٰذَا فَاِنَّه لَا نَبِيَّ بَعدَهُ وَهٰذَا الخَلِيفَةُ بَعدَهُ وَاِذَا صِفَةُ اَبِي بَكرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے۔

میں تاجر تھا شام گیا تو میں نے وہاں ایک جگہ پر پڑاؤ ڈالا مجھے وہاں ایک شخص ملا جو آسمانی کتابوں کا ماہر تھا اس نے مجھ سے پوچھا کہ جس نبی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے کیا تم اس کی صورت کو پہچانتے ہو، یہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا: پہچانتا ہوں

فَاَدخَلَنِي بَيتًا فِيهِ صُوَرٌ

اس نے مجھے گھر میں داخل کیا جس میں کئی تصویریں تھیں۔

اس میں مجھے رسول اللہ ﷺ کی تصویر نظر نہیں آئی تو پھر ایک بندہ مجھے وہاں لے گیا جہاں مجھے رسول اللہ ﷺ کی صورت نظر آئی

وَاِذَا رَجُلٌ آخِذٌ بِعَقِبِ النَّبِيِّ ﷺ

باقی کسی نبی کی ایڑی کے پیچھے کوئی امتی نہیں کھڑا ہوا۔ ہر ایک کے پیچھے ایک نبی کھڑا ہے۔ اور ہمارے نبی ﷺ کی جہاں تصویر تھی تو وہاں آپ ﷺ کے پیچھے ایک امتی کھڑا ہے۔ میں نے کہا یہ انداز کیا باقی سب سے جدا ہے؟ تو انہوں نے کہا: باقی ایک سب کے بعد نبی آئے اور ان کے پیچھے نبیوں کی تصویر ہے اور ان کے پیچھے نبی نہیں

Marfat.com

آئیں گے۔ ان کے پیچھے جو کھڑے ہیں۔ یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے بعد خلافت ہوگی نبوت نہیں ہوگی۔

تو یہ ختم نبوت کا انداز ان کتابوں کے اندر بھی موجود تھا۔

تینسویں حدیث شریف

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّهَا النَّاسُ لَیْسَ مِنْ شَیْءٍ یُقَرِّبُکُمْ اِلَی الْجَنَّةِ وَیُبَاعِدُکُمْ مِنَ النَّارِ اِلَّا قَدْ اَمَرْتُکُمْ بِهٖ وَلَیْسَ شَیْءٌ یُقَرِّبُکُمْ مِنَ النَّارِ وَیُبَاعِدُکُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا قَدْ نَهَیْتُکُمْ عَنْهُ

مشکوٰۃ شریف: البیہقی فی شعب الایمان ۴۵۲

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَیُّهَا النَّاسُ

اے لوگو!

لَیْسَ مِنْ شَیْءٍ یُقَرِّبُکُمْ اِلَی الْجَنَّةِ وَیُبَاعِدُکُمْ مِنَ النَّارِ اِلَّا قَدْ اَمَرْتُکُمْ بِهٖ

ہر وہ چیز جو بندے کو جنت میں اٹھا کے لے جائے اور جہنم سے بچائے میں نے اس کا حکم دے دیا ہے کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں نے بیان نہ کیا ہو۔

Marfat.com

اگر جنت میں لے جانے والی ایک لاکھ باتیں ہیں تو سرکار ﷺ فرماتے ہیں یہ نہ سمجھنا کہ ایک لاکھ میں سے ایک بیان نہیں کی، میں نے پوری لاکھ بیان کی ہیں۔

احسان دیکھو فرمایا۔ میں نے کوئی کمی نہیں کی۔ میں نے جو کچھ تمہیں چاہیے تھا وہ سب کچھ بیان کیا ہے۔ جتنی چیزیں جنت میں لے جانے والی تھیں اور جہنم سے بچانے والی تھیں۔

اِلَّا قَدْ اَمَرْتُکُمْ بِہٖ

میں نے تمہیں حکم دیا ہے۔ اب عمل کرنا تمہارا کام ہے۔

وَلَیْسَ شَیْءٌ یُقَرِّبُکُمْ مِنَ النَّارِ وَیُبَاعِدُکُمْ مِنَ الْجَنَّۃِ اِلَّا وَقَدْ نَھَیْتُکُمْ عَنْہُ

جن کاموں سے بندہ جہنمی بن سکتا ہے اور جنت سے دور ہو سکتا ہے ان ساری باتوں سے میں نے منع کر دیا ہے۔ کوئی پیچھے منع کرنے والی نہیں رہی۔

لہٰذا جس وقت بندے کے سارے کام اور تعلیمات مکمل ہو گئیں ہیں اب اگر کوئی آئے گا تو اس کے آنے کا کیا تک بنتا ہے۔

میرے محبوب ﷺ نے سارے سلسلے بیان کر دیئے۔ اگر کروڑوں ہدایات کی ضرورت تھی تو ساری مکمل کر دی ہیں۔ اس واسطے بریلی کے تاجدار کا عشق بولا:

نہ رکھی گل کے جوش حسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغ رسالت کا

پہلے پھول کھلے اور کھلتے رہے صحن چمن میں جو کھلتا تھا وہ اعلان کرتا تھا کہ ابھی وہ

Marfat.com

آ رہے ہیں، وہ آ رہے ہیں۔ اور جب سرکار ﷺ کھلے ہیں تو اب چمن کے صحن میں کسی کے کھلنے کی جگہ ہی باقی نہیں رہی۔ لہٰذا اس انداز سے عقلی طور پر بھی اس حدیث شریف میں محبوب ﷺ نے سارے شعبہ جات کو بیان کرتے ہوئے باوفا امتی کو احسان جتلایا کہ میں نے تمہارے لئے کتنا کچھ کیا ہے اور تمہارے ساتھ میرا پیار کتنا ہے۔

اب دیکھو باپ بیٹوں کے لئے بڑا شفیق ہو۔ وہ اپنے بیٹوں کو نصیحتیں کر رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ دس کر لے گا، پچاس کر لے گا، سو کر لے گا۔ آگے جا کے سلسلہ ختم ہو گا کیونکہ اس کو آنے والی مشکل کا پتہ ہی نہیں۔ مشکل کا پتہ ہو تو پھر نصیحت کرے۔ اس کو دس مشکلوں کا پتہ ہے، پندرہ کا پتہ ہے وہ جو سو اس کے مرنے کے بعد آنے والی ہیں اس کا اس کو خواب و خیال بھی نہیں۔ مگر یہ وہ پیغمبر ہیں۔ قیامت تک جن حالات نے جنم لینا ہے وہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔

اس واسطے آپ ﷺ نے اس انداز میں ہر مشکل کا حل بیان کیا ہے۔ قیامت تک کبھی امتی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ پیغمبر چلے گئے اور ہمیں بتا کے نہیں گئے اور مشکل ہمارے سامنے آ گئی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا:

ہم نے ساری مشکلیں پہلے حل فرما دی ہیں۔

چوبیسویں حدیث شریف

قَالَ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ خَطِيْبًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْاُمَّةُ قَائِمَةً عَلٰى اَمْرِ اللّٰهِ لَا

Marfat.com

يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ

بخاری شریف: ۱۶/۱

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

اللہ جس بندے سے بہتری کا ارادہ کرے اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے۔

یعنی دین کی سمجھ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے اور وہ خاص بندوں کو دیتا ہے۔ دین سمجھنا اس کے لئے بیٹھنا اس کے لئے آنا یہ کوئی معمولی سا انتخاب نہیں۔ اللہ کا انتخاب ہے اور اللہ جس کو نوازنا چاہے اس کو اپنے دین کے لئے چن لیتا ہے۔

دین کی سمجھ چیز بڑی ہے مگر ملے گی کہاں سے۔ فرمایا:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ

عطا رب کرتا ہے اور تقسیم میں کرتا ہوں۔

وہ طبقہ جو یہ کہے کہ ہمیں نبی کے دروازے کی ضرورت نہیں ہم ڈائریکٹ لیں گے۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے۔ ہم سب کچھ نبی کے ہاتھ سے تقسیم کروائیں گے۔

اب ایسے منکرین کے پاس لفظ ہوں گے معنی کی حکمت نہیں ہوگی وہاں علم اندھیرہ بن جائے گا علم سے پردے آجائیں گے ان سے تو جاہل اچھا ہوگا کیونکہ جتنا بڑا عالم ہوگا اتنا بڑا گستاخ بن جائے گا۔

Marfat.com

چونکہ یہ علم سرکار ﷺ کی دہلیز سے بٹتا ہے اور جن کے نزدیک یہ وسیلہ شرک بن جائے گا ان کو ملے گا کیسے؟ تو میرے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي

مطلقاً فرمایا علم ہو یا رزق ہو یا بیٹے ہوں۔ دیتا اللہ ہے تقسیم میں کرتا ہوں۔

پھر فرمایا:

وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْاُمَّةُ قَائِمَةً عَلٰى اَمْرِ اللّٰهِ

قیامت آجائے گی لیکن میری امت کی بڑی جماعت حق کے رستے سے ڈول نہیں سکے گی۔ ہمیشہ یہ امت اللہ کے امر پر قائم رہے گی۔

لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ

ان کی مخالفت کرنے والے ان کا بال بھی بیکا نہیں کر سکیں گے۔

اس نقصان کا مطلب کیا ہے کہ وہ حوصلہ ہار کے گھر بیٹھ جائیں یہ نہیں ہوگا۔ ویسے شہادتیں بھی ہو جائیں گی، نقصان اس لحاظ سے تو ہوگا۔ مال لٹ سکتا ہے، جان جا سکتی ہے مگر ان نقصان کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی

یعنی میری امت کا وہ طبقہ جو حق پر ہے ان کے خلاف باطل پرست جو بھی کر لیں میری امت ڈرپوک بن کر گھر نہیں بیٹھے گی۔ وہ پھر بھی میرے دین کا جھنڈا اٹھا کے نکلے گی۔

زخم پہ زخم کھا کے جی خون جگر کے گھونٹ پی
آہ نہ کر لبوں کو سی عشق ہے یہ دل لگی نہیں

یہ انداز تو ضرور امت میں موجود رہے گا، ان کو قربانیاں دینی پڑیں گی۔ مگر

Marfat.com

میرے محبوب ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہمت نہیں ہاریں گے۔ حوصلے ان کے بلند رہیں گے۔

ایک ایک جلسے میں اگر ان کو ستر ستر شہادتوں کے گلدستے پیش کرنے پڑیں تو پھر بھی یہ پیش کر کے میلاد کی بزم ضرور سجائیں گے۔

سید عالم ﷺ نے فرمایا ہے:

ان کی مخالفت کرنے والے ان کے حوصلوں کو فتح نہیں کر سکیں گے۔ ان کو کسی طرح کا وہ نقصان نہیں دے سکتے، کب تک:

حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰهِ

یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔

اب اس حدیث شریف میں اپنی امت کے بعد کسی بھگوڑے کی امت کا تصور ہی ختم کر دیا واضح فرما دیا

میرے غلاموں کی قیامت تک کی دنیا ہے، میرے غلاموں کی قیامت تک تاریخ ہے، میرے غلاموں کا قیامت تک دور ہے، میرے غلاموں کا قیامت تک کا زمانہ ہے۔

ختم نبوت والے قیامت تک باقی رہیں گے۔ لہٰذا اگر کسی دور میں کسی نبی کا کوئی تصور ہوتا تو نبی کی پھر امت بھی ہوتی ہے تو میرے نبی ﷺ نے امت کی نفی کر کے قیامت تک کے لئے یہ واضح کر دیا کہ:

میں آخری نبی ہوں، میری امت آخری امت ہے۔

Marfat.com

پچیسویں حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ

(بخاری شریف ۱؍۳۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ

ہم یعنی میں اور میری امت، ہم سب سے آخر میں آئے ہیں، سب سے آگے نکل گئے ہیں۔

ہم ایڈوانس ہیں۔ دیگر کے پاس کوئی ترقی نہیں۔ ہمارے محبوب ﷺ نے فرمایا:

نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ

صدیوں سے لوگ روزہ رکھ رہے تھے مگر جب سے ہم نے روزہ رکھا تو پہلا نمبر روزے میں ہمارا ہے۔ مدت ہوگئی تھی قومیں امتیں نماز پڑھتی تھیں لیکن جب ہماری امت آگئی تو پہلا نمبر ہمارا ہے۔

لوگ جہاد کرتے تھے، حج کرتے تھے مگر جب اس امت نے کیا تو وہ پیچھے رہ گئے اور سابقون کا سب سے بڑا مطلب یہ ہے کہ جنت میں داخل ہوجائے گی۔

آخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ

ہم آخری امت ہیں اور سبقت کرنے والے ہیں۔

Marfat.com

آخر میں ختم نبوت کو بھی بیان کر دیا اور ختم نبوت کی عظمت کو بھی بیان کر دیا۔

چھبیسویں حدیث شریف

اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ

(مشکوٰۃ شریف: ح: ۵۷۷۰)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

میرے رب نے مجھے تمام اخلاق کی خوبیوں کو مکمل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ میں اخلاق کے سبق مکمل کرنے آیا ہوں۔

یہ پہلے کسی نبی نے نہیں کہا۔ چونکہ وہ مکمل کرنے نہیں آئے تھے وہ ڈیوٹی دینے آئے تھے۔ وہ انہوں نے پوری کی، کمی نہیں کی۔

لیکن انسانیت کو جو کچھ چاہئے تھا وہ روزانہ کی جو ضرورتیں بڑھتی چلی جا رہی تھیں تو یہ ضرورت جامع دین کے اندر پوری ہو سکتی تھی تو میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں:

میں آیا ہی اس لئے ہوں کہ سب کچھ مکمل کر کے جانے والا ہوں۔

لہٰذا جب آپ ﷺ نے اخلاق حمیدہ، سیرت و کردار، نظام زندگی اور بندگی کا ہر مسئلہ بیان کر دیا ہے اور مکمل کر دیا ہے تو کسی کے آنے کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔

فرمایا:

قیامت تک کے لئے کار نبوت کو مکمل کر دیا ہے۔

ستائیسویں حدیث شریف

اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ کَعْبٍ قَالَ اِنَّ اَبِیْ کَانَ مِنْ اَعْلَمِ النَّاسِ بِمَا

Marfat.com

أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى مُوْسٰى وَكَانَ لَمْ يَدَّخِرْ عَنِّىْ شَيْئًا مِمَّا كَانَ يَعْلَمُ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ دَعَانِىْ فَقَالَ لِىْ يَا بُنَىَّ اِنَّكَ قَدْ عَلِمْتَ اَنِّىْ لَمْ اَدَّخِرْ عَنْكَ شَيْئًا مِمَّا كُنْتُ اَعْلَمُهُ اِلَّا اِنِّىْ قَدْ حَبَسْتُ عَنْكَ وَرَقَتَيْنِ فِيْهِمَا نَبِىٌّ يُبْعَثُ قَدْ اَظَلَّ زَمَانُهُ فَكَرِهْتُ اَنْ اُخْبِرَكَ بِذٰلِكَ فَلَا اٰمَنُ عَلَيْكَ اَنْ يَخْرُجَ بَعْضُ هٰؤُلَاءِ الْكَذَّابِيْنَ فَتُطِيْعُهُ وَقَدْ جَعَلْتُهُمَا فِىْ هٰذِهِ الْكُوَّةِ الَّتِىْ تَرٰى وَطَيَّنْتُ عَلَيْهِمَا فَلَا تَعْرِضَنَّ لَهُمَا وَلَا تَنْظُرَنَّ فِيْهِمَا حِيْنَكَ هٰذَا فَاِنَّ اللّٰهَ اِنْ يُرِدْ بِكَ خَيْرًا وَيَخْرُجْ ذٰلِكَ النَّبِىُّ تَتَّبِعُهُ ثُمَّ اِنَّهُ مَاتَ فَدَفَنَّاهُ فَلَمْ يَكُنْ شَىْءٌ اَحَبَّ اِلَىَّ مِنْ اَنْ اَنْظُرَ فِى الْوَرَقَتَيْنِ فَفَتَحْتُ الْكُوَّةَ ثُمَّ اسْتَخْرَجْتُ الْوَرَقَتَيْنِ فَاِذَا فِيْهِمَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِىَّ بَعْدَهُ مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهُ بِطَيْبَةَ لَا فَظٌّ وَلَا غَلِيْظٌ وَلَا صَخَّابٌ فِى الْاَسْوَاقِ وَيَجْزِىْ بِالسَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ وَيَعْفُوْ وَيَصْفَحُ اُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ الَّذِيْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ تُذَلَّلُ اَلْسِنَتُهُمْ بِالتَّكْبِيْرِ وَيُنْصَرُ نَبِيُّهُمْ عَلٰى كُلِّ مَنْ نَاوَاهُ يَغْسِلُوْنَ فُرُوْجَهُمْ وَيَأْتَزِرُوْنَ عَلٰى اَوْسَاطِهِمْ اَنَاجِيْلُهُمْ فِىْ صُدُوْرِهِمْ وَتَرَاحُمُهُمْ بَيْنَهُمْ تَرَاحُمَ بَنِى الْاُمِّ وَهُمْ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْاُمَمِ (الدر المنثور: ۳/۱۳۷)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے اباجی اپنے زمانے کے لوگوں میں سے سب سے بڑے عالم تھے۔ جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا میرے

Marfat.com

ابا جی کو اس وقت کے لوگوں کی نسبت زیادہ آتا تھا۔

وَكَانَ لَمْ يَدَّخِرْ عَنِّي شَيْئًا مِمَّا كَانَ يَعْلَمُ

ان کا انداز یہ تھا کہ انہیں جو کچھ آتا تھا انہوں نے مجھ سے چھپا کے نہیں رکھا، مجھے پڑھایا ہے۔

فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ

جس وقت وصال کا ٹائم آیا تو

دَعَانِي

میرے والد نے مجھے بلایا اور فرمایا

يَا بُنَيَّ إِنَّكَ قَدْ عَلِمْتَ أَنِّي لَمْ أَدَّخِرْ عَنْكَ شَيْئًا مِمَّا كُنْتُ أَعْلَمُهُ

اے بیٹے! میں نے ہر چیز تجھے بتائی ہے تجھ سے چھپائی نہیں جو کچھ میں جانتا تھا میں نے تمہیں پڑھا دیا۔

إِلَّا أَنِّي قَدْ حَبَسْتُ عَنْكَ وَرَقَتَيْنِ فِيهِمَا

مگر میرے پاس دو ورق ایسے ہیں میں نے آج تک ان کا علم نہیں دیا اور ان کا علم دنیا بھی نہیں جانتی۔ اور ان کے بارے میں تجھ سے عہد لینا چاہتا ہوں، میں دو خط سیل کر رہا ہوں۔ میرے ہوتے تم نے وہ پڑھنا نہیں، کھولنا نہیں کہ اس میں لکھا ہوا کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا:

نَبِيٌّ يُبْعَثُ قَدْ أَظَلَّ زَمَانُهُ

اس میں ایک نبی کا ذکر ہے جن کا زمانہ بالکل قریب آ گیا ہے۔ وہ ظہور پذیر

Marfat.com

ہوں گے اور

فَكَرِهْتُ اَنْ اُخْبِرَكَ بِذَالِكَ فَلَا اٰءُ مِنُ عَلَيْكَ

میں نے ناپسند کیا کہ تجھے بتادوں کیونکہ مجھے تمہارے بارے میں خطرہ ہے کہ ایسی خبر تم سے لیک ہو جائے گی اور اللہ کی حکمت کے تقاضوں میں پھر مداخلت ہو جائے گی۔

اس واسطے میں نے یہ خط بند کر دیا اور فلاں دیوار کے اندر اس کو رکھ دیا۔

طَيَّنْتُ عَلَيْهَا

میں نے اس کے اوپر مٹی لگادی ہے اور لیپ کر دیا ہے۔ یہ اسی طرح ہی باقی رہے گی۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس وقت میرے ابا جی کا وصال ہو گیا تو مجھے سب سے زیادہ جس چیز کا انتظار تھا وہ خط کو کھولنے کا تھا کہ خط کھولوں تو سہی اس میں لکھا ہوا کیا ہے۔

کہتے ہیں جب میں نے خط کھولا:

فَتَحْتُ الْكُوَّةَ

میں نے محراب کو توڑا۔

ثُمَّ اسْتَخْرَجْتُ وَرَقَتَيْنِ

پھر دونوں ورقے نکال لئے اور ان کو پڑھنا شروع کر دیا۔

میں نے دیکھا کہ اس میں لکھا ہوا ہے۔

Marfat.com

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا ان کا تعارف کیا ہے:

مَوْلِدُہٗ بِمَکَّۃَ

ان کی ولادت مکہ شریف میں ہوگی۔

وَمُھَاجِرُہٗ بِطَیْبَۃَ

وہ ہجرت کر کے طیبہ میں جائیں گے۔

لَافَظٌّ وَلَا غَلِیْظٌ

ان کا مزاج سخت نہیں ہوگا اور تند خو نہیں ہوں گے۔

وَلَا صَخَّابٌ فِی الْاَسْوَاقِ

بازاروں میں اونچی اونچی آوازوں سے بولنے والے نہیں ہوں گے اور ان کی حالت کیا ہے:

وَیُجْزِیْ بِالسَّیِّئَۃِ الْحَسَنَۃَ

اگر ان سے کوئی برا سلوک بھی کرے گا تو وہ ان سے اچھا سلوک فرمائیں گے۔

ان کی سیرت کیا ہوگی۔

یَعْفُوْ وَیَصْفَحُ

لوگوں کو معاف کر دیا کریں گے۔

اُمَّتُہٗ الْحَمَّادُوْنَ

Marfat.com

ان کی امت کو حمادون کہا جاتا ہے۔

کیا مطلب ہے کہ جیسے بھی حالات ہوں گے وہ رب سے شکوے نہیں کریں گے۔خوشی ہوگی پھر بھی تعریف کریں گے اور غمی ہوگی پھر بھی رب کی تعریف کریں گے۔اور پھر اس خط میں لکھا تھا:

تُذَلِّلُ اَلْسِنَتُهُمْ بِالتَّكْبِيْرِ

ان کی زبانیں ہر وقت تسبیح وتہلیل میں مصروف رہیں گی اور وہ نبی ایسے ہیں وہ جس کو پناہ دیں گے اللہ ان کی مدد فرمائے گا۔اور پناہ کے معاملے پورے ہو جائیں گے۔

يَغْسِلُوْنَ فُرُوْجَهُمْ

وہ امت ایسی ہوگی کہ وہ استنجاء کرنے والی ہوگی اور پاک امت ہوگی۔

يَأْتَزِرُوْنَ عَلٰى اَوْسَاطِهِمْ

اپنی کمر پر وہ تہبند یا شلوار باندھیں گے۔نہ اوپر نہ نیچے بلکہ سنٹر میں باندھیں گے۔

اَنَاجِيْلُهُمْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ

ان کے قرآن ان کے سینوں میں ہوں گے۔

وَتَرَاحُمُهُمْ بَيْنَهُمْ تَرَاحُمَ بَنِي الْاُمِّ

وہ اگرچہ مشرق ومغرب کروڑوں کی تعداد میں پھیلے ہوں گے مگر وہ آپس میں یوں ہوں گے جیسے ایک ماں کے بیٹے ہوتے ہیں۔

وَهُمْ اَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْاُمَمِ

یہ وہ ہیں کہ جو قیامت کے دن سب سے پہلے دیگر امتوں سے جنت میں

Marfat.com

داخل ہو جائیں گے۔

اب دیکھو کس شان سے رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا اور آپ کی ا۔ ۔کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اٹھائیسویں حدیث شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ اُمَّتِیْ هُمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ

ابن کثیر: ۲۰/۳ (جزو خامس)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

تمام تعریفیں اس خدا کی ہیں۔

جَعَلَ اُمَّتِیْ هُمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ

جس نے میری امت کو اول بھی بنایا ہے اور آخر بھی بنایا ہے

میری امت اول بھی ہے اور میری امت آخر بھی ہے۔ اول کس لحاظ سے ہے اور آخر کس لحاظ سے ہے۔

آخر ہے دنیا میں آنے کے لحاظ سے اور اول ہے جنت میں جانے کے لحاظ سے۔

اس حدیث شریف میں بھی رسول اکرم ﷺ نے ختم نبوت کو بیان فرما دیا کہ میں آخری نبی ہوں اور میری امت تمام امتوں سے آخری امت ہے۔ اس امت کے بعد کوئی اور امت نہیں ہے تو میرے بعد کوئی نبی بھی نہیں ہے۔

انتیسویں حدیث شریف

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ يَهُوْدُ خَيْبَرَ تُقَاتِلُ غَطْفَانَ

Marfat.com

فَلَمَّا الْتَقَوْا هَزَمَتْ يَهُودُ خَيْبَرَ فَعَادَتِ الْيَهُودُ بِهٰذَا الدُّعَاءِ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ وَعَدْتَنَا اَنْ تُخْرِجَهُ لَنَا فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ اِلَّا نَصَرْتَنَا عَلَيْهِمْ قَالَ وَكَانُوْا اِذَا الْتَقَوْا دَعَوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ فَهَزَمُوْا غَطْفَانَ

دلائل النبوة للبیہقی: ۳۴۵/۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے یہود کی اہل غطفان سے لڑائی ہوئی، تو خیبر کے یہود بھاگ گئے پھر یہودی اس دعا کے ساتھ واپس آئے، پھر یہود نے کہا، اے اللہ! ہم تجھ سے نبی امی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے دعا کرتے ہیں جن کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ تو ان کو آخری زمانہ میں ہمارے لئے بھیجے گا اور ہم تجھ سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتے مگر یہ کہ تو ان پر ہماری مدد کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب بھی یہودی حملہ کرتے تھے یہ دعا مانگتے تھے جس پر انہوں نے غطفان کو شکست دے دی۔

تیسویں حدیث شریف

حضرت زید بن حارثہ کے والد چچا اور بھائی جب حضرت زید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واپس لے جانے کیلئے آئے تو حضرت زید نے واپس جانے سے انکار کردیا اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو دعوت اسلام یوں دی

أَسْأَلُكُمْ اَنْ تَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ خَاتَمُ اَنْبِيَائِهٖ وَرُسُلِهٖ وَاُرْسِلُهٗ مَعَكُمْ

مستدرک للحاکم ۲۲۵/۴

Marfat.com

میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ تم گواہی دو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور رسولوں میں سے سب سے آخری ہوں۔ تو میں زید کو تمہارے ساتھ بھیج دوں گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے مجھے خاتم النبیین بنایا ہے، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ان تمام احادیث کی روشنی میں پتہ چلا کہ رسول اکرم ﷺ صرف رسول ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ختم نبوت کا تاج بھی پہنایا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس موضوع کو سمجھ کر آگے پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر
2

سماجی خدمت کا اسلامی فلسفہ

Marfat.com

اَحْمَدُكَ اللّٰهُمَّ يَا مُجِيبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ هُوَ

اَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِى الْفَضَائِلِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ

وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ واتم برھانہ کی حمد وثناء اور حضور سرورِ کائنات، فخر موجودات، زینتِ بزمِ کائنات، دستگیر جہاں، غمگسار زماں سید سروراں، حامیِ بیکساں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ جنابِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں ہدیہ درود و سلام عرض کرنے کے بعد:

وارثانِ منبر ومحراب، اربابِ فکر و دانش، اصحابِ محبت و مودّت، حاملینِ

Marfat.com

عقیدۂ اہلِ سنت نہایت ہی معزز و محتشم حضرات و خواتین!

رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ہم سب کو ادارہ صراطِ مستقیم کے اس پرنور پروگرام میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

سماجی خدمت کا اسلامی فلسفہ

میری دعا ہے کہ رب ذوالجلال ہم سب کو قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اور خالق کائنات جل جلالہ ہم سب کو قرآن وسنت کے ابلاغ وتبلیغ اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محتشم سامعین حضرات:

میں نے قرآن مجید برہان رشید کی سورۃ المائدہ کی آیت نمبر۲ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ خالقِ کائنات جل جلالہ کا فرمان ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

And Help each other in righteousness and piety and help not on other in sin and transgrassion.

خالقِ کائنات جل جلالہ نے ہمیں ضابطہ حیات دیا ہے اس میں رب ذوالجلال نے جہاں ہمیں انفرادی آداب سکھائے ہیں وہاں اجتماعی زندگی کا گر بھی سکھایا ہے۔ خالقِ کائنات جل جلالہ نے جہاں ہمیں اپنی ذات کے ساتھ تعلق کا طریقہ بتایا ہے وہاں عوام کے ساتھ میل جول رکھنے کا سلیقہ بھی بتایا ہے۔ چونکہ اسلام

Marfat.com

ایک کامل دین ہے اس میں دنیا بھی ہے، دین بھی ہے۔ اس میں تمام شعبہ جات کی تبلیغ ہے۔

اس لحاظ سے ہمارا دین سماج سے اور سوسائٹی اور اجتماعی زندگی سے بالکل نظریں نہیں پھیرتا۔ دین متین کی توجہ فرد پر بھی ہے اور اجتماعی زندگی پر بھی ہے اس لحاظ سے سوسائٹی کے اصول اور سماج کے اصول اگر ہم سمجھنا چاہیں تو اس میں بھی قرآن مجید اور حدیث نبوی ﷺ ہمیں ناامید نہیں کرتے۔ قرآن مجید برہانِ رشید کی سینکڑوں آیت کا تعلق براہِ راست سماج کی اصلاح کے ساتھ ہے۔

سید عالم ﷺ کی ہزاروں احادیث اس موضوع کو اپنے تمام تر مفاہیم کے ساتھ بیان کرنے والی ہیں۔ زندگی گزارنے کیلئے سماج کی ہمیں ضرورت ہے اور زندگی کے دفاع کے لئے بھی سماج کی ضرورت ہے ایک انسان تب زندہ رہ سکے گا جب وہ خوراک کا استعمال کرے گا۔ کم از کم ایک روٹی اس کے لئے نہایت لازم ہے۔ کئی نہ بھی ہوں ایک روٹی کا اہتمام اس کے لئے ضروری ہے، ورنہ وہ اپنی زندگی سے محروم ہو جائے گا۔ انسان کی جو ضرورتیں اور حاجات ہیں اس کا ایک بڑا وسیع دائرہ ہے ہم ان کی طرف نہیں جاتے۔ اب ایک شخص کو ایک دن کے اندر جو ایک روٹی چاہئے اس کے لحاظ سے بھی وہ اوروں کا محتاج ہے۔ اسکو اپنی جنس کے دیگر افراد کے تعاون کی ضرورت ہے ایک دن کی زندگی گزارنے میں وہ دوسرں کے تعاون کا محتاج ہے، تو پوری زندگی بغیر تعاون انسانی کے کیسے گزار سکتا ہے اسے ضرور cooperation کی ضرورت ہے اسے Assistance کی ضرورت ہے

Marfat.com

کہ جس کی وجہ سے وہ اپنی زندگی کو برقرار رکھ سکتا ہے۔

اب ایک شخص کی ایک دِن کی زندگی پر بحث کرتے ہیں کہ ایک روٹی وہ کھانا چاہتا ہے اگر وہ یہ چاہے کہ میں کسی کے تعاون کے بغیر کھاؤں گا، تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر اس کو گندم میسر آ بھی جائے تو پھر گندم کو پیسنا پڑے گا اس کو گوندھنا پڑے گا اور پھر اس کو پکانا پڑے گا۔ یہ جو تین مراحل ہیں ان کے لئے پھر آلات کی ضرورت ہے اگر وہ آلات ہوں گے تو پھر گندم کو پیسا جا سکے گا۔ آٹے کو گوندھا جا سکے گا اور پھر آٹے کو پکایا جا سکے گا۔

اب جن آلات کی ضرورت ہے اور جن برتنوں کی ضرورت ہے وہ سارے یہ خود نہیں بنا سکتا اس کے لئے پھر اس کو کمہار کی ضرورت ہے، اس کو بہت سے شعبہ جات میں کام کرنے والے لوگوں کی ضرورت ہے۔ تب جا کر ایک روٹی پکے گی اور وہ یہ کھا سکے گا۔

تو پتہ چلا کہ زندگی کا ایک دن اور اس میں محض ایک روٹی انسان سماج اور سوسائٹی کے بغیر حاصل نہیں کر سکتا اس کو یقیناً ضرورت ہے کہ وہ دوسرے افراد سے تعاون حاصل کرے اور اس تعاون کے بعد اس کی حاجت کا چھوٹا سا سلسلہ پورا ہو سکتا ہے۔

ایسے ہی زندگی کے دفاع کے لحاظ سے بھی انسان کو انسانوں کی ضرورت ہے۔ چونکہ جس ماحول میں یہ رہتا ہے اس ماحول میں حیوان بھی ہیں اور وہ سارے حیوان اس سے پاورفل ہیں۔ وہ خواہ گائے ہو، گدھا ہو، بھینس ہو، خچر ہو، گھوڑا ہو،

Marfat.com

شیر ہو یا اس طرح کے دیگر جانور ہوں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے طاقت دی ہے۔ وہ اپنی طبیعت کے لحاظ سے وحشی بھی ہیں اور انسان پر حملہ آور بھی ہو سکتے ہیں۔ اب انسان ان سے اپنی زندگی کو بچانا چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حیوانوں کو ایک آلہ دیا ہے جس سے وہ اپنا دفاع کرتے ہیں اگر کوئی حیوان ان پر حملہ آور ہوتا ہے تو وہ اپنے اعضاء کو استعمال کرتے ہوئے اپنے آپ کو اس حیوان سے بچاتے ہیں۔

انسان پر اگر حیوان حملہ آور ہو جائے تو اس کے پاس سوائے ہاتھ کے اور اللہ کی دی ہوئی سوچ کے اور کچھ نہیں۔ ہاتھ آلہ ہے مگر اس سے بڑا آلہ ذہن، فراست اور سوچ ہے کہ جس کو استعمال کرتے ہوئے انسان وہ کچھ بنا سکتا ہے جس سے بڑے بڑے حیوان کانپ اٹھتے ہیں جب وہ یہ آلہ استعمال کرے گا اس کی وجہ سے اس کی زندگی محفوظ ہو جائے گی۔

اب اس میں بھی جس وقت وہ اپنی زندگی کے دفاع کے لئے ایک ڈیفینڈر defender کی حیثیت سے آگے بڑھے گا تو پھر بھی اسکو انسان کی ضرورت پڑے گی ان کے بغیر وہ ایجادات نہیں کر سکتا وہ مختلف چیزیں نہیں بنا سکتا۔ اپنی فکر اور سوچ کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتا۔

اس سے پتہ چلا کہ انسانی زندگی میں تمدن والی حیثیت پائی جاتی ہے یعنی ایک سپیشل اسکے لئے سوشل مینر آف لونگ (Social manner of living) ہے کہ جس کی بدولت وہ اپنی زندگی بسر کر سکتا ہے ورنہ زندگی گزارنا مشکل ہے۔

Marfat.com

یہ تمدن عربی زبان کا لفظ ہے اور اس تمدن کا ہونا انسان کی طبیعت میں ہے اس کے بغیر انسان کا گزارہ نہیں ہوسکتا۔ انسان خواہ اپنی زندگی کو باقی رکھنا چاہے یا زندگی کو کسی سے محفوظ رکھنا چاہے یا پھر تیسرا سبب یہ ہے کہ بقائے نسل اور اصلاح نسل کے لئے بھی اس کو سوسائٹی کی ضرورت ہے۔ اگر سوسائٹی میں یہ نہیں ہوگا اور اس کے ساتھ تعاون نہیں ہوگا، تو انسان کے افراد کی نہ نسل باقی رہ سکے گی اور نہ نسل کی اصلاح ہو سکے گی۔

لہٰذا یہ غذائی ضرورت، دفائی ضرورت، بقاءِ نسل اور اصلاح نسل کی ضرورت پر بڑی بڑی چیزیں ہیں جو بندے کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہیں کہ اسے سماج کی ضرورت ہے۔ اگر سماج صحت مند ہے تو پھر سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ اگر سماج گندہ ہے تو اسکے سارے مسائل میں الجھن پیدا ہو جائے گی۔

اسلام نے ہمیں اس انداز کا سماج دیا کہ جس کی وجہ سے بندے کی زندگی بھی گزرتی ہے اور زندگی شرمندگی میں نہیں بلکہ اللہ کی بندگی میں گزرتی ہے۔

ہمارا دین اس سماج کا بانی ہے۔ اس نے اس چلتے پھرتے انسان کو وہ نظام حیات دیا ہے جس کی وجہ سے سوسائٹی میں یہ جیتے بستے ہوئے لوگ اس انداز میں زندگی گزارتے ہیں کہ جب روح نکلتی ہے تو اللہ تعالیٰ انکو فردوس کی بلندیاں عطا فرما دیتا ہے۔

بہترین انسان اور بہترین کام

اس سلسلہ میں سب سے پہلی تعلیم اور سماج کا فلسفہ اس حدیث شریف میں

Marfat.com

ہے جسکو طبرانی نے معجم کبیر میں ذکر کیا ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

اِنَّ رَجُلاً جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی؟

کونسا بندہ اللہ کے نزدیک سب سے پیارا ہے؟ اور اللہ کو پسند ہے اللہ کا برگزیدہ بندہ کونسا ہے؟

تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب کتنا بھرپور تھا، فرمایا:

اَحَبُّ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ اَنْفَعُھُمْ لِلنَّاسِ۔

جو بندہ انسانوں کے لئے زیادہ مفید ہے وہ بندہ اللہ کا زیادہ پیارا ہے۔

لوگوں کی لسٹ میں وہ انسان جو دوسروں کو زیادہ فائدہ دیتا ہے وہی بندہ اللہ کو زیادہ محبوب ہے اور اللہ کو زیادہ پیارا ہے اور جس وقت یہ پوچھا گیا کہ

اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ؟

اعمال میں سے کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔

اس موقع پر بھی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمادیا:

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ سُرُوْرٌ تُدْخِلُہٗ عَلٰی مُسْلِمٍ۔

سب سے پسندیدہ عمل اللہ کی بارگاہ میں یہ ہے کہ تم کسی مسلمان کے دل میں خوشی داخل کرو۔"

Marfat.com

جب کسی مسلمان کو تم مسرور کرو، وہ غمزدہ ہو تو اس کا غم مٹانے کی کوشش کرو، وہ محتاج ہو تو اس کی حاجت کو رفع کرنے کی کوشش کرو۔ اس کے گھر پر مصائب کے سائے ہوں اور تم ان مصیبتوں کو پیچھے ہٹانے میں اس کے ساتھ تعاون کرو۔ فرمایا:

جو ہاتھ تمہارا مومن کے مصائب کو دور کرنے کے لئے اٹھے گا یہ اللہ کو بڑا پسند ہے اور جو قدم ایک مومن کی حاجت کو دور کرنے کے لئے اور اس کا کام بنانے کے لئے اس کے ساتھ چلتے ہوئے تم نے اٹھایا ہے یہ قدم تمہارے رب کو بڑا پسند ہے۔

یعنی سارے کاموں میں سے اللہ تعالیٰ کو وہ کام پسند ہے کہ جس میں انسانیت کا بھلا ہو اور مومنین کو اس میں باقاعدہ طور پر ریلیف مل رہا ہو۔ تم جس وقت ایسا کام کرو گے جو قرآن وسنت کے منافی نہیں ہوگا اس کام کو اللہ تعالیٰ تمام کاموں سے زیادہ پسند فرمانے والا ہے۔ اس سلسلہ میں سید عالم ﷺ نے دوسرے نمبر پر فرمایا:

اَوْتَکْشِفُ عَنْہُ کُرْبَۃً

یا مومن سے تم کسی دکھ کو دور کر دو تو یہ عمل بھی اللہ کو بڑا پسند ہے۔

اَوْتَقْضِیْ عَنْہُ دَیْنًا

یا کسی مومن کا تم قرض اتار دو۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بڑا اچھا لگتا ہے

اَوْ تَطْرُدُ عَنْہُ جُوْعًا

یا کسی مومن کی تم بھوک دور کر دو۔

یعنی اس کو بھوک لگی ہوئی تھی اور کھانے کا وقت بھی تھا تو تم نے اس کو کھانا کھلا دیا تو اللہ کو یہ تمہارا عمل بڑا پسند ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی عملی زندگی کا کام

Marfat.com

بیان کرتے ہوئے کتنے خوبصورت لفظوں میں یہ فرمادیا:

وَلَاَنْ اَمْشِیَ مَعَ اَخٍ فِیْ حَاجَةٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَعْتَکِفَ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ۔

میں چلوں کسی صحابی کی حاجت کو پورا کرنے کیلئے یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں اس مسجد میں اعتکاف کروں۔

یعنی کوئی صحابی میرے پاس آجائے اور مجھے یہ کہے یارسول اللہ ﷺ میرا یہ کام بگڑ گیا ہے۔ آپ میرے ساتھ چلو میرا کام ہو جائے تو میرے نبی ﷺ فرماتے ہیں۔ میں اس کے ساتھ چل پڑوں تو میرا یہ کام میرے نزدیک میری مسجد نبوی میں اعتکاف سے بڑا ثواب رکھتا ہے۔

سید عالم ﷺ کا یہ جملہ ہمارے لئے کئی لحاظ سے معنویت سے بھرپور اور لبریز ہے آپ ﷺ اس بات کو واضح کرنا چاہتے تھے کہ اسلام صرف دین کا نہیں یہ دنیا کا بھی نظام ہے۔ اسلام صرف مسجد کا نہیں، یہ بازار کا بھی نظام ہے۔ اب دیکھئے رسول اکرم ﷺ جن کی شان کتنی نرالی ہے۔ جن کا ہر لمحہ اللہ کی بندگی میں گزرتا ہے۔ جن پر ہر لمحہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور جن کا مقام اللہ کے دربار میں ایسا ہے کہ فرماتے ہیں:

اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ

راتیں میں رب کے ہاں گزارتا ہوں۔

رسول اکرم ﷺ نے سماج کے لئے اپنی خدمت کو پیش کرتے ہوئے اپنے

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اور قیامت تک کے لئے مومنین کو ایک سبق دے دیا کہ ایسا اگر وقت آجائے انسانیت تڑپ رہی ہو۔ لوگ موت وحیات کی کشمکش میں ہوں، اگر ایسی حالت میں تم نفلی عبادت میں مصروف رہو اور پیاسے کو پانی نہ پلاؤ، بیمار کی دوائی کا بندوبست نہ کرو اور جو لوگ موت کے منہ میں جا رہے ہوں ان کے لئے تم اپنی خدمات پیش نہ کرو تو پھر رب ذوالجلال ناراض ہو جائے گا۔ ایسی صورت حال کو پیش نظر رکھو۔ فرمایا:

اگر کوئی شخص میرے پاس اپنے کسی کام کے لئے آتا ہے اور میں اس کے ساتھ چلتا ہوں اگر چہ میں اس وقت مسجد میں معتکف نہیں ہوں۔ میرے نزدیک اس بندے کے کام کے لئے میرا چلا جانا مسجد نبوی میں اعتکاف بیٹھنے سے بڑا درجہ رکھتا ہے۔

سید عالم ﷺ نے فرمایا:

فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ یَعْنِیْ مَسْجِدَ الْمَدِیْنَةِ۔ (الطبرانی فی الکبیر: ۴۵۳/۱۲)

اس مسجد میں یعنی مدینہ شریف کی مسجد میں۔

ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہونا اور کام کاج میں کسی کے ساتھ تعاون کرنا۔ اگر اس نیت سے ہو کہ یہ ہمارے دین کا سبق ہے اور یہ ہماری دینی ڈیوٹی ہے۔ ہمارے دین نے ہمارے لئے یہ لازم کر دیا ہے۔ اس میں کسی کا یہ مقصد نہیں ہے کہ میں کام کروں تا کہ کل مجھے ووٹ مل جائیں، میں کام کروں تا کہ میری تشہیر ہو جائے اور میں کام کروں تا کہ لوگ مجھے سوشل ورکر قرار دیں۔ ایسا کوئی بھی خیال اس کے ذہن میں نہیں ہے اس کے ذہن میں صرف یہ بات ہے کہ اللہ نے

Marfat.com

ہمیں جو دین دیا ہے۔ اس دین نے ہماری یہ ڈیوٹی لگا رکھی ہے اس نیت سے جب وہ نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر سانس پر اجر عظیم عطا فرما دے گا۔

تھوڑا دو، زیادہ لو

رسول اکرم ﷺ کی جو دانش ہے اور آپ نے جو لوگوں کو ایک شعور بخشا ہے اس کے لحاظ سے جس وقت ہم سماجی خدمت کا سروے کرتے ہیں تو یہ بات بڑی واضح ہو کر سامنے آتی ہے اور یہ ہمارے لئے ترقی کا ایک ذریعہ ہے کہ ہر بندہ آگے بڑھے۔ دیتے وقت تھوڑا دے اور لیتے وقت زیادہ لے کس سے؟

کسی بندے سے نہیں، کسی بندے کو تھوڑا دے کے اللہ سے زیادہ لے۔ یہ ہمارے سماج کا ایک مرکزی کردار ہے اور اسلامی سماج کی یہ روح ہے۔ اب اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے میرے محبوب ﷺ کا فرمان سامنے رکھئے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث موجود ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

مسلم شریف: حدیث نمبر ۲۶۹۹

جو بندہ اس دنیا میں کسی مومن بھائی کا کوئی دکھ دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں قیامت کے دن اس کا دکھ دور فرما دے گا۔

اب دیکھئے دینے میں تھوڑا ہے لیکن لینے میں زیادہ ہے۔ دنیا میں معمولی سا

Marfat.com

دکھ تھا۔ ایک گھنٹہ آپ نے اپنے بھائی کے ساتھ تعاون کیا اور اس کا دکھ دور ہوگیا، اس کا غم ختم ہوگیا اور اس کی ضرورت پوری ہوگئی، اس کی حاجت ختم ہوگئی۔ یہاں ایک گھنٹہ لگا لیکن حشر کے دن کے جو غم ہیں اور حشر کے دن کے جو دکھ ہیں۔ ہو سکتا ہے تم دنیا کی زندگی کا ایک کروڑ سال بھی وہاں جا کر لگا کے اس دکھ کو مٹانا چاہو، اپنا وہ دکھ دور کرنا چاہو تو نہ کر سکو۔ یوم حشر کا اتنا بھاری دکھ ہو سکتا ہے۔

لیکن ایک بندہ جو سماجی خدمت اسلام کے لئے کر رہا ہے اس کو کتنا اضافہ ملا کہ اس نے دنیا میں سستے داموں کسی کا دکھ دور کر کے قیامت کے دن کا وہ سکھ حاصل کرلیا جس کے بارے میں رب یہ بھی فرماتا ہے کہ اگر کوئی بندہ ساری زمین فدیہ میں لے آئے تو پھر بھی اس کے کوئی عذاب میں کمی نہیں ہو سکتی۔

اگر اس نے سماج کی خدمت اللہ کے کہنے پر کی ہے۔ اس نے تھوڑے سے پیسے لگائے، تھوڑا سا ٹائم دیا اور تھوڑی دیر کیلئے گیا لیکن نتیجہ کیا نکلا اللہ تعالیٰ نے اس کے ایک کام کے بدلے میں قیامت کا دن جو بھرپور قسم کا ہولناک دن ہے۔ اس دن کا دکھ دور کر دیا ہے۔ اس دن کی گھبراہٹ دور کر دی ہے۔ اس دن کی پیاس دور کر دی ہے۔ اس دن کی بھوک دور کر دی ہے اور اس دن جو وحشت طاری ہونے والی تھی اس وحشت کو بھی دور کر دیا ہے۔

ہمارے اسلام نے ہمارے وارے نیارے کر دیئے ہیں۔ اگرچہ یہ سماج کا کام کرنے کیلئے ہمیں کہیں دور نہیں جانا پڑا محلے میں ہی کیا اپنی گلی میں ہی کیا، اپنے مانوس رستوں میں ہی کیا اور ہمارا کام وہاں ہوگیا جہاں کے رستوں کی ہمیں خبر

Marfat.com

تک نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہماری سماجی خدمت کو یہ شان بخشی ہے کہ ایک مومن کرنے پر آتا ہے تھوڑا سا کام کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ دامن بھرنے پہ آتا ہے تو بہت زیادہ بھر دیتا ہے۔

پھر سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ يَسَّرَ عَنْ مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

جس بندے نے کسی کی مشکل کو حل کیا وہ معسر تھا، تنگدست تھا اس نے اس کے لئے خوشحالی پیدا کی۔ اللہ اس کو دنیا اور آخرت میں آسانیوں سے نواز دے گا

کہیں کوئی بندہ پھنس چکا تھا اس نے اسکو نکالنے کی کوشش کی تو میرے آقا ﷺ فرماتے ہیں:

يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

اللہ اس بندے کے کاموں میں آسانی پیدا فرما دے گا۔ دنیا میں بھی اس کے کاموں میں آسانی ہو جائے گی اور آخرت میں بھی آسانی ہو جائے گی۔

اس نے کسی دوسرے کی مشکل کو حل کرنے کی کوشش کی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کئی گنا آسانیاں اس کے اپنے کاموں میں آجائیں گی اور پھر میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں:

مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا

جس نے کسی مسلمان کا عیب چھپایا

Marfat.com

یعنی جس بندے نے کسی مسلمان کا کوئی عیب دیکھا تو اس کو لوگوں کے سامنے بیان نہیں کیا اسے چھپایا ہے اور وہ عیب ایسا تھا کہ وہ ایک انفرادی حیثیت کا تھا، وہ مجمع عام میں کرنے والی بات نہیں تھی، اس پر اس نے پردہ ڈالا ہے تو کیا ہوگا اللہ تعالیٰ میدانِ حشر میں جہاں کروڑوں لوگ دیکھ رہے ہوں گے وہاں اس میدان کے اندر اللہ اس کے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا۔

سَتَرَہُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی اس کو پردہ عطا فرمائے گا اور آخرت میں بھی پردہ عطا فرمائے گا۔

ہمارے سماج کی بنیاد وہ ایلیمنٹ element ہے کہ یہاں ہم کرتے تھوڑا ہیں لیکن ملتا اللہ کے دربار سے بہت زیادہ ہے۔ ہم دنیا کے لحاظ سے کرتے ہیں اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کے لحاظ سے عطا فرماتا ہے اور پھر اس سے بڑا فائدہ، اور کیا ہے۔

یقیناً ہم میں سے کوئی بندہ کتنا ہی پاورفل کیوں نہ ہو، کتنا زیادہ کسی کے پاس پیسہ کیوں نہ ہو اور کتنا بڑا کسی کی سماجی خدمت کا نیٹ ورک کیوں نہ ہو، وہ اتنا کچھ نہیں کرسکتا جو کچھ ہمارا رب کرسکتا ہے۔ کسی کا سماج کی خدمت کے لحاظ سے کتنا ہی وسیع کام کیوں نہ ہو۔ اس کی خدمت تھوڑی ہے اور ایک منٹ میں جو رب کا فضل ہے وہ زیادہ ہے۔ اب انسان دنیا میں اسلامی نقطہ نظر سے سماج کا کارکن بن جائے گا تو کیا ہوگا۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

Marfat.com

وَاللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ

مسلم شریف: حدیث نمبر ۶۲۹۹

اللہ بندے کی مدد کرتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے

اب دیکھو اللہ کی قدرت اس کو مل گئی۔ کس کے عوض میں؟ بھائی کیساتھ تعاون کرنے کی وجہ سے۔ اس نے جو بھائی کو ٹائم دیا ہے وہ محدود سا ہے، تھوڑا سا ہے اور اللہ نے جو فضل اس کے کھاتے میں ڈال دیا وہ بہت زیادہ ہے۔ لہٰذا جس مومن نے بھائی کے ساتھ تعاون کیا ہے اس کو سماجی خدمت پر اللہ کی طرف سے کتنا اضافہ مل رہا ہے۔

جب تک کوئی بندہ کسی کے کام میں ہے مثلاً کوئی زخمی ہو گیا، یہ ساتھ گیا ہسپتال میں ساتھ رہا، بیماری کے اندر اس کے ساتھ معاون رہا، یہ جب تک اس کے ساتھ معاون رہے گا۔ یہ نہ سمجھے کہ میرے کام رک گئے ہیں، میرے کام میں مندہ آ گیا ہے اور میں لٹ جاؤں گا۔ نہیں نہیں۔ غیر محسوس طریقے سے رب ذوالجلال ایسا دے گا کہ جس کا یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

اس انداز میں اس سماج کی حیثیت کو محبوب ﷺ نے واضح کیا ہے۔ کہ ایک بندہ کسی کے ساتھ اس کے کام کے لئے نکلتا ہے تو یہ نہ سمجھے کہ میں اسکے ساتھ جا رہا ہوں اب میرا کوئی پرسان حال نہیں۔ اس نے اپنا تھوڑا سا تعاون اپنے بھائی کے پلڑے میں ڈالا ہے، رب ذوالجلال کا ایک بہت بڑا فضل اس کے پلڑے میں شامل ہو گیا ہے۔

Marfat.com

سماجی خدمت ایمانی تقاضا

جس وقت ہم سماج کی روح کو دیکھتے ہیں تو سماجی خدمت ایک ایمانی تقاضا بھی ہے۔ جس کی بنیاد پر انسان کو ایسی صورتحال کا سامنا ہوتا ہے کہ ایمان مجبور کرتا ہے کہ وہ اپنی سوسائٹی کے لوگوں کے ساتھ شریک ہو جائے۔ چونکہ ہمارا دین ایسا نہیں ہے جو مسلمانوں کے احوال سے بے خبر ہو اور جو ابنائے امت کے احوال سے بے بہرہ ہو۔

اب ایک شخص دنیا کے حالات نہیں جانتا کہ اس وقت افغانیوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، اس وقت لبنانیوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، عراقیوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، گروزنی اور غزہ میں کیا ہو رہا ہے۔ فلسطینیوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ وہ ایک طرح کی غفلت کا مرتکب ہے، وہ مجرم ہے اسے کم از کم پتہ تو ہو، اگرچہ کچھ کر سکتا ہے یا نہیں لیکن اس کا دل تو تڑپے۔ اس کو شرمندگی تو ہو اور اس کو درد تو ہو کہ میرا بھائی ہے اس کو میرے تعاون کی ضرورت ہے میں اس کے تعاون کو نہیں پہنچ سکا تو میں اللہ سے معافی مانگوں۔

اخوت کا یہ مطلب ہے چھبے کانٹا جو کابل میں
تو پاکستان کا ہر پیر و جواں بے تاب ہو جائے

سید عالم ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا ہے:

مَنْ لَمْ يَهْتَمَّ بِأُمُورِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ

مجمع الزوائد لھیثمی: ۱۰/۲۴۸

Marfat.com

جو بندہ مسلمانوں کے احوال کو دیکھتا نہیں، مسلمانوں کے کام کا اہتمام نہیں کرتا، اور مسلمانوں کی ضرورتوں کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ فرمایا:

فَلَيْسَ مِنْهُمْ

وہ ان میں سے نہیں ہے۔

میری امت میں وہ ہے جو لوگوں کے حالات سے باخبر رہتا ہے اور جس قدر ہو سکے ان کی مشکل کو دور کرنے میں ایک کردار ادا کرتا ہے۔

اس سلسلے میں آپ ﷺ نے جو مثال دی وہ بڑی حسین مثال ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى۔

بخاری شریف: حدیث نمبر ۶۰۱۱ مسلم شریف: حدیث نمبر ۲۵۸۶

بڑی خوبصورت مثال دی ہے اس سے غیر محسوس چیز محسوس بن جاتی ہے جب کسی شخص کو کسی بات کا بڑا گہرا مطالعہ ہو تو پھر اس کو مثال سے سمجھایا جا سکتا ہے ورنہ مثال دینا مشکل ہوتا ہے۔

ہمارے محبوب ﷺ تو پوری کائنات کے ہر شعبے کے سپیشلسٹ ہیں۔ خواہ حیوانات کا ہو، نباتات کا ہو، افلاک کا ہو۔ وہ کسی چیز کا شعبہ ہو اور کسی طرح بھی سیاست و تدبیر منزل اور تہذیب اخلاق کی کوئی گتھی سلجھانے کا مسئلہ ہو۔

Marfat.com

ہمارے محبوب ﷺ مثال دیتے ہیں تو کمال فرماتے ہیں۔

میرے محبوب ﷺ یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ سارے مسلمان ایک ہیں اور سارے مسلمانوں کا درد ایک ہے سارے مسلمانوں کی صحت ایک ہے سارے مسلمانوں کے مقاصد ایک ہیں سارے مسلمانوں کو مل جل کر اپنا مقصد حاصل کرنا چاہئے اور سارے مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے سے باخبر رہنا چاہئے اور ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہونا چاہئے تو مسلمانوں کی آپس کی محبت کی کیا حسین مثال دیتے ہیں۔

میرے آقا ﷺ فرمانے لگے:

فِیْ تَوَادِّهِمْ

آپس میں مودت کے لحاظ سے۔

مودّت گہری محبت کو کہتے ہیں۔ یہ سمجھنا ہو کہ مومن کو مومن کا کتنا محب ہونا چاہئے اور اس مومن کا مومن سے کتنا پیار ہونا چاہئے تو پھر یہ مثال سمجھو:

تَرَاحُمِهِمْ.

ایک مومن کو دوسرے مومن کے لئے کتنا رحیم ہونا چاہئے۔ ایک مومن کو دوسرے مومن کے لئے کتنا شفیق ہونا چاہئے، ایک مومن کے دل میں دوسرے مومن کے لئے رحمت کا کتنا جذبہ ہونا چاہئے۔ میرے آقا ﷺ فرماتے ہیں اگر یہ دیکھنا ہو تو پھر بھی میری اس حدیث کو پڑھ لو: ساری حیثیات تم پر واضح ہو جائیں گی

وَتَعَاطُفِهِمْ

Marfat.com

ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے لئے کتنی مہربانی ہونی چاہے۔ اگر مہربانی کا، پیار کا اور رحمت کا اندازہ لگانا ہو کہ مومنوں کا آپس میں پیار کیسا ہونا چاہئے، آپس میں شفقت کیسی ہونی چاہئے، آپس میں رحمت کیسی ہونی چاہے۔

یوں سمجھو کہ اگر یہ ساری باتیں دیکھنی ہوں کہ ایک مومن کا دوسرے مومن کے ساتھ ربط کیسا ہونا چاہئے۔

فرمایا:

ایسا ہونا چاہئے جیسے ایک جسم کے اجزاء کا آپس میں ہوتا ہے۔

جسم ایک ہے لیکن اجزاء کی آپس میں شکلیں مختلف ہیں اور ان کی افادیت بھی مختلف ہے۔ ظاہر ہے کان جو کام کرتے ہیں آنکھ تو وہ کام نہیں کرتی اور زبان جو کام کرتی ہے ہاتھ تو وہ کام نہیں کرتا۔ لیکن ایک جسم کے اعضاء ہیں۔

یعنی میری ملت اور امت میں افراد کے درجات اگرچہ جدا جدا ہیں، ان کے کام جدا جدا ہیں ان کے شعبے جدا جدا ہیں۔ کوئی کسی شعبہ کا سپیشلسٹ ہے، کسی کا کوئی آؤٹ پٹ (Out Put) ہے تو کسی کا کوئی فائدہ ہے اور کوئی کسی طرح ماحول کے لئے مفید ہے۔

ان سب کو ایک چیز متحد کر رہی ہے کہ ہیں یہ ایک جسم کے اجزاء ہیں مگر شکلیں مختلف ہیں۔

جس طرح ہاتھ اور قدم کی آپس میں شکل مختلف ہے اور دو ہاتھوں کی شکل آپس میں ایک جیسی بھی ہے یعنی ایک ڈیپارٹمنٹ میں ہوں یا مختلف شعبہ جات

Marfat.com

ہوں۔ تمام اعضاء جسم کے ساتھ متحد ہیں۔

میرے محبوب ﷺ نے فرمایا:

اِذَا اشْتَکیٰ مِنْہُ عُضْوٌ تَدَاعیٰ لَہٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّھْرِ وَالْحُمّٰی

یعنی اگر ایک عضو کو درد ہوتا ہے تو سارے جسم کو نیند نہیں آتی۔ اگر درد انسان کی داڑھ کو ہو تو نینداس کے ہاتھ کو بھی نہیں آتی، چین اس کے دماغ کو بھی نہیں آتا، اگراس کے جسم کے کسی ایک عضو پر زخم ہو جائے تو پورا جسم کانپنا شروع ہو جاتا ہے اگر کلہاڑی اس کے پاؤں پہ لگے آنسو اس کی آنکھ میں آجاتے ہیں۔ یہ آپ ﷺ نے طب کے لحاظ سے لفظ بولے ہیں یہ آقا ﷺ کی مہارت کا اظہار بھی ہے۔

جب کہیں بخار کا حملہ ہوتا ہے تو کیا ہوتا ہے ساری رات اس کو نیند نہیں آتی۔ جسم کے کسی حصے پہ حملہ ہوا مگر آنکھ بیدار رہی۔ حملہ کہیں ہوا بخار کہیں ہو گیا۔

یہ جسم کے اعضاء کا آپس میں ربط ہے اگرچہ اعضاء کی شکلیں آپس میں مختلف ہو سکتی ہیں ان کے مقاصد بھی مختلف ہو سکتے ہیں مگر چونکہ وہ ایک ہی جسم کے ہیں لہٰذا ان کو اس بات میں یکجہتی ہے، اتحاد ہے کہ اگر اس جسم پر خوشی آتی ہے تو سارے خوش ہوتے ہیں۔ اس جسم پر اگر غمی آتی ہے سارے غمزدہ ہو جاتے ہیں۔

ایسے ہی امت مسلمہ ایک جسم کی طرح ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ ایک ہاتھ کٹتا رہے دوسرا ہاتھ سوتا رہے، قدم زخمی ہو جائیں اور آنکھ آنسو ہی نہ بہائے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کہیں بخار ہو اور جسم کو پتہ ہی نہ ہو۔

نہیں نہیں۔ جیسے ایک جسم کا ایک عضو اگر متاثر ہوتا ہے تو سارا جسم بے خوابی

Marfat.com

میں اضطراب میں اور بے چینی کے اندر مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کو بخار ہو جاتا ہے۔

ایسے ہی شرق و غرب، شمال و جنوب میں امت مسلمہ کا ایک فرد بھی اگر متاثر ہو گیا، زخمی ہو گیا اس پہ ظلم و ستم ہو گیا، اس پر مصیبتیں آگئیں تو دوسرا مغرب میں بستا ہے اگر وہ مومن ہے تو اس کو وہ درد محسوس کرنا چاہئے اور اس درد میں اپنے بھائی کے ساتھ شریک ہو جانا چاہئے۔ اس انداز میں یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کا بھائی تڑپ رہا ہے اور یہ میوزک اور سرور کی محفلیں میں ہو۔ اور ادھر مسلم امہ کا لبنان میں، افغانستان میں، عراق میں، غزہ میں خون بہہ رہا ہو۔ اور ادھر خبر ہی نہ ہو نہیں نہیں۔ یہ ایک وحدت ہے اس کی وجہ سے سماج کے مسائل کا پتہ بھی چلے گا اور اس کے حل کا ادراک بھی آئے گا۔ جب سارے ایک جسم کی طرح ہیں، مثلاً جب ہاتھ کو دھونے کی ضرورت ہو گی تو دوسرا ضرور تعاون کے لئے آئے گا۔ دونوں ملیں گے تو دونوں صاف ہو جائیں گے۔ اس طرح سوسائٹی میں سماج کا فلسفہ ہمارے محبوب ﷺ نے سمجھا دیا ہے اور یہاں سے یہ بات بھی بڑی اچھی طرح ثابت ہو گئی کہ:

یہ جسم کے ساتھ جو مثال دی ہے کہ ایک کو درد ہو تو سب کو محسوس ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے اتحاد ہوتا ہے۔ دوسرا یہ بھی پتہ چلا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی بندہ آپ کے ایک عضو کا تو دوست ہو اور دوسرے کا دشمن ہو، کوئی تمہارے ایک ہاتھ کا تو دوست ہو اور دوسرے ہاتھ کا دشمن ہو۔ جو تمہارے ایک ہاتھ کا دوست ہے وہ تمہارے دوسرے ہاتھ کا بھی دوست ہے۔ جو تمہاری ایک آنکھ کا دوست ہے وہ تمہاری دوسری آنکھ کا بھی دوست ہے۔ جس کو تمہارا ایک قدم اچھا لگتا ہے اس کو دوسرا قدم بھی اچھا

Marfat.com

لگے گا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک قدم تو اچھا لگے لیکن دوسرا قدم اچھا نہ لگے۔

کسی کے ایک عضو کا کوئی دشمن بن گیا تو وہ دوسرے عضو کا بھی دشمن ہوگا۔ مثال کے طور پر اگر امریکہ عراق پر آگ برساتا ہے تو جیسے یہ دشمنی اہل عراق سے ہے ایسے ہی اہل پاکستان سے ہے۔

ایک جسم کے دشمن بھی مشترکہ ہوتے ہیں اور دوست بھی مشترکہ ہوتے ہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ دشمن تقسیم ہو جائیں یا ان کے دوست تقسیم ہو جائیں۔ ایک عضو کہے کہ یہ اس کے دشمن کی باری ہے۔ میرا دشمن تو نہیں آیا۔ نہیں۔ میرے نبی ﷺ کا جسم کے ساتھ مثال دینے کا مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں کے دشمن بھی ایک جیسے ہوتے ہیں اور دوست بھی ایک جیسے ہوتے ہیں۔

جو افغانستان پر آگ برساتا ہے وہ ہمارا بھی دشمن ہے۔ جو عراق پر آگ برساتا ہے وہ ہمارا بھی دشمن ہے۔ جو لبنان پر آگ برساتا ہے وہ ہمارا بھی دشمن ہے۔ جو کشمیر میں آگ برساتا ہے وہ ہمارا بھی دشمن ہے۔

چونکہ ہمارا کلمہ ایک ہے، ہم کہیں گے کہ وہ تمام مسلمانوں کا دشمن ہے تو اس بنیاد پر رسول اللہ ﷺ نے سماج کے مسائل کے جو ہزاروں شعبہ جات تھے ان کو ایک مثال کے دائرے کے اندر بند فرما دیا ہے۔

دوسری طرف اور مثال دی ہے وہ مثال بھی بڑی خوبصورت مثال ہے۔ میرے محبوب ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے اس کو بیان کیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اسکے راوی ہیں، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

Marfat.com

فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ

بخاری شریف: حدیث نمبر ۲۴۴۶ مسلم شریف: حدیث نمبر ۲۵۸۵

مسلمان مسلمان کے لئے یوں ہے جیسے دیوار کی اینٹیں ہوتی ہیں۔

يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا

بعض بعض کے لئے سہارا بنتی ہیں۔

جب اینٹوں کا آپس میں تعلق نہیں تھا۔ تو ان کی کوئی ویلیو نہیں تھی وہ بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں تھیں وہ بکھرا ہوا ایک ڈھیر تھا۔ ان پر ستون نہیں رکھا جا سکتا تھا، ان پہ چھت نہیں بنائی جا سکتی تھی۔ لیکن انہی اینٹوں کو جب آرگنائز کیا گیا تو پھر اس کا نام دیوار بنا۔ جب تک وہ اس ترتیب میں نہیں آئیں گی تو دیوار نہیں بنے گی۔ ستون نہیں بنے گا۔ ترتیب میں آئیں گی تو پھر پتہ چلے گا کہ مقصد اینٹوں کا کیا تھا۔ پھر یہ پردہ بھی کریں گی، پھر وہ بیرونی چیزوں کو اندر آنے سے روک بھی لیں گی۔ پھر وہ چھت کا بوجھ بھی اٹھائیں گی لیکن کس وقت جب ان میں ترتیب آجائے گی، نظم آجائے گا اس کے بغیر وہ ایک ڈھیر ہے اس کی کوئی افادیت نہیں۔ کوئی فائدہ نہیں۔ ترتیب کیا ہے کہ نیچے والی اینٹ نے اوپر والی کا بوجھ اٹھایا ہے۔ دائیں والی بائیں کے لئے سہارا بن گئی۔ بائیں والی دائیں کے لئے سہارا بن گئی ہے۔ پھر جو اوپر آئی ہے تو اس نے اوپر والی کا بوجھ اٹھایا۔ اس طرح اٹھاتے اٹھاتے جو سب سے اوپر تھی اس نے چھت کا بوجھ اٹھالیا۔

Marfat.com

یہ امت کی سوسائٹی کی حیثیت ہے اور یہ امت کا سماج ہے۔

اگر یہ بکھرے رہیں گے تو پھر باطل کے سامنے ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی اور اگر یہ ترتیب میں آجائیں گے تو پھر یہ دیوار بھی ہے، کوہسار بھی ہے پھر ستون بھی ہے، بوجھ اٹھائیں گے اور حجاب بن جائیں گے۔ پھر غیروں کو اپنے گھر نہیں آنے دیں گے۔ غیروں کو اپنی سلطنت کی حدود میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ پھر باطل پرستوں کے دانت کھٹے کرسکیں گے۔ پھر ایک مکا کی طرح نظر آئیں گے۔ ان کی پاور دنیا پر محسوس کی جائے گی۔

اینٹوں کا آپس میں رکھ رکھاؤ کرنا پڑے گا۔ ایک دوسرے کا بوجھ اٹھانا پڑے گا ایک دوسرے کے کندھے سے کندھا ملانا پڑے گا۔

اگر ایک اینٹ کہے کہ میں اچھے بھٹے میں پکی ہوں میرا رنگ ہی بڑا اچھا ہے اور یہ تو بالکل زرد رنگ کی ہے۔ میں اسے کبھی قریب نہیں آنے دوں گی تو یہ جو اچھے بھٹے کی اینٹ ہے یہ بھی اپنا فائدہ نہیں دے سکے گی۔ یہ بھی کسی نالی میں گر جائے گی اِدھر اُدھر پڑی رہے گی۔ اس کی بھی افادیت تب آئے گی جب یہ کسی کو ساتھ ملائے گی۔ کسی پر بوجھ ڈالے گی اور کسی کا بوجھ اٹھائے گی۔

ایسے ہی ایک بندہ اگر سونے کا بھی ہو لیکن جب تک وہ سوسائٹی میں مربوط نہیں ہوگا اس وقت تک وہ تنکا بھی نہیں ہے، وہ ذرہ بھی نہیں ہے اور جس وقت ایک تنظیم کے اندر وہ آجائے گا تو پھر اس کو پتہ چلے گا کہ بوجھ اٹھایا کیسے جاتا ہے اور بوجھ ڈالا کیسے جاتا ہے۔ کسی کو برداشت کیسے کیا جاتا ہے۔ اب یہ ہوگا کہ دوسری

Marfat.com

اینٹوں کے ساتھ یہ ملے گی تو حجاب اور پردے کا کام دے گی کسی کا مال محفوظ ہوگا اور کسی کی جان محفوظ ہو جائے گی۔ میرے محبوب ﷺ کی یہ مثال بھی جنتی سونے کے پانی کے ساتھ لکھنے کے قابل ہے کہ آپ ﷺ نے قیامت تک کے لئے اپنی امت کو وہ نظم وضبط عطا فرمایا ہے کہ کسی دوسرے مذھب میں اسکا سوچا بھی نہیں جا سکتا۔

تمہیں یقیناً ایک دوسرے کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت تمہیں اپنی زندگی گزارنے کے لحاظ سے بھی ہے لیکن میں جو تمہیں بتا رہا ہوں محبوب ﷺ نے فرمایا میرے نزدیک یہ ضرورت تمہارے ایمان کی ضرورت ہے۔

تمہارا ایمان یہ کہے گا کہ جب میں مومن ہوں تو اگرچہ میرا مومن بھائی یہاں سے ہزاروں میل دور ہے۔ ہم ایک جسم کے اعضاء ہیں کیونکہ ہمارا کلمہ ایک ہے، ہمارا رب ایک ہے، ہمارا نبی ایک ہے، ہمارا قرآن اور ہمارا دین ایک ہے اور ہمارے اندر وحدت موجود ہے۔ اس بنیاد پر رسول اکرم ﷺ نے سماج کا یہ فلسفہ ہمیں عطا فرمایا ہے۔

سماجی خدمت کی ترجیحات برادری نہیں ہوتی اس میں رنگ ونسل کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اس سماجی خدمت میں کسی کے ساتھ اپنے ذاتی تعلقات کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یہاں سماج کی خدمت کے پیچھے وہ اخوت محمدی ﷺ ہے جس وقت وہ روح بنتی ہے تو پھر یہ سماجی خدمت ہی نہیں ہوتی اس کو عبادت بھی کہا جاتا ہے۔

اس واسطے رسول اکرم ﷺ نے اس کو صرف ایک عبادت نہیں قرار دیا۔ سماجی خدمت کو کئی عبادتوں کے نام دیئے ہیں۔

Marfat.com

میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انداز میں اسکی وضاحت کی ہے کہ اس وقت کی حکومتیں حیران رہ گئیں کہ ان کے پاس بندے تھوڑے سے ہیں مگر انہوں نے ان کو وہ کچھ سکھادیا ہے کہ جسکی وجہ سے انہوں نے بڑی بڑی حکومتوں کے دانت کھٹے کردیئے ہیں اور بڑی بڑی حکومتوں پر لرزہ طاری کردیا ہے۔ چندلوگ شروع میں جب چالیس بنے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا تھا تو وہ چالیس اتنے منظم تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی:

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

سورۃ انفال: ۶۴

اے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے اللہ کافی ہے اور یہ چالیس ماننے والے بھی کافی ہیں۔

یہ تمہاری فوج ہے، یہ تمہارا لشکر ہے۔ ابھی صرف چالیس تھے لیکن ان کو یہ پڑھادیا تھا کہ یوں دیوار بنتی ہے اور یوں تم جسم کی مانند ہو۔ جب چالیس ایک جسم کی طرح نظر آئے تو اس وقت سے ہی کفر کو پسینہ آگیا۔ اگر آج ہم کروڑوں کی تعداد میں ہیں اور پھر بھی اگر کفر کو پسینہ نہیں آتا تو ہم یہ سبق بھول چکے ہیں جو سبق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیا تھا۔ اس سبق کی برکت یہ ہے کہ اس میں صرف ہمارے اندرونی مسائل ہی نہیں اس کو دیکھ کر بیرونی مسائل بھی حل ہوجائیں گے۔

خدمت بھی عبادت بھی

انداز خدمت وعبادت کیسا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ان

Marfat.com

حدیث کو روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلٰی كُلِّ نَفْسٍ فِیْ كُلِّ یَوْمٍ طَلَعَتْ فِیْهِ الشَّمْسُ صَدَقَةٌ

ہر بندے پر ہر دن صدقہ کرنا لازم ہے۔

نفس کا لفظ بولا یہ نہیں فرمایا امیر پر صدقہ لازم ہے۔ جو بھی ذی روح مومن ہے جب سورج طلوع ہوتا ہے ہر دن میں اس پر صدقہ کرنا لازم ہے۔ جس وقت میرے نبی ﷺ نے یہ فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں:

یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَیْنَ اَتَصَدَّقُ

یارسول اللہ ﷺ میں کہاں سے صدقہ کروں

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری تو ایسی حالت نہیں کہ میں روزانہ صدقہ کرسکوں۔ آپ ﷺ فرمارہے ہیں کہ ہر دن صدقہ ہے۔

بلکہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ بندے کے جسم کے جتنے جوڑ ہیں ان پر صدقہ لازم ہے یعنی تین سو ساٹھ جوڑ پر صدقہ کرنا لازم ہے۔

کہنے لگے میں اتنا صدقہ کہاں سے لاسکتا ہوں، نادار اور فقیر ہوں جب انہوں نے آپ سے پوچھا، کہنے لگے:

لَیْسَ لَنَا اَمْوَالٌ

اکثر ہم میں سے ایسے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی مال ہی نہیں ہے

لہذا ہم روزانہ صدقہ کیسے کرسکتے ہیں۔ جب انہوں نے یہ پوچھا تو میرے محبوب ﷺ نے فرمایا تم صدقہ کا مختصر سا معنی سمجھتے ہو۔ صدقے کے ہمارے ہاں کئی

Marfat.com

شعبے ہیں اور کوئی جتنا بھوکا بھی ہو، صدقہ کر سکتا ہے:

اَنَّ مِنْ اَبْوَابِ الصَّدَقَةِ التَّكْبِيْرَ

یعنی جو بندہ اللہ اکبر کہے اس کے لئے پیسوں کی کوئی ضرورت نہیں زبان سے اللہ اکبر کہے یہ بھی صدقہ ہے۔

وَسُبْحَانَ اللّٰهِ

اور زبان سے سبحان اللہ کہہ دے تو یہ بھی صدقہ ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

اور زبان سے الحمد للہ کہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔

وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

زبان سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ گناہ کی معافی بھی ہے اور ساتھ صدقہ بھی ہے۔

وَتَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ

تو کسی کو اچھے کام کا حکم دے یہ بھی صدقہ ہے۔

بے نمازی کو نماز کا کہا اور جو روزہ نہیں رکھتا اس کو روزے کا کہا، جس کی آنکھیں بے حیا ہیں اس کو شرم و حیا کا کہا۔ جس کے کان میوزک سے گندے ہیں اس کو میوزک سے بچنے کا کہا۔ فرمایا اس سے تمہیں صدقہ کا ثواب مل جائے گا۔

تَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ

اور تو برائی سے روکے یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

Marfat.com

وَتَعْزِلُ الشَّوْكَةَ عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ

جہاں لوگ چلتے ہوں وہاں سے کانٹا اٹھا کے ایک طرف کر دو تو یہ بھی صدقہ ہے۔

وَالْعَظْمَ

ہڈی راستے سے ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔

وَالْحَجَرَ

اور راستے میں کوئی پتھر پڑا ہوا تھا۔ راستے سے تم نے اٹھا کے اس کو علیحدہ کر دیا تو یہ بھی صدقہ ہے۔

وَتَهْدِي الْأَعْمٰى

تم راستے میں بیٹھے تھے کوئی اندھا گزر رہا تھا اس کو تم نے رستے پہ لگایا تو یہ بھی صدقہ ہے۔

وَتُسْمِعُ الْأَصَمَّ وَالْأَبْكَمَ حَتّٰى يَفْقَهُ

ایک بندہ بہرہ بھی تھا اور گونگا بھی تھا اس کو بات کی سمجھ نہیں آ رہی تھی تم نے اس کو سمجھا دیا تو فرمایا اے میرے امتی یہ بھی صدقہ ہے۔

یہ ساری صورتیں بیان کرنے کا مقصد کیا ہے۔ نیکی تلاش کرتے وقت تم یہ نہ سوچنا کہ وہ صرف مسجد میں ملتی ہے۔ نیکی گلی میں بھی مل سکتی ہے، نیکی بازار میں بھی مل سکتی ہے، نیکی دوکان پر، فیکٹری میں، نیکی کے ماحول میں، سماج میں، نیکی پوری دنیا کے اندر پھیلی ہوئی ہے۔ جہاں بھی محتاج ہے جس طرح کا محتاج ہے۔ تم اس کے ساتھ نیکی کرو گے اللہ تمہیں صدقہ کا ثواب عطا فرمائے گا۔

Marfat.com

وَتَدُلُّ الْمُسْتَدِلَّ عَلٰی حَاجَتِهٖ

یعنی ایک بندے کو اڈریس سمجھنے کی ضرورت تھی اس کو تم نے نشانی بتائی کہ فلاں گلی میں پہنچ جاؤ۔ فلاں فیکٹری کے سامنے دائیں طرف گھر ہے یہ تم نے اس کی حاجت کو پورا کر دیا۔ تو یہ بھی صدقہ ہے۔ پھر فرمایا:

وَتَسْعٰی بِشِدَّةِ سَاقَيْكَ اِلَی اللَّهْفَانِ الْمُسْتَغِيْثِ

یہ کہ تم اپنی پنڈلیوں کے زور سے بے سہارا، مدد چاہنے والے کی طرف دوڑو یہ لفظ بڑے اہم ہیں ساقیک ساق پنڈلی کو کہتے ہیں اور شدت پوری پاور کو کہتے ہیں۔ تم نے دیکھا کہ ایک بندہ نابینا ہے اور اس کی کسی کے ساتھ ٹکر ہونے والی ہے تم اتنے گھبرائے اور پوری پاور کے ساتھ تم دوڑے اور اپنی پنڈلیوں پر دوڑتے دوڑتے تم نے جا کر اس کو بچا لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ بہت بڑا صدقہ ہے۔

جو اپنی پنڈلیوں کو اللہ کے راستے میں کسی بندے کے لئے، اس کی مدد کے لئے تھکا دے وہ گڑھے میں گرنے والا تھا یا اس طرح کا کوئی اور معاملہ تھا تم دوڑ کے پہنچ سکتے تھے، تم فوراً پہنچ گئے اور تم نے کسی بندے کو نقصان سے بچا لیا اس میں بھی صدقہ ہے۔

وَتَرْفَعُ بِشِدَّةِ ذِرَاعَيْكَ مَعَ الضَّعِيْفِ

مسند امام احمد: ۵/۱۶۸، ۱۶۹

یعنی کوئی بندہ بوجھ اٹھانا چاہتا تھا لیکن اس سے اٹھتا نہیں تھا تم نے اپنے بازو کو بوجھ اٹھانے کے لئے استعمال کیا اور شدید زور لگایا اس پر بھی رب تمہیں صدقہ

Marfat.com

کا ثواب عطا فرمائے گا۔

اب سید عالم ﷺ نے جتنے بھی آخری شعبہ جات بیان کئے ہیں یہ سارے سماجی خدمت کے ہیں، یہ سارے سماجی معاملات کے ہیں اور ان سب کے اندر صدقہ کا لفظ بولا ہے۔ اس کو عبادت بھی قرار دے دیا ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ جو ہمارا دین ہے اس کے اندر ہی دنیا ہے اور جو دین کے اندر دنیا ہے وہ دنیا نہیں وہ دین ہی دین ہے۔ اس کے اندر جتنے آداب ہیں، جتنے پروگرام ہیں، جتنے کام ہیں، بس صرف یہ ہے کہ بندے کی سوچ کی سوئی سیدھی ہونی چاہئے۔ اگر چہ وہ سماج میں ایک کارکن کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔ حال یہ ہے کہ وہ شریعت کا بھگوڑا نہیں۔ وقت پہ نماز بھی پڑھتا ہے۔ روزہ بھی رکھتا ہے اور اللہ کے فرائض کو نبھاتا ہے ان چیزوں کی وہ پابندی بھی کرتا ہے اور پھر وہ اپنا ٹائم کام میں لگا دیتا ہے۔ اس کا بندوں کے کام آجانا اللہ کو اتنا پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا سارا وقت بندگی میں شمار فرما دے گا۔ یہ وہ بات تھی جو اقبال علیہ الرحمۃ کہہ رہے تھے:

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

اس انداز میں جس وقت انسان چلتا ہے تو اس کی شخصیت کے اندر ایک نکھار آتا ہے اور وہ محبوبیت کا درجہ پاتا ہے یہ محبوبیت اصل میں اللہ کی طرف سے ملتی ہے تو پھر بندوں میں بھی محبوبیت اس کو میسر آجاتی ہے۔

Marfat.com

یہ ہمارے سماج کی روح ہے کہ جس وقت ہم سماج کی بات کرتے ہیں ہم رواج کی بات نہیں کرتے۔ ہم اسلام کے مزاج کی بات کرتے ہیں اور اسلام کے مزاج کے اندر یہ بات شامل ہے کہ بندہ تصور بھی نہیں کرسکتا ہے کہ ایک بوڑھی عورت کے گھر ایک گھڑا پانی کا بھر کے اس نے رکھا ہے تو اس کو ملا کیا ہے۔ یہ اولڈ سٹیزنز (Old Citizens) کی تنظیمیں جو آج آ کے یورپ کے شعور میں جس کا تھوڑا عقدہ کھلا، ہمارے ماہِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صدیوں قبل اس کے چاند طلوع فرما دیئے تھے۔

جس وقت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا کھول کے بیان کیا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اس کو بیان کرتے ہیں۔ اور بالخصوص الترغیب والترہیب کے اندر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول مروی ہے، میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

• مَنْ مَّشٰی فِیْ حَاجَةِ اَخِیْهِ کَانَ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ اِعْتِکَافِ عَشْرِ سِنِیْنَ

الترغیب والترہیب: ۳۹۱/۳

جو بندہ کسی مسلمان کے کام کے لئے گھر سے نکلا تو یہ اس کے لئے دس سال اعتکاف کرنے سے بہتر ہے

کوئی محلے دار اس کے پاس آ گیا تھا۔ چلو میرے ساتھ یہ میری مشکل ہے۔ اب ایک ہے رکھ رکھاؤ کے لئے چل نکلنا کہ یہ محلے میں آخر اس کے منہ کے لئے جانا پڑتا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ رکھ رکھاؤ کے لئے نہیں بلکہ اللہ کے دیئے ہوئے اصول کے لئے قرآن وسنت کے لئے کہ اگرچہ یہ محلے میں ہمیشہ میرے ساتھ بے وفائی کرتا

Marfat.com

ہے مگر میں اس کی وفا کے حصول کے لئے نہیں بلکہ اللہ کی رضا کے حصول کے لئے ساتھ جا رہا ہوں۔ جس وقت یہ چلے گا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

جب بندہ اپنے بھائی کی مدد کے لئے چلتا ہے وہ کام دس منٹ میں ہو گیا آدھے گھنٹے میں ہو گیا اس کو ثواب کتنا ملے گا۔ فرمایا:

كَانَ خَيْرًا لَهُ مِنْ اِعْتِكَافِ عَشْرِ سِنِيْنَ

دس سال اعتکاف کرنے پر جتنی نیکی اس کو مل سکتی تھی چند منٹوں میں وہ نیکی اس کو میسر آ گئی ہے۔

اعتکاف تو ایک دن کا بھی بڑا مشکل ہوتا ہے دس دنوں کا بڑا مشکل ہوتا ہے اور یہاں پر دس سالوں کے اعتکاف کی بات ہے پھر اعتکاف میں بندہ سب کچھ چھوڑ کے اللہ کے گھر میں بیٹھ جاتا ہے سارے خیالات نکال دیتا ہے اور اللہ سے رابطہ مضبوط کر رہا ہوتا ہے۔

یہ اسلام کی وہ عبادت ہے کہ جہاں باقی ہر چیز کو دیس نکالا دے کے بندہ گھر چھوڑ کے اللہ کے در پہ آ گیا ہے اور روزہ رکھ کے دن رات اس کی عبادت میں مستغرق ہے وہ دس دن کا اعتکاف کتنی عظمتوں کا حامل ہے لیکن اسلام نے سماج کو کتنا مقام دیا ہے ایک مومن کی خدمت کے لئے جب مومن گھر سے نکلا ہے اگر چہ یہ قدم بظاہر کعبہ کی طرف تو نہیں جا رہے مسجد اقصیٰ کا مسافر تو نہیں ہے، وہ کوئی عمرہ کو تو نہیں جا رہا، وہ حج کو نہیں جا رہا ہے لیکن اللہ کو اتنا پسند ہے کہ رب نے اسکے دل کو دیکھتے

Marfat.com

ہوئے اسکو دس سال اعتکاف کا ثواب عطا فرما دیا ہے:

اسلام کی تعلیمات میں اتنا بڑا ذائقہ ہے۔ اتنی بڑی اسلام کی تعلیمات میں لذتیں ہیں کہ جو شخص ادھر متوجہ ہوتا ہے اس کو سب کچھ میسر آ جاتا ہے اب دس سالہ اعتکاف اس کو مل گیا جس نے اپنے بھائی کے ساتھ تعاون کیا اور اعتکاف کی حیثیت اسی حدیث میں نبی ﷺ نے بیان فرما دی۔ اس کو دس سال کا اعتکاف کا ثواب دیا جائے گا اور اعتکاف ہوتا کیا ہے:

مَنِ اعْتَكَفَ يَوْمًا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ جَعَلَ اللّٰهُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّارِ ثَلَاثَ خَنَادِقَ

الترغیب والترھیب: ۳/ ۳۹۱

جو بندہ ایک دن کا اعتکاف اللہ کی رضا کے لئے کرتا ہے اللہ اس بندے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں بنا دیتا ہے۔

ہر خندق کتنی بڑی ہوتی ہے۔ فرمایا جتنا زمین و آسمان کا فاصلہ ہے۔

جس نے ایک دن کا اعتکاف کیا وہ تو جہنم سے زمین و آسمان کے درمیان جتنا فاصلہ ہے اس طرح تین بار جہنم سے دور ہو گیا اتنی دوری اس کو جہنم سے مل گئی۔ مطلب یہ ہے کہ وہ رجسٹرڈ جنتی بن گیا۔

اب دیکھیں کہ جس اعتکاف کے ایک دن کا یہ عالم ہو اس دس سالہ اعتکاف کا عالم کیا ہوگا۔ اس واسطے ہمارے نبی ﷺ نے یہ سماج کی حیثیات ہمارے لئے بیان کی ہیں۔

سماجی خدمت میں ایک بات بڑی ضروری ہے۔

وہ یہ ہے کہ جہاں سماج میں عزت ہے اگر سماج اسلام کے مزاج سے ہٹ گیا

Marfat.com

تو اس میں ذلت ہے۔ بالخصوص ہمارے ملک میں اور پوری دنیا میں جو بعض این جی اوز ہیں بظاہر ایک سماجی خدمت کا نظریہ رکھتے ہیں۔ کبھی بھوکوں کے لئے کوئی چیز تقسیم کر رہے ہیں، کبھی کپڑے، کبھی سلائی مشینیں، کبھی کوئی چیز اور کبھی کوئی چیز۔ ایسی سماجی خدمت کے پھندے میں کوئی نہ پھنسے۔ یہ لوگ سماج کے کارکن نہیں ہوتے بلکہ یہ ایمان کے لٹیرے ہوتے ہیں۔

با قاعدہ امریکہ کے تنخواہ دار ہیں اور مشن پر ہیں کہ تم نے مسلمانوں کو جا کر لوٹنا ہے۔ خواہ گوادر کے دائیں لوگوں کے لئے وہ بستیاں بنائیں اور کچھ سہولتیں مفت تقسیم کرنے لگ جائیں۔ جو مقام بھی مسلمانوں کا اہم اور نازک ہوگا اور مرکزی جگہ ہوگی۔ وہاں ایسی کمپنیاں ایسے سکول اور ایسے ہسپتال بنائیں گے اور اتنے ڈپلوبے لے کر، نیٹ ورک لے کر آجاتے ہیں ان کا مقصد مسلمانوں کا علاج اور مسلمانوں کی سماجی خدمت نہیں ہوتا بلکہ ان کا کام دین کو لوٹنا ہوتا ہے۔

دین کو لوٹتے ہیں۔ اور اس پر ہمارے پاس با قاعدہ گواہ موجود ہیں۔ دو لڑکیاں طالبان کے دور میں پکڑی گئیں تھیں۔ ان کے بارے میں مغرب کے لوگوں نے کہا دیکھو مسلمانوں نے سختی کی ہے وہ تو علاج کے لئے گئیں تھیں تاکہ لوگوں کا علاج کیا جائے۔ ہسپتالوں میں وہ گئی تھیں اور ان کو پکڑ لیا گیا ہے لیکن جس وقت وہ رہا ہوئیں تو انہوں نے The Prison of Hope نام کی کتاب میں یہ لکھا کہ ہم مسلمانوں کے علاج کے لئے نہیں گئیں تھیں ہمیں ٹیکساس امریکہ سے بھیجا گیا تھا کہ عیسائیت کی تبلیغ کرو۔ ہم عیسائیت کی تبلیغ با قاعدہ کرتی رہی ہیں اور اس پاداش میں ہمیں پکڑا گیا تھا۔

تو ایسے جتنے لوگ اس روپ میں آتے ہیں۔ ڈاکٹر بن کر آجائیں، انجینئر

Marfat.com

بن کے آجائیں، وظیفہ خوار وہ امریکہ کے ہیں۔ وہ کبھی بھی ہمارے وفادار نہیں ہو سکتے اس واسطے ایسے لوگوں سے بچنے کی ضرورت ہے۔ جو مسلمانوں کے اندر سوالات کی صورت میں شک داخل کرتے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ مسلمانوں کو خراب کرتے ہیں اس لئے سماجی خدمت کو بھی پہچاننے کی ضرورت ہے کہ سماجی خدمت ہمارے لئے علاج ہے یا ہمارے لئے مرض ہے۔

جو سماجی خدمت مرض ہو اس سے بچنا اور لوگوں کو بچانا فرض ہو جاتا ہے۔ اور یہ آپ پر قرض ہے اس قرض کو اتاریں اور ہمارے ملک میں اس طرح کی جماعتیں بنی ہوئی ہیں اور واہیات پروگرام کرا کے لوگوں کے ایمان کو لوٹنا چاہتے ہیں ان لوگوں سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ آپ ہی نہیں یقیناً ہر بندہ جو عقل سلیم والا ہے میری اس بات سے اتفاق کرے گا کہ اگر یہ اعلان ہو جائے کہ فلاں بندہ لوگوں کو عینکیں دے رہا ہے، سمجھا جائے گا کہ اس نے لوگوں پر بہت بڑا احسان کیا، عینکیں بانٹ رہا ہے۔ لیکن اگر یہ بتایا جائے کہ پہلے آنکھیں نکال لیتا ہے پھر عینکیں دے دیتا ہے تو کوئی سمجھے گا کہ اس نے اچھا کام کیا؟

اس کو ظالم کہا جائے گا کہ جس کی آنکھ نکل جائے اس کو عینک کی ضرورت کیا ہے۔ ایسے ہی یہ لوگ ہیں جو این جی اوز کی شکل میں اگر ہمارا ایمان لے کے چلے جائیں تو ہمیں روٹی کے چند لقموں کی ضرورت کیا ہے۔؟

اس واسطے اس صورتحال کو ضرور پیش نظر رکھنا ہے قیمتی چیز دے کر اور ادنیٰ چیز لے کر ہم خوش ہوں کہ ہم نے بہت کچھ لے لیا ہے اور بہت کچھ حاصل کر لیا ہے۔ نہیں نہیں۔

سید عالم ﷺ نے یہ ہمیں سب کچھ اس واسطے سمجھایا ہے تا کہ امت خبردار رہے، ہوشیار رہے کسی کے سامنے اپنی مذہبی غیرت کے ساتھ برقرار رہے کبھی بھی ایسی چیز کو

Marfat.com

دیکھ کر وہاں پر لوٹ پوٹ نہ ہو جائے کہ مجھے بہت کچھ مل رہا ہے۔

پہلے دیکھو کیا ایمان کا تقاضا پورا ہو رہا ہے؟ اگر ایمان کا تقاضا پورا ہوتا ہے اور ساری شرائط موجود ہیں تو پھر بھی ضرور حرج ہوگا۔ کیا؟۔ یہ کہ دل میں ایک جذبہ پیدا ہوگا کہ لوگ بڑے اچھے، ہیں۔ غریبوں کے ساتھ تعاون کرتے ہیں حالانکہ وہی غریبوں کا خون بہانے والے ہیں:

اتنے بھی بدنام منافق کب دنیا نے دیکھے تھے
کتوں کا منہ چومنے والے قتل کریں انسانوں کا

اگر وہ چار ٹکے یہاں دے بھی جائیں تو کیا وہ چار لاکھ عراقیوں کے خون کی قیمت بن جائے گی کیا وہ بیس لاکھ افغانیوں کے خون کی قیمت بن جائے گی اور کیا وہ قیمت بن جائے گی اتنے زخمیوں کی جنکے کلیجے پھٹ چکے ہیں۔ لہٰذا یہ سارے پراپیگنڈے ہیں۔

سماج ہمارا ہے، اور اس کے سارے اصول ہمارے ہیں، دین ہمارا ہے اور دین کی دی ہوئی عزت ہماری ہے۔ ہمیں کسی کی طرف للچائی ہوئی نظر سے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ماہِ مدینہ اپنی تجلی عطا کرے
یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے

باقی سب اندھیرا ہے اور سویرا وہ ہے جو محبوب ﷺ نے ہمیں قرآن وسنت کی شکل میں عطا فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس پیغام کو سمجھ کر ہمیں آگے پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر
3

ہاں ہم سُنّی ہیں

Marfat.com

اَحْمَدُکَ اللّٰھُمَّ یَامُجِیْبَ کُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ ھُوَ
اَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ ذَوِی الْفَضَائِلِ
اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّۃٌ یَّھْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِہٖ یَعْدِلُوْن
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ
اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ
وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہٗ واتم برھانہٗ کی حمد وثناء اور حضور سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، زینتِ بزمِ کائنات، دستگیرِ جہاں، غمگسارِ زماں سید سروراں، حامیٔ بیکساں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ جنابِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد:

وارثانِ منبر ومحراب، اربابِ فکر ودانش، اصحابِ محبت ومودّت، حاملینِ

عقیدۂ اہلِ سنت

نہایت ہی معزز و محتشم حضرات و خواتین سامعین و ناظرین!

رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ہم سب کو ادارہ صراطِ مستقیم کے زیرِ اہتمام فہمِ دین کورس کے بارھویں سبق میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

ہاں، ہم سنی ہیں

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنّت کا فہم عطا فرمائے اور قرآن و سنت کے ابلاغ و تبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے اور فضاؤں میں مغفرت ایزدی کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ دلوں کی کھیتیاں سرسبز و شاداب ہیں۔ ماتھے کھلے ہیں اور چہرے کھلے ہوئے ہیں۔

آج کا ہمارا موضوع بڑا اساسی اور کلیدی موضوع ہے۔ اس کو بیان کرنا اور سننا ہم پر لازم ہے۔ ہم جو عقیدہ رکھتے ہیں ہمیں اس کا پتہ ہونا چاہئے اور ان حقائق کو ہر وقت ہمارے سامنے ہونا چاہیے۔

ہم کسی کے بارے میں یہ نہیں بتانا چاہتے کہ وہ کون ہیں۔ ہم اپنے بارے میں بتا رہے ہیں کہ ہم کون ہیں۔ یہ ہمارا حق ہے اور یہ ہمیں ہر جگہ بیان کرنا چاہئے۔

Marfat.com

ہاں ہم سنی ہیں: یہ موضوع یقیناً لطافتوں اور صداقتوں سے لبریز ہے۔ یقیناً اس میں ایسی چاندنی ہے کہ شاید چاند میں بھی ایسی چاندنی نہیں۔ اس کے اندر اس قدر چمک ہے کہ اتنی چمک چمکتے آفتاب میں بھی نہیں اور اس موضوع میں وہ خوشبو ہے کہ جو خوشبو کسی مہکتے گلاب میں بھی نہیں۔ یہ کائنات کا ایک ہمہ جہت نغمہ ہے جسے ہر درخت کا پتا بھی گاتا ہے اور ریگستان کا ہر ذرہ بھی الاپتا ہے۔ یہ فضاؤں کے سناٹوں کا بھی نعرہ ہے اور دریاؤں کی روانی کا بھی نغمہ ہے۔ یہ پیغام فرشیوں کا بھی ہے اور یہ پیغام عرشیوں کا بھی ہے۔

میری دعا ہے کہ خالق کائنات ہم سب کو دل کے کانوں سے سن کر، سمجھ کر آگے پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں نے قرآن مجید برہان رشید کی جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔ سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۱۸۱ ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ

And out of our making are community

يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ

Who tell the truth

وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ

And do justice there with

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

Marfat.com

میری مخلوق میں سے جن کو میں نے پیدا کیا ان میں سے ایک جماعت ایسی جماعت ہے جو حق بولتی ہے، حق بتاتی ہے اور پھر اس کے ساتھ انصاف کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ایک جماعت کی تعریف کر رہا ہے کہ وہ حق بتاتے ہیں اور پھر اس کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔

اس برحق جماعت کو اہلسنت و جماعت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ

میرے پیدا کردہ بندوں میں سے ایک کمیونٹی ایسی ہے۔

يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ

وہ حق بتاتے ہیں اور حق کے ساتھ رہنمائی کرتے ہیں۔

اگرچہ ان کو ہاتھ میں انگارے پکڑ کر بھی حق کی آواز دینی پڑے تو وہ حق بتاتے ہیں۔

وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ

اور پھر اس کے ساتھ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہیں۔

لفظ اہل سنت کا پس منظر

سب سے پہلے ہم لفظ اہلسنت کے پس منظر کی طرف آتے ہیں۔ چونکہ ہمارے موضوع کا جو عنوان ہے وہ یہ ہے کہ: ہاں ہم سنی ہیں

سنی! اہلسنت و جماعت کا ایک مخفف ہے اور جو سنت کی طرف منسوب ہو اس کو سنی کہا جاتا ہے۔ لفظ اہلسنت کا پس منظر ہمارے سامنے ہونا چاہئے کہ یہ لفظ

Marfat.com

کہاں سے آئی ہے۔

یعنی یہ کہاں کی چمک ہے جو ہمارے سینوں میں ہے اور یہ خوشبو کس گلشن کی ہے جو آج بھی ہماری فکر کو معطر کر رہی ہے۔

قرآن مجید سے لفظ اہلسنت کا پس منظر

لفظ اہلسنت کا پس منظر قرآن مجید ہی کی خیرات ہے۔ رب ذوالجلال سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۶ میں فرماتا ہے:

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ

قیامت کے دن کچھ سفید چہرے ہوں گے۔

وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ

اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے۔

آیت کی تفسیر زبان رسالت سے

جس وقت سید عالم ﷺ نے یہ آیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے پڑھی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر کے بارے میں کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے جو اس کی تفسیر اپنی زبان مبارک سے کی وہ اس طرح تھی۔

رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَبْيَضُّ وُجُوهُ أَهْلِ السُّنَّةِ

قیامت کے دن اہلسنت کے چہرے سفید ہوں گے

وَتَسْوَدُّ وُجُوهُ أَهْلِ الْبِدْعَةِ۔ (در منثور: ۲۹۱/۲)

Marfat.com

اور قیامت کے دن اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سند کے ساتھ اس تفسیر کو روایت کیا گیا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کے بتا رہے ہیں کہ قرآن مجید میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کچھ لوگوں کے چہرے چمک رہے ہوں گے تو یہ اہلسنت و جماعت کے چہرے ہوں گے۔ جب دوسرے لوگوں کے چہروں کے چراغ گل ہو چکے ہوں گے اور وہ مرجھا چکے ہوں گے اس وقت بھی اللہ تعالیٰ ان چہروں کو گلابوں جیسی مہک عطا فرمائے گا۔

دوسری تفسیر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آیت پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح کی تو فرمایا:

یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ اَھْلِ الْجَمَاعَاتِ وَالسُّنَّۃِ ۔ (درمنثور: ۲۹۱/۲)

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو جماعت والے ہیں اور سنت والے ہیں۔ ان کے چہرے قیامت کے دن چمک رہے ہوں گے اور سفید ہوں گے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے، وہ بھی کہتے ہیں:

یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ

درمنثور: ۲۹۱/۲

Marfat.com

قیامت کے دن اہلسنت و جماعت کے چہرے سفید ہوں گے۔

قیامت کا دن امتیاز کا دن ہوگا۔ آج تو محفل میں ملے جلے لوگ بیٹھ جاتے ہیں اور دل کی چمک کا اندازہ ہم چہروں سے نہیں لگا سکتے۔ اگرچہ بعض لوگوں کے چہرے پہچانے جاتے ہیں اور پہچان چمک کے لحاظ سے بھی ہوتی ہے لیکن بالخصوص قیامت کے دن سارے حق والوں کے چہرے یوں چمک رہے ہوں گے کہ پورے میدان حشر میں پتہ چلے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ دنیا میں جن کے دلوں میں ایمان کا نور جلوہ گر رہا ہے۔

درمنثور میں یہ تینوں اقوال موجود ہیں۔

سید عالم ﷺ کی حدیث کے لحاظ سے لفظ اہلسنت و جماعت ایک جانا پہچانا لفظ ہے اسکا پس منظر حدیث شریف میں بھی ہے۔ یہ حدیث شریف ترمذی شریف کے بابُ مَاجَاءَ فِی افْتِرَاقِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ میں موجود ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تَفَرَّقَتِ الْیَھُوْدُ عَلٰی اِحْدٰی وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً اَوِاثْنَتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً

یہودی اکہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔

وَالنَّصَارٰی مِثْلَ ذٰلِکَ

اور عیسائیوں کے بھی ایسے ہی فرقے بن گئے۔

Marfat.com

پھر رسول اکرم ﷺ فرمانے لگے:

وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَّ سَبْعِينَ فِرْقَةً

جامع ترمذی: ۲۶۴۰

میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔

امت میں جو افتراق آنے والا تھا اس کی سید عالم ﷺ نے خبر دی اور وہ افتراق واقع ہو چکا ہے۔ لوگوں نے دیکھا آج ہمارے سامنے موجود ہے تو اس حدیث شریف سے پہلا ہمیں یہ سبق ملا کہ ہمارے نبی ﷺ جو مستقبل کی خبر دیتے رہے، سچی خبر دیتے رہے اور اس وقت نبی ﷺ نے آج کی بات بتائی تھی اس وقت جو آج کی خبر دیں اس علم کو اللہ کی عطا سے علم غیب کہا جاتا ہے۔ سید عالم ﷺ نے جو کچھ بعد میں ہونے والا تھا وہ بیان کیا۔

لفظ امت کی تشریح

یہاں پر جو لفظ امت آیا ہے اس کی بھی تشریح کرتے ہیں کیونکہ کچھ لوگ اس حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ان فرقوں سے مراد وہی یہودیوں کے فرقے ہیں یا عیسائیوں کے فرقے ہیں نہیں نہیں! بلکہ ان فرقوں سے مراد وہ فرقے ہیں جو

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

پڑھنے والوں میں بنے۔ یہودی یا عیسائی فرقوں کا یہاں پر تذکرہ ہی نہیں ان کے مقابلے میں یہ بات بیان ہو رہی ہے، ان کے تو اپنے فرقے تھے۔ کلمہ گو

Marfat.com

افراد کے اس امت میں اپنے علیحدہ فرقے بنے

امت کی دو اقسام

امت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ہے امت دعوت اور دوسری ہے امت اجابت

امت دعوت

امت دعوت پوری انسانیت ہے یعنی ہمارے نبی ﷺ کی امت دعوت یہودی بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں، بت پرست بھی ہیں، مجوسی بھی ہیں اور مشرک بھی ہیں۔

امت دعوت یہ ہے کہ جن کو دعوت دی جاتی ہے کہ تم کلمہ پڑھو۔ تو ساری انسانیت کو دعوت ہے۔ لہٰذا ساری ہی امت دعوت ہے۔

امت اجابت

امت اجابت وہ ہے کہ جنہوں نے کلمہ پڑھا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی اس حدیث میں جو لفظ امت استعمال کیا گیا اس لفظ سے مراد امت دعوت نہیں بلکہ امت اجابت ہے کہ میرے نبی اکرم ﷺ فرما رہے ہیں کہ جن لوگوں نے میرا کلمہ پڑھا ہے ان کے اندر اس طرح کی تقسیم ہو جائے گی کہ وہ تہتر فرقوں میں بٹ جائیں گے۔

احادیث رسول ﷺ سے لفظ اہلسنت کا پس منظر

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

Marfat.com

كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً۔

وہ سارے کے سارے جہنمی ہوں گے سوائے ایک ملت کے۔

تہتر میں سے بہتر جہنم میں جائیں گے اور ایک ان میں سے جنت میں جانے والی ہوگی۔ ہم یہ الفاظ حدیث صحیح سے بیان کر رہے ہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ وہ کلمہ گو حضرات جنہوں نے کلمہ پڑھا ہے اس کے بعد تفریق ہوگئی ہے اور اس کے بعد قسمیں بن گئی ہیں ان میں سے ایک قسم جنتی ہے اور باقی تمام جہنمی ہیں لیکن یہاں ایک بڑی ضروری بحث ہے۔

ملت واحدہ کے عدم اختلاف سے مراد

یہ جو کہا گیا کہ اس امت میں افتراق ہوگا ان میں ۷۲ بہتر جہنمی ہوں گے اور ایک ملت جنتی ہے۔ اور اس میں اختلاف نہیں ہوگا اب یہ جو جنتی ملت ہے جس میں اختلاف نہیں ہوگا اس سے مراد یہ ہے کہ اصولی اختلاف نہیں ہوگا فروعی اختلاف ہوسکتا ہے۔

ائمہ اربعہ اہلسنت جماعت تھے

مثال کے طور پر حنفیوں، شافعیوں اور حنبلیوں کا نماز کے مسائل میں اختلاف ہے تو حنفی شافعی، حنبلی یہ کوئی بہتر فرقوں میں سے نہیں بلکہ یہ اہلسنت و جماعت کے شعبہ جات ہیں۔ یہ جدا جدا فرقے نہیں ہیں۔ یہ تمام عقیدے کے لحاظ سے اہلسنت و جماعت ہیں اور ان میں اختلاف بھی ہے مگر وہ اختلاف اصول کا نہیں ہے وہ چند فروعی مسائل کا ہے۔ لہٰذا بہتر کے ساتھ اس ایک ملت کا

Marfat.com

اختلاف اصولی ہوگا اور وہ بہتر جہنمی ہوں گے ان میں سے ایک جنتی ہوگا ایک فرقہ جنتی وہ اہلسنت و جماعت ہے۔ اس کے اندر جو فقہی طور پر کچھ مباحث میں آپس میں اختلاف ہے، اس کو یہ حدیث افتراق نہیں کہہ رہی اس کو اصولی طور پر اختلاف نہیں کہا جا سکتا۔ فروعی مسائل میں اختلاف ہے۔

فروعی اختلاف اللہ کی رحمت

جن کے بارے میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ

کنز العمال: ۲۸۶۸۶

میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔

اہلسنت کی فقہ میں آگے جو چار فقہ اسلامی ہیں ان کے لحاظ سے یا آپس میں جو اختلاف ہیں ان کو مستثنیٰ کیا گیا باقی بہتر کے ساتھ اس کا جو اختلاف ہوگا وہ اصولی اختلاف ہے۔

ملت واحدۃ کے جنتی ہونے سے مراد

اس حدیث میں جو یہ کہا گیا ہے کہ ایک جنتی ہے باقی جہنمی ہیں۔

اس ایک جنتی جماعت سے مراد یہ نہیں ہے کہ جو ایک ملت اہلسنت ہے وہ ہر حال میں جنتی ہے اگر چہ جتنے بھی گناہ کر لیں پھر بھی جنتی ہیں یہاں جنتی اور جہنمی ہونے کا جو فرق بیان کیا جا رہا ہے۔ وہ از روئے عقیدہ کے بیان کیا جا رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرما رہے ہیں کہ ان تہتر ۷۳ میں سے بہتر ۷۲ عقیدے کی بنیاد پر

Marfat.com

جہنمی ہوں گے اور ان میں سے ایک عقیدے کی بنیاد پر جنتی ہوگا۔

اب عقیدے کی بنیاد پر جو شخص جنتی ہے۔ آگے ہوسکتا ہے کہ اس کا عمل خراب ہو اور وہ جہنم میں چلا جائے۔ اگر کوئی یہ سمجھے کہ اہل سنت میرا عقیدہ ہے تو پھر میں کسی عمل کی وجہ سے بھی جہنم میں نہیں جاؤں گا۔ ایسا نہیں ہے۔

اہلسنت کے برحق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ عقیدے کے لحاظ سے پاس ہوگا۔ عقیدہ کے لحاظ سے گرفت نہیں ہوگی۔ عقیدہ کے لحاظ سے اسکو حتمی حیثیت دے دی جائے گی اور دوسرے عقیدے کے لحاظ سے مارے جائیں گے۔

بہتر عقیدے کے لحاظ سے جہنمی ہیں اور عقیدہ اصل ہے۔ جس کو عقیدہ لے ڈوبے گا اس کو عمل بچا نہیں سکے گا۔ لہٰذا اس حدیث میں بہتر فرقوں کا عقیدہ کے لحاظ سے جہنمی ہونا ثابت ہوا اور ایک کا عقیدے کی بنیاد پر جنتی ہونا، اس نے ثابت کیا۔

جو ایک عقیدے کی بنیاد پر جنتی ہے ان کا پھر آگے عمل کے لحاظ سے امتحان ہے۔

اگر سارے عمل صحیح ہیں تو پھر جنت میں سیدھا جائے گا۔ اگر عمل میں کچھ گڑبڑ ہے لیکن اللہ کی طرف سے معافی مل گئی تو پھر بھی وہ جنت میں ڈائریکٹ چلا جائے گا ورنہ کچھ دیر اپنے گناہوں کی سزا لے گا مگر دائمی جہنم میں نہیں رہے گا۔ یہ سچا عقیدہ بالآخر اس کو جنت میں پہنچا دے گا۔ لہٰذا کئی مفکر اس معنیٰ میں آ کے غلطی کرتے رہے اور یہ کہتے رہے کہ یہ حدیث اس لئے صحیح نہیں ہے کہ اس سے پتہ چلا جو سنی ہو اور جتنا بڑا گنہگار ہو پھر بھی جنت میں ہی جائے گا۔

Marfat.com

یہ حدیث بالکل سچی ہے اور مفہوم اس کا سچا ہے۔ یہاں جنتی جو قرار دیا جا رہا ہے تو وہ عقیدہ کے لحاظ سے ہے، آگے اس میں عمل کا علیحدہ معاملہ ہے۔ جس کے عمل کا بیڑا بھی پار ہو جائے گا وہ تو ڈائریکٹ جنت میں چلا جائے گا۔

جو بندہ عقیدہ کے لحاظ سے پاس ہو گیا بعد میں اگر جہنم میں چلا بھی گیا تو اس میں دائمی طور پر نہیں رہے گا کچھ وقت کے لئے جائے گا اور اللہ اس کو جنت کے شایان شان بنا کے، اس کی تطہیر کر کے پھر اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرما دے گا۔ سید عالم ﷺ نے جب یہ لفظ بولے:

كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً

سوائے ایک ملت کے سارے کے سارے جہنمی ہوں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی

مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

یارسول اللہ ﷺ! وہ ملت واحدہ کون سی جماعت ہے ان کی علامت کیا ہے؟

اہلسنت کی پہچان

اس پر میرے محبوب ﷺ فرمانے لگے:

مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي　　　ترمذی شریف: ۲۶۴۰

ان کی پہچان یہ ہے کہ ان کا وہی راستہ ہوگا جو میرا اور میرے صحابہ کرام کا راستہ ہے۔

ان کی وہی پہچان ہوگی اور ان کا وہی عقیدہ ہوگا جو میرے صحابہ کا عقیدہ

Marfat.com

ہے۔رسول اکرم ﷺ نے اس جماعت کی

مَاۤاَنَا عَلَیہِ وَاَصْحَابِی علامت بیان کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ علامت محدثین، مشائخ، اولیاء یا علماء کو ہی نہیں بلکہ ہر سنی کو یہ علامت عطا فرمائی ہے۔اس سلسلہ میں اللہ کا شکر ہے کہ وہ علامت جس کو رسول اللہ ﷺ نے اجمال سے بیان کیا دوسرے مقامات پر اس کی تفصیل آ گئی۔

تابعین کے نزدیک لفظ اہلسنت کا پس منظر

الملل والنحل محمد بن عبدالکریم شہرستانی علیہ الرحمۃ کی کتاب ہے اس میں تمام فرقوں پر بحث کی گئی ہے اس میں بہتر فرقوں کو شمار کیا گیا ہے کہ وہ کون کون سے ہیں اور ان میں سے تہتر واں کونسا ہے۔محمد بن عبدالکریم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِی عَلٰی ثَلَاثٍ و سَبعِینَ فِرقَۃً

میری امت عنقریب تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔

اَلنَّاجِیَۃُ مِنْھَا وَاحِدَۃٌ

ان تہتر فرقوں میں سے نجات والا ایک ہے۔ان میں سے عقیدے کی بنیاد پر نجات پانے والا ایک ہے۔

وَالبَاقُونَ ھَلکٰی

اور باقی سب ہلاک ہونے والے ہیں۔

ان میں ایک ناجیہ ہے، جس کا معنیٰ ہے نجات پانے والی جماعت۔ آپ

Marfat.com

سے پوچھا گیا:

وَمَنِ النَّاجِيَةُ ؟

یارسول اللہ ﷺ آپ بیان فرمادیں وہ ناجیہ کون سی جماعت ہوگی؟

میرے محبوب ﷺ ارشاد فرمانے لگے:

اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

عقیدے کی بنیاد پر جو جنت کے مستحق ہوں گے" وہ اہلسنت وجماعت ہیں"۔

قِيْلَ وَمَا السُّنَّةُ وَالْجَمَاعَةُ ؟

پھر پوچھا گیا کہ وہ سنت اور جماعت کیا ہوتی ہے۔ سنت اور جماعت کا مطلب کیا ہے؟

اس کی وضاحت میں میرے نبی ﷺ نے فرمایا:

مَا اَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَاَصْحَابِيْ الملل والنحل: ۱۸/۱

آج میں جس رستے پر موجود ہوں اور میرے صحابہ جس رستے پر موجود ہیں، کل اس کو اہلسنت کہا جائے گا۔

الیوم کا لفظ بول کر بتادیا کہ آج اہلسنت لفظ اتنا متعارف نہیں لیکن آج ہم جس رستے پر ہیں وہی کل کو اہلسنت کہلوائے گا، اسی کو سنی کہا جائے گا۔

تو رسول اکرم ﷺ نے واضح طور پر اس لفظ کو بیان کیا۔ لہٰذا ہم سب پہ جب لفظ اہلسنت بولا جاتا ہے تو یہ وہ لفظ ہے جو شروع سے محبوب ﷺ نے پسند فرمایا ہے۔

Marfat.com

امام نصر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

حضرت امام نصر بن محمد سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تنبیہ الغافلین میں اسی حدیث کو جب ذکر کیا، وہاں الفاظ یہ ہیں:

اِنَّہٗ قَال افتَرَقَتْ بَنُواسرائیلَ علی اِحدیٰ وَ سَبْعِین فِرْقَۃً واَنَّ ھٰذِہِ الاُمَّۃَ سَتَفْتَرِقُ عَلَی اثْنَتَیْنِ وَ سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً اِحدٰی وَ سَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَ وَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ قَالُوا یَارَسُولَ اللّٰہ ﷺ مَا ھٰذِہِ الوَاحِدَۃُ؟ قال اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ۔

تنبیہ الغافلین: ۳۱۹

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِفْتَرَقَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیلَ عَلٰی اِحدَیٰ وَ سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً

بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے بن گئے۔

وَاَنَّ ھٰذِہِ الاُمَّۃَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰی اِثْنَتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً

اور یہ امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔

اِحدٰی وَسَبْعُوْنَ فِی النَّار

ان بہتر میں سے اکہتر جہنمی ہوں گے۔

وَوَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ

اور ان میں سے ایک جنتی ہو گا۔

یہ بھی عقیدے کی بنیاد پر ہے اور جو عقیدے کی بنیاد پر فیل ہو گئے ان کا عمل

Marfat.com

والا معاملہ ہی گول ہو جائے گا یعنی عمل کی ویلیو ہی نہیں ہوگی۔ عمل کا کوئی وزن ہی نہیں بنے گا عمل دیکھا ہی نہیں جائے گا۔

لیکن جن کا عقیدے والا پہلو پاس ہو گیا ان کے عمل پھر چیک ہوں گے اور عمل کے لحاظ سے جو پاس ہیں ڈائریکٹ جنت میں چلے جائیں گے۔ ورنہ تھوڑا بہت سرزنش کے لئے جو ہوگا اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو جنت عطا فرمادے گا۔ اب اس حدیث شریف میں ہے:

قَالُوا یَارَسُولَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم

انھوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مَاهٰذِهِ الوَاحِدَةُ

صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایک جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنتی قرار دے رہے ہیں، وہ کونسی جماعت ہے۔

قَالَ اَهلُ السُّنَّةِ وَالجَمَاعَةِ

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے جو لفظ ارشاد فرمایا: وہ اہلسنت و جماعت ہیں۔

یعنی سنت والے بھی ہیں اور جماعت والے بھی ہیں۔ سنت اس طریقہ کو کہا جاتا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور اللہ کی طرف سے اس امت کے لئے راہ عمل اور نصاب زندگی ہو۔ اس سارے کو سنت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا:

Marfat.com

اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

کہ وہ اہلسنت وجماعت ہیں۔

اس طرح حدیث شریف میں اس کا پس منظر موجود ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

اگر تاریخ میں دیکھ لیں تو بڑے بڑے ہمارے محققین اور ائمہ اربعہ اور اولیاء ان سب کے ہاں یہ لفظ متعارف ہے اور سب اس پر قائم ہیں۔ وہ اپنے آپ کو اہلسنت کہلواتے رہے اور اس لفظ کو بولتے رہے۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۱۲۱ پر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا قول موجود ہے:

وَاَمَّا الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ فَهِیَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ فرقہ ناجیہ اہلسنت وجماعت ہیں۔

شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

نسیم الریاض شرح شفا میں شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ

النَّاجِيَةُ مِنْهَا وَاحِدَةٌ

اس کی تشریح وتفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اَیِ الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ مِنْ هٰذِهِ الْفِرَقِ فِرْقَةٌ وَاحِدَةٌ وَهُمْ اَهْلُ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ

ان فرقوں میں سے نجات والی ایک ہی جماعت ہے اور وہ اہلسنت

Marfat.com

وجماعت ہے۔

ان کی شان کیا ہے

اَلْمُتَمَسِّکُوْنَ بِکِتَابِ اللّٰہِ وَسُنَّۃِ رَسُوْلِہٖ ۔ (نسیم الریاض:۴/۱۵۴)

وہ کتاب یعنی قرآن مجید سے بھی اپنا تعلق قائم کیے ہوئے ہیں اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اپنا تعلق قائم کیے ہوئے ہیں۔

اس بنیاد پر ان کو اہلسنت کہا جاتا ہے۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کا بیان

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ مرقاۃ المفاتیح کی جلد نمبر ا صفحہ ۲۴۸ پر یہ فرماتے ہیں

فلا شکّ ولاریب انھم ھم اھل السنّۃ والجماعۃ۔

اس ابتدائی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں۔

اس میں کوئی ریب نہیں، کوئی شک نہیں ۔ یقیناً جن کو محبوب علیہ اسلام نے عقیدے کی بنیاد پر جنتی کہا ہے، وہ طبقہ اور وہ جماعت اہلسنت وجماعت ہے۔

اختصار سے میں نے لفظ اہلسنت کے چھ حوالے بیان کیے ہیں۔

سنی کون ہے؟

یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سنی کون ہوتا ہے۔

مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ

یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ ہے اور پھر اس کے ساتھ وضاحت ہو گئی کہ وہ

Marfat.com

سنت اور جماعت دونوں کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین والا طریقہ ان لوگوں کے پاس موجود ہوتا ہے۔ یہ اس طبقہ کی شان ہے کہ جن کے عقیدے کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ کی زبان سے جنتی ہونے کا اعلان کروایا ہے۔

سنی کہلوانا کیوں ضروری ہے؟

اس سلسلہ میں بھی لوگ قرآن مجید کی آیات پڑھتے ہیں۔

هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ   سورۃ حج:۷۸

اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔

یعنی بس مسلمان کہلوانا کافی ہے۔ اہلسنت کہلوانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کچھ تو کہتے ہیں ضرورت ہی نہیں، کچھ کہتے ہیں جائز ہی نہیں اور کچھ کہتے ہیں ہمیں کوئی کہے تو ہمیں وحشت ہوتی ہے۔ ہم اس بات کو واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اہلسنت کہلوانا بعض اوقات فرض ہوتا ہے۔

اس لحاظ سے صحابہ سے لے کر ایسی آراء موجود ہیں۔ ایک ہمارا دوسرے دینوں کے مقابلے میں انٹرنیشنل تعارف ہے۔ یہود و نصاریٰ کے مقابل ہمارا نام مسلم اور مومن ہے۔ اور اپنے گھر میں جس وقت اسلام کی چھتری کے نیچے کچھ غلط لوگ آباد ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ ہماری چھتری میں ایمان ہے تو ان لوگوں سے اور ان چوروں سے اپنے آپ کو ممتاز کرنے کے لئے، کہ ہم چور نہیں ہم اصل دیندار ہیں۔ ہم نے اس کلمہ کی چھتری کے نیچے اپنی پہچان کروائی کہ کچھ لوگ اس چھتری

Marfat.com

میں چھپے ہوئے ہیں۔ ہمارا اور ان کا فرق ہے۔ اس واسطے ہم نے اپنے آپ کو اہلسنت کہلوانا شروع کر دیا۔

یہ بات حدیث شریف میں موجود ہے جس سے پتہ چلے گا کہ کہاں سے امتیاز ضروری ہو گیا تھا۔ ایک ہوتی ہے فرقہ واریت اور ایک ہوتا ہے امتیاز۔ فرقہ واریت بری چیز ہے مگر حق و باطل کا نکھار لازم ہے اور کھوٹے کھرے کی پہچان سنتِ الٰہی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

مَا کَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ

سورۃ آل عمران:۱۷۹

ترجمہ: اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑے گا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کر دے گندے کو ستھرے سے مسجد نبوی ﷺ شریف میں دو قسم کے لوگ موجود تھے۔ ایک دل سے بھی مانتے تھے اور زبان سے بھی مانتے ہیں، دوسرے صرف زبان سے مانتے تھے۔ جب صرف زبان سے ماننے والوں نے نبی ﷺ کے علم غیب پر اعتراض کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم ان کو مسجد میں نماز نہیں پڑھنے دیں گے، ان کو مسجد سے نکالیں گے۔ اے محبوب ﷺ اس مسجد میں وہ نماز پڑھے گا جو تمہاری شان کو مانے گا، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ

ہم پاک اور پلید جدا جدا کر کے چھوڑیں گے۔

تمیز کا معنی ہے کھرے کھوٹے کو واضح کرنا۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی

Marfat.com

کرنا۔ یہ فرقہ واریت نہیں، یہ قرآن مجید کا حکم اور سنتِ الٰہی ہے۔ اس روش کو لے کر ہم آگے چل رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود ان لوگوں کو جن پر اس وقت مومن کا لفظ بولا جاتا تھا۔ فرمایا:

ان میں سے کچھ گندے لوگ ہیں اور کچھ ستھرے ہیں۔ ستھرے صحابہ کرام ہیں اور گندے منافق ہیں۔ لہٰذا ان کو مسجد سے نکالا جائے گا۔

یہ جو امتیاز اللہ نے کیا۔ اس امتیاز کے پیش نظر ہماری یہ گفتگو ہے۔ ہم اپنے آپ کو اہلسنت و جماعت کہلوا کے اپنا امتیاز کروانا چاہتے ہیں کہ ہم وہ نہیں ہیں کہ زبان سے کلمہ پڑھیں اور دل میں عداوت بھی رکھیں۔ ہم اندر باہر سے پوری طرح ان کو ماننے والے ہیں۔

حضرت یحییٰ بن یعمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

كَانَ اَوَّلُ مَنْ قَالَ فِي الْقَدْرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدَ الْجُهَنِي

ترجمہ: پہلا بندہ جس نے بصرہ میں قدر کے بارے میں بات کی وہ معبد جہنی تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ تھا ایک قدریہ فرقہ پیدا ہو گیا ان کی صورتحال کیا تھی، وہ نمازیں پڑھتے تھے، روزہ رکھتے تھے، حج ادا کرتے تھے، زکوٰۃ دیتے تھے، قرآن کا درس دیتے تھے، حدیث کا بیان کرتے تھے۔ ان کا کوئی ایسا معاملہ نہیں تھا کہ دیکھنے والا یہ کہہ سکے کہ ان میں یہ کمی موجود ہے۔ کوئی کمی نہیں تھی، سب کچھ مکمل طور پر بجالانے والے تھے۔ بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ وہ علم کے بڑے دلدادہ تھے۔ دن رات درس قرآن اور

Marfat.com

دن رات نیکیوں کی دعوت دیا کرتے تھے، لیکن انکے بارے میں یہ کہا گیا کہ یہ قوم صحیح نہیں بلکہ غلط ہے۔ پڑھتے تو وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہیں لیکن تابعین رضی اللہ عنہم نے کہا کہ کہیں سے جا کے ان کا فرق کروانا چاہیے۔

یحیٰ بن یعمر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام سے فرق کروانا چاہتے ہیں، کہتے ہیں:

ہم بصرہ میں رہتے ہیں، ہمیں مصیبت پڑ گئی ہے، ہمارے پاس ایک قوم پیدا ہوگئی ہے، قرآن بھی ان کے پاس ہے، نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ سب کچھ ان کے پاس ہیں لیکن ہیں وہ پرلے درجے کے مردود۔ ہم جائیں تو کدھر جائیں۔ کوئی فرق کا پتہ ہی نہیں چل رہا کہ کھوٹا کیا ہے، کھرا کیا ہے۔ جھوٹا کون ہے اور سچا کون ہے۔

یحیٰ بن یعمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِمْيَرِيُّ حَاجَّيْنِ

میں اور حمید بن عبدالرحمٰن حج کرنے کے لئے مکہ شریف گئے۔

فَقُلْنَا لَوْ لَقِيْنَا اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

ہم نے کہا کہ کاش ہمیں کوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی مل جائے۔

فَسَاَلْنَاهُ عَمَّا يَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ فِي الْقَدَرِ

ہم ان سے اس کے بارے میں پوچھیں گے کہ وہ ان لوگوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔

فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا دَاخِلًا الْمَسْجِدَ

ہمیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد میں داخل ہوتے ہوئے مل

Marfat.com

گئے۔

ہم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو گھیرے میں لیا اور کہا اے ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ ہمارا مسئلہ حل کرو۔ ہم نے انہیں ان لوگوں کا تعارف کروایا۔

قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ

ہمارے ہاں کچھ لوگ ظاہر ہوئے ہیں۔

يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ

وہ قرآن مجید پڑھتے ہیں۔

اب ان لوگوں کا تعارف کروا رہے ہیں کہ وہ قرآن کو ماننے والے ہیں اور اس کی تلاوت کرنے والے ہیں۔

وَيَتَقَفَّرُوْنَ الْعِلْمَ

اور قرآن مجید کے بڑے عاشق ہیں، پڑھاتے بھی ہیں۔

وَذَكَرَ مِنْ شَأْنِهِمْ

اور ان کے ایک عقیدے کا ذکر کیا

أَنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ أَنْ لَّا قَدَرَ

وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم تقدیر نہیں مانتے۔

وَأَنَّ الْأَمْرَ أُنُفٌ

یعنی ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جب کوئی واقعہ ہو جائے تو جیسے ہمیں پتہ چلتا ہے ایسے ہی رب کو بھی پتہ چلتا ہے۔ لیکن ہمارا تو عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ازل سے ہی پتا

Marfat.com

کچھ پتہ ہے۔

یہ قدریہ فرقے کی بنیاد تھی۔ انہوں نے بصرہ سے تبلیغ شروع کی۔ معبدالجھنی اس کا لیڈر رہے۔ ہاتھ میں قرآن ہے، حدیث ہے، نماز ہے، روزہ ہے، حج ہے، زکوٰۃ ہے لیکن وہ ہیں دین کے چور۔ اب امتیاز کی ضرورت تھی۔

اگر یہ ہوتا کہ کلمہ کافی ہے تو اب یہاں کلمے کے سائے میں ایسے بھی منحوس آگئے جن سے امتیاز ضروری تھا۔ جب کہیں کسی مشترکہ کام میں کوئی گڑبڑ ہو جائے تو فوراً اپنے کھاتے جدا کر لیتے ہو کہ میری کمپنی کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے تاکہ اس کے گناہ میرے اوپر نہ پڑ جائیں۔

یہ سبب تھا کہ جب اس کلمے کی چھتری کے نیچے صحابہ کے زمانہ میں ایسے مردود پیدا ہوگئے جو نمازی بھی ہیں، روزے دار بھی ہیں، سب کچھ ہے مگر انہوں نے کہا کہ ہم تقدیر نہیں مانتے۔

اَنَّ الْاَمْرَ اُنُفٌ

جب حادثہ ہو تو جیسے ہمیں پتہ چلتا ہے ایسے ہی ہمارے رب کو بھی پتہ چلتا ہے۔

ازل میں کچھ بھی نہیں لکھا ہوا۔ یہ ان لوگوں کی خرابی تھی جس کی بنیاد پر صحابہ کرام نے اس کو برداشت نہیں کیا۔ نہ ان کا کلمہ دیکھا ہے، نہ ان کی نماز دیکھی ہے، نہ ان کا روزہ دیکھا ہے اور نہ ان کا حج دیکھا ہے۔

میں پوری ذمہ داری کے ساتھ مسلم کے حوالے سے بات کر رہا

Marfat.com

ہوں۔ اگر کوئی شخص مجھے **Narrow Minded** کہتا ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما کو تو نہیں کہہ سکتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے ان لوگوں کی علامتیں بیان کی گئیں تو انہوں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا بلکہ انہوں نے فوراً اپنا فتویٰ دیا۔

وَاِذَا لَقِيْتَ اُولٰئِكَ

مجھ سے پوچھنے والو جاؤ اور جب جا کے تم ان سے ملو۔

فَاَخْبِرْهُمْ اَنِّيْ بَرِيْئٌ مِنْهُمْ

ان کو کہہ دو کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تم سے بے زاری کا اعلان کر دیا ہے۔

چونکہ اس وقت ان کی حیثیت ایسی تھی کہ شرق و غرب تک ان کا فتویٰ چلتا تھا۔ انکا مطلب تھا بصرہ والے خواہ مخواہ انکا نام استعمال نہ کرتے رہیں۔ میں صحابی ہوں۔ میں نے صفہ پہ بیٹھ کے پڑھا ہے اور مجھے پتہ ہے کہ چور کی چوری سے برأت کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

جاؤ ان سے کہہ دو میرا ایسے توحید پرستوں سے کوئی تعلق نہیں ہے جو میرے رب کی تقدیر کو نہیں مانتے، میں ان کی نماز کو نماز نہیں سمجھتا، میں ان کے روزے کو روزہ نہیں سمجھتا، میں ان کے حج کو حج نہیں سمجھتا۔ جاؤ ان سے کہہ دو میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور ان کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

دونوں لفظ آپ نے بول دیئے ہیں کہ میں ان سے بری ہوں، وہ مجھ سے بری ہیں۔ جس وقت آپ نے یہ لفظ بولے تو ساتھ ہی فرمایا

Marfat.com

وَالَّذِیْ یَحْلِفُ بِہٖ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا

وہ بات جو میں حلفیہ کہہ سکتا ہوں وہ یہ ہے:

لَوْ اَنَّ لِاَحَدِھِمْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا فَاَنْفَقَہٗ مَا قَبِلَ اللّٰہُ مِنْہُ حَتّٰی یُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ

مسلم شریف: ۱/۲۷

اگر ان قدریوں میں سے ایک بندے کے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہو اور پھر وہ اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے وہ قبول نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ قدر کو مان لیں۔

یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر وہ تقدیر کے مسئلہ کے عوض میں احد پہاڑ جتنا سونا بھی لے کر آجائیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اس احد پہاڑ جتنے سونے کو قبول نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ تقدیر پر ایمان لے آئیں۔

اب یہاں پر تو کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو ہی نہیں سکتا لیکن بطور فرض اگر ان کے پاس اتنا سونا ہو اور وہ تقدیر کے عوض میں دے دیں کہ جہنم سے بچنا چاہیں تو نہیں بچ سکیں گے، حالانکہ نمازی ہیں، روزے دار ہیں۔

کیوں؟ اس واسطے کہ انہوں نے ضروریات دین میں سے ایک کا انکار کر دیا۔ ضروریات دین میں سے جب کوئی ایک کا انکار کر دے تو باقی ساری چیزیں منفی ہو جاتی ہیں۔ ایک بندہ دن میں ہزار سجدے رب کو کرے اور شام کے وقت ایک سجدہ بت کو کر دے تو کیا ہزار کا کوئی فائدہ رہ جائے گا؟ سب کچھ ختم ہو جائے گا،

Marfat.com

پانی پھر جائے گا۔

ایسے ہی جس نے اصول دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار کر دیا تو اس کا دین دین نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس وقت ان سے برأت کا اعلان کر دیا کہ ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس انقطاع تعلق کو جس وقت عام لوگوں میں رائج کیا گیا تو وہاں سے حق والوں نے اپنے آپ کو اہلسنت و جماعت کہلوانا شروع کر دیا۔ بظاہر کلمہ کے لحاظ سے تو کوئی فرق نظر نہیں آیا حالانکہ وہ جہنمی ہیں۔ اسی طرح جو دیگر گمراہ فرقے پیدا ہو گئے۔ کلمہ پڑھنے والوں میں سے ایسے لوگ پیدا ہو گئے۔ جو جھوٹے تھے، غلط تھے اور دین کے چور تھے اب ان سے اپنے آپ کو بری ظاہر کرنے کے لئے متقدمین نے اپنے آپ کو اہلسنت و جماعت کہلوانا شروع کر دیا۔

یہ اصل وجہ ہے کہ اہلسنت کہلوانا کیوں ضروری ہوا۔ ہمارا انٹرنیشنل تعارف یہی ہے کہ ہم مسلم ہیں مومن ہیں مگر اندر سے جو ملت کے بدن کو گھن کھا رہا تھا اور اسکے وجود کو، اسکے تشخص کو جو لوگ ختم کرنا چاہتے تھے۔ اگر صحابہ سے لے کر ہمارے اسلاف امتیاز پیدا نہ کرتے تو اسلام کو کتنا نقصان ہو جاتا۔ یہ سب کے ذمے لگ جاتا کہ مسلمانوں کے ایسے ہی عقیدے ہوتے ہیں۔ جس وقت اس لحہ متقدمین نے امتیاز شروع کر دیا اور اپنے آپ کو اہلسنت کہلوایا تو پتہ چل گیا کہ یہ عقائد اوروں کے ہیں۔ مسلمان جن کو سواد اعظم کہا جاتا ہے اور اہلسنت و جماعت کہا جاتا ہے۔ وہ اللہ کی تقدیر کو ماننے والے ہیں اور رب ذوالجلال کی باقی ساری صفات کو اپنے دل و

Marfat.com

جان سے تسلیم کرنے والے ہیں۔

اس ایک حوالے سے یقیناً آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ کلمہ سے تعارف کافی نہ رہا بلکہ ایسے کلمہ گو بہروپیے لوگوں سے امتیاز کیلئے ایک مزید تعارف بنایا گیا اور وہ رسول اکرم ﷺ کی حدیث شریف کے اندر موجود تھا پھر اس کو رائج کر دیا گیا۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قول ہے، وہ فرماتے ہیں:

اذا مَالَ الْقَلْبُ اِلَی الْجَوْرِ اَحَبَّ اَهْلَهٗ اِذَا مَالَ الْقَلْبُ اِلَی الْحَقِّ عُرِفَ اَهْلُهٗ وَكَانَ بِهِمْ وَلِيًّا (اشارات المرام۔۳۸)

اگر کوئی بندہ ظلم سے محبت کرتا ہے تو وہ ظالم سے محبت کرتا ہے اور اگر کوئی حق سے محبت کرتا ہے تو حق والوں سے محبت کرتا ہے اور انکا مددگار بن جاتا ہے۔

یعنی اگر کوئی ظلم سے محبت کرتا ہے تو پھر وہ ظالم سے بھی محبت کرتا ہے اور اگر کوئی بندہ حق سے محبت کرتا ہے تو حق والوں سے بھی کرتا ہے اور ان کا ساتھی بن جاتا ہے۔ اس جملے کے بارے میں لوگوں نے کہا کہ امام صاحب اپنے الفاظ میں یہ واضح کر رہے ہیں کہ جب ظلم شروع ہو گیا کہ کہیں تعطیل یعنی معطلہ فرقے والے جو اللہ تعالیٰ کو معطل مانتے ہیں ہے اور کہیں تجسید جو اللہ تعالیٰ کا جسم مانتے ہیں ہے۔ ایسے قول کے جارہے ہیں۔ اگر ایمان والو تمہارا پیار اہلسنت سے ہے تو پھر اہلسنت کے ساتھ ہو جاؤ۔

لفظ اہلسنت اپنے اوپر استعمال کرو، اہلسنت کہلواؤ، جب تم حق والوں سے پیار کرتے ہو تو پھر اپنے آپ کو حق والوں کے پلڑے میں شمار بھی کیا کرو۔

Marfat.com

حضرت امام بیاضی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب اشارات الرام من عبارات الامام کے صفحے ۴۳ پر یہ لکھا ہے۔ جس وقت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اس رسالہ میں کہہ دیا:

اِعْلَمْ اَنَّ اَفْضَلَ مَا عَلِمْتُمْ وَمَا تُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السُّنَّۃُ

جان لو کہ سب سے اچھی چیز جو تم نے خود پڑھی اور لوگوں کو پڑھاتے ہو وہ سنت ہے۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام بیاضی علیہ الرحمۃ نے کہا کہ:

فِیْہِ اِشَارَۃٌ اِلَی وَجْہِ التَّسْمِیَۃِ بِاَھْلِ السُّنَّۃِ

اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ اپنا نام اہلسنت رکھ لو۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ یعنی تابعین کے زمانہ سے اس لفظ کی پھر وضاحت شروع ہوگئی اور جہاں تک نام کا تعلق ہے تو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ

اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ ہم اس نام کو Reject نہیں کرتے، ٹھکراتے نہیں ہیں۔

مسلمان ہمارا وقار ہے لیکن تعارف وقت کے لحاظ سے ہوتا ہے اور تعارف جہت جہت کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ کبھی بہت بڑا تعارف کام نہیں دیتا کیونکہ اس وقت دوسرے تعارف کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کی واضح مثال ترمذی شریف

Marfat.com

کی حدیث ہے۔

قَامَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ مَنْ اَنَا

ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے حمد و ثناء کے بعد پوچھا۔ اے میرے صحابہ کرام! میں کون ہوں؟

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا

اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ اللہ کے رسول ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول کہنا، ہمیشہ کہا جاتا تھا اور ہمیشہ کہا جاتا ہے لیکن اس دن کچھ پس منظر اور تھا اس جلسے کے موضوع کا سبب اور تھا۔ پیچھے تحریک کوئی اور تھی۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی:

اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے رسول ہیں۔

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جواب پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنا جواب دیا، فرمایا:

اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبْ ترمذی: ح ۳۶۰۸

میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، اباجان عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں، دادا جان عبدالمطلب رضی اللہ عنہ ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ تو قرآن میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمائے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سورۃ فتح: ۲۹

اب تعارف کیلئے انت رسول اللہ کافی تھا، اکتفا کر جاتے کہ

Marfat.com

صحابہ تم نے مجھے وہ کہا جو مجھے میرا رب کہتا ہے لیکن آج مجھے ایک اور تعارف کی ضرورت ہے۔ منافقین نے میرے گھرانے پر تنقید کی ہے تو میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں تو پھر بھی عظیم ہوں اور محمد بن عبداللہ ہوا، تو پھر بھی عظیم ہوں۔

اب جو ہمارے محبوب ﷺ کا انٹرنیشنل تعارف ہے محمد رسول اللہ ﷺ اس کے ہوتے ہوئے بھی نئے تعارف کی ضرورت پڑی اور اس کو جائز سمجھا گیا اور نبی اکرم ﷺ نے اپنی زبان سے خود بیان کیا۔ اس واسطے ہمیں بھی قرآنی تعارف سے انکار نہیں ہے، ہم مسلمان ہیں، مومن ہیں۔ مگر جب کلمہ پڑھ کر بھی گمراہ رہنے والوں سے جدا شناخت کی ضرورت ہے تو ہمیں سنی بھی کہلوانا پڑے گا۔ یہ وقت کی ضرورت ہے۔ یہ قرآن وسنت سے ہمارے دلائل ہیں۔

جامع ترمذی میں رسول اکرم ﷺ نے واضح طور پر یہ ارشاد فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ لوگ مجھے صرف رسول کہہ کر ہی عظیم نہ سمجھیں۔ میرے ابا جی جیسا کسی کا باپ نہیں ہے اور میرے دادا جیسا کسی کا دادا نہیں ہے پھر اپنا پورا نسب بیان کر دیا، فرمایا:

فَجَعَلَنِیْ فِیْ خَیْرِهِمْ بَیْتًا وَخَیْرِهِمْ نَفْسًا

لوگو! اس دنیا میں میری ذات تو ذات رہی میرے گھر جیسا کسی کا گھر نہیں بنایا۔

اب ان الفاظ کے ساتھ یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کیساتھ آپ کا تعارف کروایا

Marfat.com

گیا تو تعارف کافی تھا اور بڑا تعارف تھا لیکن دوسرے تعارف کی چونکہ ضرورت تھی اس واسطے وہ کروایا گیا۔ ایسے ہی ہم مسلمان ہیں، مومن ہیں لیکن جس وقت ایسی گڑبڑ ہوئی تو اس وقت یہ فرض ہو گیا کہ ہم اپنی شناخت اس لحاظ سے بھی کروائیں جس لحاظ نے شروع سے شناخت کی جا رہی ہے۔

یہاں ایک بات صوفیاء کے لحاظ سے بھی بیان کرنا چاہتا ہوں۔

نمبر 1-

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر صوفی کون ہوگا۔ ان سے بڑا ولی کون ہوگا انہوں نے خود فرمایا:

اَمَّا الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ فَهِيَ اَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ غنیۃ الطالبین: ۱۲۱

کہ نجات والوں کا نام اہلسنت و جماعت ہے۔

یہ نام غوث پاک رضی اللہ عنہ نے ضروری سمجھا۔ اگر یہ نام جائز نہ ہوتا تو حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کیوں لیتے اگر اس کا استعمال قبیح ہوتا، قرآن وسنت کے خلاف ہوتا تو غوث پاک رضی اللہ عنہ کیوں ایسا کرتے۔ انہوں نے کہا کہ نجات والے اہلسنت و جماعت ہیں۔

نمبر 2-

خطہ پاک و ہند میں سجدوں کے بیج بونے والے حضرت داتا گنج بخش ہجویری رضی اللہ عنہ کشف المحجوب میں: جس وقت ایمان کا مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہوتا ہے۔ زبان سے تو اقرار کیا جاتا ہے۔ اس کو بیان کرتے

Marfat.com

ہوئے کہنے لگے:

اتفاق است میان اھل سنۃ وجماعۃ

کشف المحجوب: ۳۱۳

یہ سارے اہلسنت وجماعت کا اتفاقی عقیدہ ہے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کو جس ٹائٹل کی ضرورت ہے ہم اس سے بے نیاز کیسے ہو سکتے ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ اگر اپنے آپ کو اہلسنت کہلوائیں تو وہ کسی طرح تنگ نظر نہیں تو ہم کیسے ہوں گے۔ وہ جس راستے پر چل کے ولی بنے ہیں اور جنتی بنے ہم نے تو اسی راستے کو اہلسنت وجماعت سمجھا ہے۔

لہٰذا وہ اس راستے پر چلے ہیں اور انہوں نے اپنے آپ کو اہلسنت کہلوایا ہے۔ یہ اہل حق کا شروع سے لے کر آج تک شعور رہا ہے۔ یہ لفظ باقاعدہ بولا جاتا رہا۔ لہٰذا ان لوگوں کی سوچ غلط ہے جو یہ کہتے کہ دین دریا ہے اور مسالک بہتی نہریں ہیں۔ لوگوں نے دریا کو چھوڑ کر نہروں کو بچانا شروع کر دیا۔ انہوں نے ہمارے فرقے کو نہر کہا، ہماری جماعت کو نہر کہا اب میں کہتا ہوں کہ ہم نہر نہیں بلکہ ہم بحر ہیں۔ ہم وہ سمندر ہیں کہ جس کو اسلام بھی کہا جاتا ہے اور آج اسی کو اہلسنت بھی کہا جاتا ہے۔

اگر دین دریا ہو اور مسالک نہریں ہوں تو پھر مطلب یہ بنے گا کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ ساری عمر نہر پر ہی بیٹھے رہے، دریا کا پتہ ہی نہ چلا اور داتا صاحب رضی اللہ عنہ نہر پہ ہی بیٹھے رہے، دریا کا پتہ ہی نہ چلا۔ اہلسنت نہر کا نام نہیں ہے بلکہ اہلسنت بحر کا نام ہے۔ سمندر کا نام ہے۔ اس واسطے کہ ولیوں نے بھی اپنا تعارف

Marfat.com

اسی نام سے کروایا ہے۔

نمبر 3۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا قلم جب اٹھتا ہے تو کمال کرتا ہے۔ آپ نے مکتوبات شریف جلد ا جز دوم صفحہ ۲۷ پر فرمایا ہے:

شك نيست كه فرقة ملتزم اتباع اصحاب ان سرور ﷺ اهل سنة وجماعت اند

مجدد الف ثانی کو مخالفین اپنی کتابوں میں سید الطائفہ لکھتے ہیں کہ سارے ولیوں کے سردار مجدد ہیں۔ وہ مجدد جو ولیوں کے سردار ہیں ان کی بات بھی تو ولیوں والی ہے اس کو بھی ماننا چاہیے۔ حدیث شریف میں جو نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ حق والے وہ ہیں:

مَآ اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِىْ

جن کا راستہ میرا اور میرے صحابہ کا ہے۔

مجدد الف ثانی فرماتے ہیں۔

اگر لوگوں کو پتہ نہ ہو تو میں بتاتا ہوں کہ جو راستہ صحابہ کا ہے اس کو اہلسنت کہا جاتا ہے۔

- مکتوبات میں ان کے یہ الفاظ ہیں:

ملتزم اتباع آن سرور ﷺ

سرکار ﷺ کی اتباع جو کی کرتے ہیں، وہ کون ہیں؟

Marfat.com

اہلسنت وجماعت اند

اہلسنت وجماعت ہیں۔

اس کے ساتھ فرماتے ہیں:

فَهُمُ الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ

یہی فرقہ ناجیہ ہے، یہی نجات والے ہیں۔

مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنا نجات والا ہونا ہی بیان نہیں کیا، بلکہ ساتھ جھوٹوں کو جھوٹا بھی اس انداز میں کہا ہے، فرمانے لگے:

وَالْحَقُّ مَا حَقَّقَهُ الْعُلَمَاءُ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَا سِوَى ذَالِكَ اَمَّا زَنْدَقَةٌ وَاِلْحَادٌ اَوْ سُكْرُوَقْتٍ وَغَلْبَةُ حَالٍ مکتوبات شریف جلد ۱ جز اول ۸۱

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ برصغیر کے وہ صوفی ہیں جنہوں نے اپنے دور میں سب سے بڑی روشن خیالی جو نام نہاد روشن خیالی تھی۔ اکبر کے دین الٰہی کا جنازہ نکالا اور دو قومی نظریے کی فصل کاشت کی جس کا پھل پاکستان کی شکل میں برآمد ہوا۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمیہ کی تعلیمات میں یہ موجود ہے، وہ فرماتے ہیں:

کہ حق اہلسنت کے پاس ہے اور اس کے سوا وہ زندقہ اور الحاد ہے اس کو کبھی حق کے ساتھ تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔

مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

بیان اعتقاد صحیح کہ ماخود از کتاب و سنت است بروفق آرائے صائبہ اہلسنت و جماعت

Marfat.com

مکتوبات شریف (جلد:1 جزو:5۔ صفحہ:47)

قرآن وسنت سے اگر سچا عقیدہ سمجھنا ہے تو اس کو اہلسنت کہا جائے گا۔

یہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے اقوال ہیں کہ جن کی شخصیت کو بالاتفاق مانا جاتا ہے اور ویسے بھی یہ ہمارے حق پر ہونے کی دلیل بھی ہے کہ جن لوگوں کا آج ہمارے ساتھ جھگڑا ہے۔ میں یہ بانگ دھل کہتا ہوں اگر ان کے پلے کچھ ہے تو جب تاریخ کے ماتھے پر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ہمارے تھے ان کے Standard اور انکے درجے کا وہ بھی اپنا کوئی دکھائیں۔

جب اس صفحہ ہستی پر داتا صاحب ہمارے تھے تو ان کے درجہ کا وہ بھی اپنا کوئی دکھائیں اور جب اس دھرتی کے اوپر اپنا کردار فضل حق خیر آبادی ادا کر رہے تھے ان کے مرتبے کا اگر کوئی ہے تو دکھائیں۔ اگر نہیں تو ماننا پڑے گا کہ ساری تاریخ ہمارے پھولوں سے سجی ہوئی ہے۔

نمبر 4:-

یہ بات بھی بڑی قابل غور ہے کہ ہم اہلسنت کہلوانا لازم سمجھتے ہیں۔ ہم ان کو صوفی نہیں سمجھتے جو اپنے آپ کو اہلسنت نہیں کہلواتے یا اہلسنت کے مسلک کا پرچار نہیں کرتے، وہ صوفی کیسے ہو سکتے ہیں۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے ولی تھے۔ وہ خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمۃ کہ جن کا ذکر مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مکتوبات شریف میں مکتوب نمبر ۱۹۳ صفحہ ۱۰۷ پر کیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

Marfat.com

کہ حضرت عبید اللہ احرار علیہ الرحمۃ کہا کرتے تھے:

اگر تمام احوال و مواجید رابما دهند و حقیقت مارا بعقائد اهلسنة وجماعة متحلی نه سازند جز خرابی هیچ نمیدانیم

اگر لوگ میری ساری کرامتیں بیان کریں اور میرے بڑے بڑے فضائل بیان کریں مگر مجھے سنی نہ کہیں تو میں کہوں گا کہ انہوں نے میری خرابی بیان کی، خوبی بیان نہیں کی۔

یعنی میری ساری کرامتیں تو بیان کریں مگر مجھے سنی نہ کہیں تو میں سمجھوں گا کہ لوگوں نے میرا تعارف نہیں کروایا بلکہ لوگوں نے میری توہین کی ہے، پھر فرمانے لگے:

اگر تمام خرابیهارا برما جمع کندو حقیقت مارا بعقائد اهلسنة و جماعة بنو ازند هیچ باکے نداریم

اگر لوگ ہر لحاظ سے مجھ میں خرابیاں اکٹھی کردیں، ہر عیب مجھے لگائیں لیکن

وحقیقت مارابعقائد اهلسنةوجماعة بنو ازند

مجھے اہلسنت و جماعت کے ساتھ موصوف کریں

یعنی مجھے جو کچھ وہ کہیں۔ ان کی مرضی ہے جو کہیں۔ مگر ساتھ مجھے سنی کہیں۔ سب کچھ بیان کرکے کہیں عبید اللہ سنی پکا ہے۔

تو فرماتے ہیں:

هیچ باکے نداریم

مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔

Marfat.com

یہ ان کا انداز ہے اور اپنے آپ کو سنی کہلوانا لازم سمجھا ہے۔ یہ ان کی عاجزی و انکساری کا انداز ہے۔ وہ خوبیوں کے مرکز ہیں، فضائل کا گلدستہ ہیں لیکن یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ اگر ہماری خوبی بیان کرنی ہے، تو ہمارے عقیدے کے لحاظ سے کرو۔ یہ اہلسنت کی تعبیر و تشریح ہے کہ جس کو ولیوں نے بھی اپنے لئے ہر دور میں لازم سمجھا ہے۔

نمبر 5-

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا یہ فرمان اشعۃ اللمعات میں موجود ہے، آپ فرماتے ہیں:

سواد اعظم را دین اسلام مذھب اھلسنت وجماعت است

اشعۃ اللمعات: ۱/۱۴۱

بڑی جماعت کا دین اسلام ہے مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔

اختصار سے اولیاء و صوفیاء کے پانچ حوالہ جات آپ کے سامنے میں نے بیان کئے۔ اب لفظ اہلسنت کی Definition اور وضاحت کی تھوڑی سی ضرورت ہے۔

آپ کو اجمالی تعریف کا پتہ چلا کہ اہلسنت وہ ہوتے ہیں جو اس طریقے پر ہوں جو صحابہ کرام کا ہے، پھر وقت کے لحاظ سے اس تعارف میں اضافہ بھی ہوتا رہا۔ مثلاً امام اعظم رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا تو پوچھا گیا کہ اہلسنت کس کو کہا جاتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا جو شخص حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو باقی سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل جانے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں داماد حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو محبوب بنائے اور تیسرے نمبر پر وہ

Marfat.com

موزوں پر مسح کرے۔ یہ تینوں علامتیں جس میں پائی جائیں اس کو سنی کہا جاتا ہے۔

چونکہ ان کے لحاظ سے اس وقت بغاوت ہو رہی تھی، غداری ہو رہی تھی تو آپ نے یہ ضروری سمجھا کہ شیخین کو سامنے لایا جائے اور آپ ﷺ کے دامادوں کا ذکر کیا جائے۔

جس دور سے گزرتے ہوئے بریلی کے تاجدار امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے حق پر پہرہ دیا ہے۔ اب اس دور میں علامت کے لحاظ سے سنی اس کو کہا جائے گا جو یہ نعرہ لگائے۔

عشق مصطفیٰ ﷺ تو ایمان ہے ایمان کی جان ہے جان کا چین ہے اور چین کا سامان ہے۔

جس وقت رسول اکرم ﷺ کی محبت کے لحاظ سے اس درجہ پر پہنچا ہوا ہو کہ سرکار ﷺ کی ذات کی طرف کسی معمولی عیب کو منسوب کرنا حرام سمجھتا ہو اور اگر کوئی کرے تو اس کا رد کرتا ہو۔ اس کے دل کا جذبہ ایسے معاملہ میں بھڑک اٹھتا ہو اس بندے کو عرف میں سنی کہا جاتا ہے۔

ہم اہل سنت ہیں اہل فرض نہیں

الفاظ اہلسنت و جماعت میں بڑی وضاحتیں ہیں۔

عمومی طور پر بندہ سوچے تو سنت سے فرض کا مرتبہ بڑا ہے۔ فرائض زیادہ ضروری ہوتے ہیں۔ سنت اس کے مقابلے میں کم ضروری ہوتی ہے تو جو بڑی ضروری چیز ہو نام اس کے لحاظ سے ہونا چاہیے تھا۔ یعنی ہمارا نام ہوتا اہل فرض و جماعت لیکن ہمارا نام اہلسنت و جماعت ہے۔ ایسے ہی سنت سے واجب کا مرتبہ بھی بڑا ہے تو ہمارا

Marfat.com

نام ہوتا اہل واجب و جماعت لیکن ہمارا نام اہل واجب و جماعت نہیں ہے بلکہ اہلسنت و جماعت ہے۔ اہلسنت و جماعت ہی نام رکھنا کیوں ضروری ہے۔

اصل میں سبب یہ ہے کہ لفظ سنت ایسا لفظ ہے کہ اس کے سوا کوئی اور لفظ اس مقام پہ ساری ضرورتیں پوری نہیں کرتا۔ کیونکہ لفظ فرض فرائض کو شامل ہے لیکن سنت کو شامل نہیں ہے یہاں لفظ سنت جس معنی میں بولا جارہا ہے وہ سنت کو بھی شامل ہے، واجب کو بھی شامل اور فرض کو بھی شامل ہے۔

سنت سے مراد یہ نہیں ہے کہ جو فرض کے مقابلے میں ہو کہ یہ فرض ہے اور یہ سنت ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اشعۃ اللمعات میں فرمایا سنت سے مراد ہے:

اَلطَّرِيْقَةُ الْمَسْلُوْكَةُ فِي الدِّيْنِ اشعۃ للمعات: ۱/۲۳۳

دین میں رائج طریقہ۔

مطلب یہ بنا کہ سنت سے شریعت مراد ہے۔ سنت سے مراد ہے دین۔ اب دین میں فرض بھی ہے اور دین میں واجب بھی ہے اور دین میں نفل بھی ہے۔ لیکن فرض میں صرف فرض آئے گا سنت نہیں آئے گی۔ اگر ہوتا اہل فرض و جماعت تو معنی یہ بنتا کہ جماعت فرائض کی تو علمبردار ہے باقی واجبات یا سنتوں کو نہیں مانتی یا اس پر عمل نہیں کرتی، پھر کام ادھورا رہ جاتا۔ ہم جس وقت کہتے ہیں اہلسنت و جماعت۔ تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ فرض سے لے کر مستحب تک سب کو مانتے بھی ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔

یہ لفظ سنت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود استعمال کیا:

Marfat.com

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ ۚ سورۃ مومن:۸۵

اللہ کی سنت جو بندوں کے بارے میں گزر گئی۔

اب اس سنت سے مراد وہ نہیں جو فرض کے مقابلے میں سنت ہو بلکہ اس سے مراد اللہ کا طریقہ ہے۔تو سنت الٰہی جس معنیٰ میں استعمال ہوا ہے وہ فرض کو بھی شامل ہے، واجب کو بھی شامل ہے۔سب کو یہ لفظ شامل ہے۔اس واسطے ہم اپنے آپ کو اہلسنت و جماعت کہتے ہیں، اہل فرض یا واجب یا نفل نہیں کہتے۔

قرآن مجید میں جو لفظ سنت آیا ہے اس کا اور مفہوم ہے اور فرض کے مقابلے میں جو لفظ سنت ہے اس کا اور مفہوم ہے۔اگر ہمارا نام اہل قرآن ہوتا تو پھر اسمیں بالخصوص سنت کا تذکرہ نہ ہوتا لیکن جو سنت کا مطلب ہم لے رہے ہیں اور جو مشائخ نے لیا ہے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس سنت میں سنت بھی ہے، قرآن بھی ہے۔ جب دین کا سارا راستہ سنت کہلاتا ہے تو وہ راستہ قرآن ہی ہے۔

لہٰذا قرآن بھی سنت اور سنت بھی سنت۔ یہ سارے کا سارا سلسلہ ایک لفظ سنت کا ہے جس نے کوزے میں دریا کو بند کر دیا ہے۔صرف دریا ہی نہیں سارے سمندر کو بھی بند کر دیا ہے۔یہ وہ لفظ ہے جس نے فرض، واجب، نفل، قرآن بلکہ سارے دین کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور اللہ نے یہ تاج ہمارے سروں کو عطا فرمایا ہے۔

اس کے ساتھ ہی ایک نیا نام لوگوں نے نکالا تھا ان کا شوق ہے جہاں کوئی اچھا نام، بڑی سیٹ ہو، ہم اپنے نام لگوالیں۔ ہم کہتے ہیں ہم اہلسنت ہیں اور ہم

Marfat.com

مسلک میں اہلحدیث نہیں ہیں۔ ہم اہلسنت ہیں ہمیں امتیاز کی ضرورت ہے کہ جیسے ہم اہل فرض، واجب، نفل نہیں ہیں ایسے ہی ہم عوامی طور پر مسلک کے لحاظ سے اہلحدیث بھی نہیں ہیں۔

اہلحدیث وہ بنے گا جو سالہا سال حدیث پڑھ کر علم حدیث میں ماہر بنے گا اس امام کو اہلحدیث کہا جائے گا۔ جس شخص کو حدیث کی قسموں کے نام بھی نہ آتے ہوں اس کو اہلحدیث کہنا بڑا ظلم ہے۔ اس واسطے ہم اس نقطہ پر قائم ہیں جس میں ریڑھی لگانے والے بھی اپنا نام رکھوا سکیں، اب ریڑھی لگانے والا سنی تو ہو سکتا ہے مگر اہلحدیث نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اہلحدیث تو وہ ہوتا ہے جو محدث ہو۔

اس واسطے بھائیو! ہم اہلسنت ہیں اہلحدیث نہیں ہیں کیونکہ اہل حدیث ہونا علمی منصب ہے جس طرح نحوی کو اہل نحو کہا جاتا ہے صرفی کو اہل صرف کہا جاتا ہے اور صوفی کو اہل تصوف کہا جاتا ہے اسی طرح جس نے حدیث میں عمر گزاری ہو اس محدث کو اہلحدیث کہا جاتا ہے۔

اس واسطے کہ سنت اور حدیث میں فرق ہے۔ حدیث اور چیز ہے اور سنت اور چیز ہے۔ سنت ہے: اَلطَّرِيْقَةُ الْمَسْلُوْكَةُ فِي الدِّيْنِ اور حدیث ہے رسول اکرم ﷺ کا قول، فعل، تقریر اور حدیث میں یہ ضروری نہیں کہ جو حدیث ہو وہ سنت بھی ہو۔ عرینہ والوں کا بخاری میں ذکر ہے جنہیں اونٹوں کا پیشاب پلایا گیا۔ وہ حدیث تو ہے مگر سنت نہیں ہے۔ چار سے زائد عورتوں کے ساتھ شادی کرنا حدیث تو ہے مگر امت کے لیے وہ سنت نہیں ہے۔ اگر کوئی بندہ اپنے آپ کو عملاً اہلحدیث کہتا

Marfat.com

ہے تو ممکن ہی نہیں کہ وہ اہلحدیث بن سکے۔ چونکہ حدیث متروک بھی ہے، حدیث میں تخصیص بھی ہے اور حدیث میں امتیازات بھی ہیں۔ یہ ہر ایک کے بس کی بات ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ اگر ہم اسے علم کے لحاظ سے لیتے ہیں تو ہر بندہ علم کے لحاظ سے بھی اہلحدیث نہیں ہو سکتا۔ ان کے بڑے بڑے اس لائق نہیں کہ ان کو محدث کہا جا سکے تو ریڑھی لگانے والے کیسے اہلحدیث ہو سکتے ہیں۔

اس واسطے یہ نام اہلسنت و جماعت ہے جو مسلک اور عقیدے کی پہچان کرواتا ہے۔ یہی سبب تھا کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ جامع ترمذی:۲۶۷۶

یعنی تم پر میری سنت لازم ہے اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔

یہ نہیں فرمایا کہ تم پر میری حدیث لازم ہے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي

تم پر میری سنت لازم ہے۔

کیونکہ سنت وہ ہے کہ جس کی رجسٹریشن عمل کے لئے کی گئی ہے کہ عمل کے لحاظ سے یہ راستہ ہے۔ محدث تو حدیث وہ بھی پڑھے گا جو متروک ہو گئی تھی اور وہ بھی پڑھے گا جو منسوخ ہو گئی تھی۔ یعنی محدث تب بنے گا جب ساری حدیثیں آتی ہوں گی۔ لہٰذا حدیث علمی سوغات ہے یہ خاص لوگوں کیلئے ہے، یعنی وہ محدثین کے لیے ہے اور دین پہ عمل تو سب کیلئے لازم ہے خواہ محدث ہو یا غیر محدث اسلیے اہلسنت عوام و خواص پر بولا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

محتشم سامعین حضرات!

مقدمہ ابن صلاح اصول حدیث کی مشہور کتاب ہے۔ اس میں جہاں پر قبول حدیث کا ذکر ہو رہا تھا کہ کس کی حدیث قبول کریں گے اور کس کی نہیں کریں گے، وہاں وہ ذکر کرتے ہیں:

وَمِمَّنْ ذَالِكَ مِنْ اَهْلِ الْحَدِيْثِ اَبُوْبَكْرِنِ الْخَطِيْبُ (مقدمہ ابن صلاح: ۲۱۳)

جنہوں نے یہ قانون بیان کیا ہے ان اہل حدیثوں میں سے ایک ابوبکر الخطیب البغدادی ہیں۔

اب خطیب بغدادی کو ابن صلاح نے اہلحدیث کہا حالانکہ وہ شافعی ہیں، امام کے مقلد ہیں لیکن انہیں اہل حدیث کہا۔ کیونکہ انہوں نے متعدد جلدوں میں علوم حدیث میں کتابیں لکھی ہیں۔ ان کا مقام ہے، ان کا مرتبہ ہے۔ یہی خطیب بغدادی ہیں کہ جن کی کتابیں کچھ لوگ سی ڈی میں اٹھائے پھرتے ہیں اور ان پر اعتراض کر رہے ہیں حالانکہ ابن صلاح نے تو ان کو اہل حدیث کہا ہے یہ اگر اہل حدیث ہیں تو پھر خود اس پر اعتراض کیوں کرتے ہیں۔ بلکہ ابن صلاح نے انہیں اہل حدیث اس لئے کہا کہ اگر گننا چاہو گے کہ کس نے حدیث پر سب سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں تو تمہیں خطیب بغدادی کا نام چمکتے ہوئے ناموں میں نظر آئے گا۔ اہل حدیث ایسا ہوتا ہے۔

میں پورے وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ جامع ترمذی میں درجنوں بار یہ لفظ آیا ہے:

Marfat.com

قَالَ اَھْلُ الْحَدِیْثِ وَقَالَ اَصْحَابُ الْحَدِیْثِ

اھل حدیث کہتے ہیں اصحاب حدیث کہتے ہیں

کئی بار امام ترمذی نے یہ لفظ استعمال کیا ہے اور ایک بار بھی امام ترمذی نے کسی جاہل کیلئے نہیں بلکہ امام کیلئے استعمال کیا ہے۔

اب جامع ترمذی صحاح ستہ میں سے ہے انہوں نے اس میں لفظ اہلحدیث اور اصحاب حدیث استعمال کیا اور کہاں ذکر کیا جہاں ایک طرف ان کی رائے ہے اور دوسری طرف ایک اور امام کی رائے ہے۔ اماموں کی بات کرتے وقت ایک امام کو اہل حدیث سے تعبیر کر رہے ہیں تو گویا کہ انہوں نے کہا کہ جس نے اہل حدیث بننا ہو وہ سالہا سال کیلئے گھر سے چھٹی لے کر نکلے اور پڑھے پھر جا کے منصب کے لحاظ سے اہل حدیث بنے گا لیکن عقیدہ وعمل کے لحاظ سے پھر بھی اہلسنت ہوگا۔ کتنے سستے عہدے لوگوں نے حاصل کر لئے کہ جو منصب بڑی دیر کے بعد جا کے ملتا تھا انہوں نے گھر بیٹھے بیٹھے اپنے اوپر بھی اہل حدیث کا لیبل لگالیا کہ میں اہل حدیث ہوں۔

احمقوں کی کمی نہیں صاحب

ایک ڈھونڈھو ہزار ملتے ہیں

اب یہاں پر ان کے گھر کی بات بھی بہت ضروری ہے۔

1926ء میں روپڑ سے ایک کتاب چھپی تھی۔ روپڑ ایک علاقہ ہے جہاں کے رہنے والے روپڑی ہوتے ہیں۔ اس کتاب کا نام "اہل حدیث کی تعریف" ہے۔ اس میں انہوں نے اکیس تعریفیں اہل حدیث کی بیان کی ہیں۔ جس کو اپنے نام کی

Marfat.com

ت ایک تعریف پر یقین نہ آتا ہو اس کی حقیقت ان میں کیا موجود ہوگی۔ اب ہم اہلسنت ہیں ہمارے نزدیک اس کی جامع مانع تعریف ہے: یہ قول رسول ﷺ ہے

مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ

انہوں نے اس کتاب میں اکیس تعریفیں اہل حدیث کی بیان کی ہیں اور اکیس تعریفوں سے بھی دل مطمئن نہیں ہوا۔ اس کی بولی 1918 میں دی گئی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم دس ہزار انعام رکھ رہے ہیں کوئی بندہ اہل حدیث کی سچی تعریف کر کے دے پھر بھی وہ اس کی تعریف نہ کر سکے۔ لیکن حق والو تمہیں مبارک ہو اللہ نے تمہارا اہلسنت ہونا تمہارے ماتھوں پہ لکھ رکھا ہے۔ اس کتاب میں بھی ہماری بات موجود ہے۔

اس کتاب میں چوتھی تعریف اہل حدیث کی یہ ہے:

اہل حدیث اس کو کہتے ہیں جو قرآن شریف اور حدیث نبوی ﷺ کا بطور کلی ماہر ہو اور زبان عربی کی اصطلاحات اور قواعد زبان سے پورا واقف ہو تا کہ منشاء حدیث کے مطابق عمل کرنے یا ایسے کامل شخص کا متبع اور مقلد بن جائے۔ تب جا کے حدیث کی مطابقت والا نعرہ سچا ہوگا۔ (ص: ۷)

انہوں نے کہا کہ اس کے علاوہ کسی کو اہل حدیث نہیں کہہ سکتے۔ اب یہ کتنی زیادتی ہے کہ 1926ء میں جو تعریف تھی اس میں تو یہ ضروری تھا کہ قرآن صرف آتا ہی نہ ہو بلکہ ماہر بھی ہو یعنی صرف ترجمہ ہی نہ آتا ہو بلکہ وہ ناسخ منسوخ جانتا ہو، شان نزول جانتا ہو اور اسرار و رموز جانتا ہو، استنباط و اجتہاد کر سکتا ہو، ذخیرہ احادیث

Marfat.com

میں کمال حاصل ہو اور گرائمر کے لحاظ سے ماہر ہو۔ یہ ساری چیزیں ہوں تو پھر بندہ اپنا نام اہلحدیث رکھوا سکتا ہے ورنہ وہ جھوٹا ہو گا اور اہل حدیث کہلوانے کا مستحق نہیں ہوگا۔ اس کتاب کے مصنف حافظ عبداللہ امرتسری نے جو میں بات کر رہا تھا اس کی وضاحت کردی کہ بندہ عمل کے لحاظ سے اہل حدیث ہو ہی نہیں سکتا یہ علمی منصب ہے۔ اس کے بعد بندہ یا تو مجتہد بن جائے گا اگر مجتہد بنے تو اس کا اللہ کے فضل سے ایک مقام ہے اور اگر مجتہد نہ بن سکا تو پھر بھی گزارہ تقلید کے بغیر نہیں ہوگا۔

مگر اہل حدیث کہلوانے کے لئے انہوں نے جو چار شرطیں بیان کی ہیں وہ آج ان میں سے کسی میں بھی نہیں پائی جاتیں حالانکہ وہ نام یہ رکھوار ہے ہیں۔ جبکہ اسلاف نے یہ نام ان شرطوں کے مطابق جائز قرار دیا تھا۔ ایسے ہی اس کتاب کے صفحہ نمبر 19 پر جو تعریف کی اس میں بھی یہ کہا گیا کہ

احادیث کو جمع کرنے والوں کا نام اصحاب حدیث ہے جس کا دوسرا لقب اہلحدیث ہے۔ اہلحدیث کی تعریف: ص 19

جو بندہ جامع الاحادیث ہو اور حدیث کی کتابیں لکھے، حدیث جمع کرے، سندیں بیان کرے، زندگی اس میں گزار دے تو اسے اصحاب حدیث کہیں گے، لقب اس کا اہلحدیث ہوگا۔ باقی عام بندے کیلئے یہ اجازت نہیں ہے۔ یہ ایک سستا سودا سمجھ کے لوگوں نے اپنے مذہب کے نام کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ اس کا کوئی بھی تاریخی پس منظر نہیں ہے۔ اہلسنت اہل حق کا نام ہے جو عملاً شروع سے مسلک رہا ہے۔ اور اس میں ان کو بڑی بے چینی بھی ہے۔ کبھی اپنی مسجدوں کے

Marfat.com

ساتھ اہل حدیث لکھواتے ہیں اور جب ادھر سے ہٹنا چاہتے ہیں تو بریکٹ میں اہل سنت بھی لکھوا دیتے ہیں۔ اہلسنت عمل کے لحاظ سے ایک شاہراہ ہے اس کا اندازہ اس انداز میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا ثناء اللہ امرتسری نے ذکر کرتے ہوئے لکھا: اور اس نے اپنی حقیقت واضح کر دی کہ ہم کہاں سے چلے ہیں۔

وہ کہنے لگے:

شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا سلسلہ دو شاخوں میں تقسیم ہوا۔ ایک شاخ سید نذیر حسین دہلوی کے شاگردوں کی تھی۔ سید نذیر حسین کے شاگردوں کی شاخ اہلحدیث کہلوائی۔

فتاوی ثنائیہ: ۱/۱۴۳

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اہل حدیث کا اس سے پہلے وجود نہیں تھا۔ شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے ایک بدلے ہوئے شاگرد جب اس طرف گئے تو ان کا نام جا کر ایک طرف اہلحدیث بنا اور ایک شاخ دیوبند کی طرف چلی گئی۔

حقیقت میں ان کا امت کے اس راستے سے تعلق نہیں تھا جو کہ اہلسنت کا شروع سے آ رہا ہے اور یہ ناخلف اولاد تھی جنہوں نے اپنے آپ کو مختلف ناموں سے مشہور کیا۔

یہ خود ان کے گھر کا حوالہ ہے

اور فتاوی ثنائیہ کے اندر انہوں نے اس کو تسلیم کیا کہ ہمارا تعلق صفہ یا حجاز یا بدر و حنین سے نہیں۔ ہمارا تعلق شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ سے ہے۔ میں کہتا ہوں ہم شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا احترام کرنے والے ہیں۔ چونکہ انکی تعلیمات کو لوگوں نے

Marfat.com

بدلا ہوا ہے۔ حقیقت کو چھپانے کے لئے ان کے شاگردوں کی ایک لسٹ کے بارے میں یہ خود کہہ رہے ہیں وہ اہلحدیث کہلوائے۔ جب وہ ان سے پڑھ کے وہاں سے نکلے برصغیر پاک و ہند میں اہلحدیث مسلک نام کی کوئی چیز موجود نہیں تھی۔

لیکن رب ذوالجلال کا ہم پر فضل ہے کہ ہمیں یہ نام اہلسنت و جماعت سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زبان سے ملا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے لفظ اہلسنت کے بارے میں ایک بات کی، وہ فرمانے لگے:

اہلسنت کا نام اگرچہ متعارف بعد میں ہوا لیکن اہلسنت اسی کو کہا گیا ہے جس کا عقیدہ صحابہ کرام کے عقیدے جیسا تھا۔

لفظ اہلسنت موجود تو پہلے بھی تھا لیکن مشہور بعد میں ہوا جس کو اہلسنت کہا گیا وہ پرانے لوگ تھے ان کا عقیدہ پرانا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدے پہ چلا آ رہا تھا۔ لہذا اس اشارے پر قرآن وحدیث کی روشنی میں میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو بھی سنی کہتے ہیں۔

یہ نام اگرچہ بعد میں مشہور ہوا مگر حقیقت پہلے بھی موجود تھی اور جو حقیقت پہلے موجود ہو، بعد میں اس حقیقت کا کوئی اور نام پڑ جائے تو پہلی حقیقت کو بھی اسی نام سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اس پر میرے پاس قرآن مجید کی آیت دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سورہ یونس میں فرمان ہے:

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ (سورہ یونس: ۳)

Marfat.com

یعنی تمہارا رب وہ ہے جس نے آسمان و زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔

اب بات بڑی قابل غور ہے کہ چھ دن تب ہوں گے جب دن ہوگا اور دن تب بنتا ہے جب سورج نکلے اور ڈوبے ورنہ دن دن نہیں ہوتا۔ دن کی ایک حد ہے اور سورج تب ہوگا جب آسمان ہو اور جب آسمان بنا ہی نہیں تو پھر دن کہاں سے آ گیا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ

"تمہارا رب وہ ہے جس نے چھ دنوں میں آسمان اور زمین کو پیدا کیا"

جب زمین و آسمان پیدا ہی نہیں ہوئے تھے تو اللہ دن کس کو کہہ رہا ہے چونکہ دن سورج سے بنتا ہے سورج آسمان پر ہوتا ہے اور آسمان ابھی پیدا ہی نہیں ہوا لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ چھ دنوں میں پیدا کیا، مطلب کیا بنا؟

اس کا مطلب یہ بنا کہ جتنا وقت زمین و آسمان کو بنانے میں لگا تو جس وقت دن بنے تو وہ وقت چھ دنوں میں تقسیم ہوا اگرچہ اس وقت اس کا نام دن نہیں تھا، مسلسل وقت تھا مگر جب دن والی تعریف آ گئی کہ دن اسکو کہا جاتا ہے تو اسی حقیقت کو دن سے تعبیر کر دیا گیا۔ اس وقت اگرچہ اس کا نام دن نہیں تھا مگر آج قرآن اس کو دن کہہ رہا ہے۔

ایسے ہی جو حقیقت صحابہ کرام علیہم الرضوان میں موجود تھی اگرچہ اس وقت عرف عام میں اس کا نام اہلسنت مشہور نہیں تھا، آج اسے ہی اہلسنت کہا جا رہا ہے۔ اس میں کتنی وضاحت موجود ہے۔ میں تو کہتا ہوں:

یہ زمین بھی سنی ہے وہ آسمان بھی سنی ہے
جلوہ خورشید سنی کہکشاں بھی سنی ہے

Marfat.com

قطرہ شبنم بھی سنّی باغباں بھی سنّی ہے
لفظ کی تاثیر سنّی داستاں بھی سنّی ہے
مایہ ملت بھی سنّی نگہبان بھی سنّی ہے
اہل سنت کے جیالو باندھ لو گر تم کمر
نظر آیگا تمہیں تو پھر سارا جہاں ہی سنّی ہے

یہ گزارشات آپ کے پاس میری امانت ہیں ان کو آپ نے آگے پہنچانا ہے۔ یہ صحت مند تبلیغ ہے۔ یہ فرقہ واریت نہیں ہے بلکہ یہ امتیازاتِ الٰہی ہے۔ سنت یہی ہے۔ اس کو ہم نے سامنے رکھا۔ ہم نے کسی کو گالی نہیں دی۔ بلکہ قرآن وسنت اور حقائق کی ڈالی پیش کردی ہے۔ یہ اپنا اپنا مقدر اور نصیب ہے کوئی اس کو سن کے افسردہ ہوتا ہے یا خوش ہوتا ہے۔

کسی کے دل کے دروازے بند ہوتے ہیں یا کھلتے ہیں کسی کے لئے اندھیری رات آتی ہے یا صبح کا سورج نکل آتا ہے۔ یہ اپنی اپنی قسمت ہے۔

یہ گفتگو میری ماؤں اور بہنوں نے بھی سنی۔ ان پر یہ قرض ہے کہ موجودہ زمانہ میں جو اندھیرے چھا رہے ہیں اس موضوع کو بطور خاص سمجھ کر اس کی روشنی آگے پھیلائیں۔ تاکہ اللہ سب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

OOOOO

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر

4

ورع و پرہیزگاری کے ماڈل

Marfat.com

اَحْمَدُكَ اللّٰهُمَّ يَامُجِيبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ هُوَ اَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِى الْفَضَائِلِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَا اَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہٗ واتم برھانہٗ کی حمد وثناء اور حضور سرورکائنات، فخر موجودات، زینت بزم کائنات، دستگیر جہاں، غمگسار زماں سید سروراں، حامی بیکساں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد:

وارثان منبر ومحراب، ارباب فکر ودانش، اصحاب محبت ومودت، حاملین

Marfat.com

عقیدۂ اہلِ سنت

نہایت ہی معزز و محتشم حضرات وخواتین سامعین وناظرین!

رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق ہے ہم سب کو ادارہ صراطِ مستقیم کے تیر ھویں پرنور پروگرام میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

ورع و پرہیز گاری کے ماڈل

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اور قرآن و سنت کے ابلاغ و تبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کا موضوع بھی بڑا اہم موضوع ہے۔ یہ موضوع اسلامی تعلیمات کے خلاصہ کی حیثیت رکھتا ہے ہماری عملی زندگی میں گناہوں سے اور سیئات سے بچنے کی ایک اہم کوشش کا نام ورع و پرہیزگاری ہے۔ خالق کائنات جل جلالہ نے قرآن مجید کی سورۃ المومنون کی آیت نمبر ۵۱ میں یہ ارشاد فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحاً

اے رسولو! تم پاکیزہ چیزوں سے کھانا کھاؤ اور صالح عمل کرو۔

إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (سورۃ المومنون ۵۱)

جو کچھ تم کرتے ہو میں اس کو جاننے والا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرامین احکام کی شکل میں قرآن مجید میں موجود ہیں

Marfat.com

اور ان کے سوا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سینکڑوں احادیث اس بارے میں موجود ہیں۔ جن سے ورع و پرہیز گاری، تقویٰ و طہارت کا سبق ہم سب کو میسر آتا ہے۔

لفظ ورع جس کا ہم اپنے موضوع میں بار بار استعمال کر رہے ہیں۔ عربی زبان میں اس کا معنی کیا ہے؟

ورع کا لغوی معنی

اَلْکَفُّ وَالْاِ نْقِبَاضُ۔

کسی چیز سے رکنا اور کسی چیز کو دیکھ کر اپنے دامن کو سمیٹ لینا ورع کہلاتا ہے۔

ورع کا اصطلاحی معنی

قَالَ الْمَنَاوِیْ اَلْوَرْعُ تَرْکُ مَا یُرِیْبُکَ وَنَفِیُ مَا یَعِیْبُکَ وَالْاَخْذُ بِالْاَوْثَقِ وَحَمْلُ النَّفْسِ عَلَی الْاَشَقِ

التوقیف علی مھمات التعاریف: ۳۴۷

مناوی کہتے ہیں کہ ورع یہ ہے کہ ہر اس چیز کو چھوڑ دیا جائے جس کے بارے میں بندے کو شک ہو۔

مَا یُرِیْبُکَ

جو تجھے شک میں، ریب میں مبتلا کرے۔

یعنی ایک چیز کے بارے میں تمہارے دل کے اندر اطمینان نہیں ہے کہ یہ پاک ہے تو ورع یہ ہے کہ اگر دل مطمئن ہو تو پھر کھاؤ۔ ورنہ اس سے اجتناب کرو۔ ایسے رزق کے ماخذ کے بارے میں تمہیں شک ہے کہ اس کا ماخذ اور منبع جہاں سے

Marfat.com

مجھے یہ رزق ملا ہے۔ وہ جائز ذرائع سے ملا ہے یا ناجائز ذرائع سے ملا ہے۔

اگر واضح پتہ ہو تو پھر اس کا ترک کرنا نہایت ضروری ہے لیکن ورع یہ ہے کہ جہاں معمولی سا شک آجائے وہاں بھی بندہ محتاط ہو اور اس کام کے کرنے سے مکمل طور پر رک جائے۔ یہ صرف کھانے پینے کے لحاظ سے نہیں باقی بھی سارے معاملات کے لحاظ سے ہے۔

وَتَنَفِّي مَا يَعِيبُكَ

اور جس سے تمہیں اپنی ذات پر عیب کا خطرہ ہو اس چیز سے رکنا یہ بھی ورع ہے۔

جس کام سے تمہارا دامن داغدار ہو سکتا ہے جس سے تمہارے کردار کی چادر پر دھبہ لگ سکتا ہے اور جس سے تمہارے وقار پر آنچ آسکتی ہے اس کام سے اپنے آپ کو بچانا، یہ ورع ہے۔ یعنی ایک ہیں واضح جرائم، واضح غلطیاں اور واضح گناہ۔ وہ تو ایک مومن کا پہلا سبق ہے کہ وہ ان سے بچ کے رہے اور اپنے آپ کو ان سے بچا کے رکھے لیکن ورع اس سے آگے کا مرتبہ ہے کہ جہاں معمولی شک ہے وہاں بھی انسان قدم نہ رکھے اور جس جگہ پہ اس کو خطرہ ہے کہ اس کام کی وجہ سے میرا کردار معیوب ہو سکتا ہے۔ اپنے آپ کو اس وادی کی طرف نہ جانے دے اور اپنے آپ کو اس مقام سے دور رکھے۔

وَالْاَخْذُ بِالْاَوْثَقِ

جو پکی بات ہو وہ اختیار کرے۔

کچی باتوں پر، کچے نظریات پر اور کچے خیالات پر نہ چلے۔ اوثق ثقہ امور کا

Marfat.com

حاصل ہو اور ثقہ امور کے ساتھ اس کا تعلق ہو۔ پختہ اور مستند حیثیات کے ساتھ اس کا ربط ہو۔

وَحَمْلُ النَّفْسِ عَلَى الْاَشَقِّ

ورع یہ ہے کہ بندہ رخصت کا طلب گار نہ ہو بلکہ اپنے آپ کو مشقت کی راہ پہ ڈالنے والا ہو۔

یعنی جہاں شریعت نے رخصت بھی دی ہے تو ورع کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ رخصت کو نہ قبول کرے بلکہ راہ عظیمت پہ چلے۔ جہاں پر گنجائش تھی کہ وہ اپنے آپ کو سہولت کی طرف لے جائے لیکن ورع کا تقاضا یہ ہے کہ اس سہولت کو قبول نہ کرنا اور جو اصل کام ہے عظیمت اور عظمت والا۔ اس میں اپنے آپ کو ڈالنا اور مشقت کا عادی بنا دینا۔

جس طرح کہ مسافر کے لئے جو شرعی مسافت پر جانا چاہتا ہے اس کے لئے روزے کی رخصت ہے کہ وہ آداب ملحوظ رکھے مگر وہ روزہ نہ رکھے۔ بعد میں قضا کے طور پر ایک روزہ رکھے تو یہ ایک رخصت ہے مگر ورع کا جو شخص علمبردار ہو گا وہ یہاں بھی عظیمت پر چلے گا۔ اگر چہ شریعت نے چھٹی دی ہے مگر جب میں برداشت کر سکتا ہوں اور میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے تو میں کیوں چھٹی قبول کروں تو وہ راہ عظیمت پر چلتا ہے۔

ورع کی یہ تعریف ہے کہ جس میں چار باتیں نہایت اہم ہیں کہ انسان ہر اس کام سے بچے جو بندے کو مشکوک کرتا ہو یا جس کی وجہ سے بندے کی طبیعت غیر

Marfat.com

مطمئن ہوتی ہو اور بندے کو جن باتوں کے بارے میں شک ہو ان سے اپنے آپ کو بچا کے رکھے۔

اپنے آپ کو مشکلات اور مشقتوں کے لئے پیش کر دینا۔ اس کو شرعی زبان میں ورع سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ورع کا فائدہ

ورع کی وجہ سے بندے کو فائدہ یہ ہوتا ہے کہ

اَلْوَرَعُ يُطَهِّرُ دَنَسَ الْقَلْبِ كَمَا يُطَهِّرُ الْمَاءُ دَنَسَ الثَّوْبِ

مدارج السالکین ۲۲/۲

جس طرح پانی سے کپڑے کی میل نکلتی ہے ایسے ہی ورع سے دل کا میل ختم ہو جاتا ہے۔

کپڑے کے اندر جو میل کچیل ہوتی ہے پانی اس کو دھو کے بالکل صاف کر دیتا ہے ایسے ہی ورع دل کے لئے دھوون ہے اور دل کو یوں پاک کر دیتا ہے جس طرح پانی کپڑے کو پاک کرتا ہے۔

لہٰذا جتنی بھی ملاوٹ ہو چکی ہو، جتنی بھی ماحول میں آلودگی پڑ چکی ہو اور جس قدر بھی انسان کا قلب زمانے کی ناہمواریوں کی وجہ سے پریشان ہو چکا ہو اور شیطانی ماحول کی وجہ سے اس پر داغ پڑ چکے ہوں ورع وہ چیز ہے کہ جس سے اس کے دل کو پوری طرح دھو کے ستھرا کر دیا جاتا ہے اور اس کے دل کو اللہ تعالیٰ نئی چمک عطا فرما دیتا ہے۔

Marfat.com

ورع کے درجات

ورع ایک ایسا امر ہے کہ جس کے مختلف درجات ہیں اور مختلف اقسام ہیں۔
ورع کے صوفیاء کرام علیہ الرحمۃ کے نزدیک چار درجات ہیں۔

پہلا درجہ

ورع العادلین

ورع و پرہیز گاری کے لحاظ سے جہاں سے ورع کا آغاز ہوتا ہے اس کو ورع العادلین کہا جاتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ان درجات کو باقاعدہ احیاء العلوم کے اندر بیان فرمایا ہے۔ پہلا (Step) ورع کا جہاں سے ورع کو جنم ملتا ہے' انسان تقوی و پرہیز گاری کے ماحول کے اندر داخل ہوتا ہے اور اس کی ترقی شروع ہوتی ہے اس کو ورع العادلین کہا جاتا ہے یعنی عادل لوگوں کی پرہیز گاری۔

اس میں کیا ہوتا ہے یہ ورع ایسی ہے کہ بندہ ہر اس کام سے بچتا ہے جس کی وجہ سے اس کی عدالت پہ آنچ آتی ہے کیوں کہ فاسق و فاجر کی گواہی قبول نہیں ہوتی اور ایک عام مومن گواہ تب بن سکتا ہے جب وہ عادل ہو۔

اس کا صوفی ہونا اور متقی ہونا یہ تو بعد کے معاملے ہیں۔ پہلا مرتبہ ایک مومن کا عادل مزاج ہونا ہے اور اس کا کردار فسق و فجور سے پاک ہونا ہے۔ ورع میں پہلے یہ ہوتا ہے کہ انسان ہر اس کام سے بچے جس کی وجہ سے اس کی عدالت ساقط ہوتی ہو' اس کی عدالت کا زوال ہوتا ہو، اور اسکی عدالت پر آنچ آتی ہو۔

Marfat.com

ایسے ہر کام سے اپنے آپ کو بچانا یہ ورع العادلین ہے اور اس کے ساتھ ہی ہم ان امور کو جن سے بچت عدالت کے لئے لازم ہے یوں تعبیر کر سکیں گے۔

فقہاء نے جن کاموں کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے ان کاموں کو اگر کوئی بندہ کرتا ہے تو عادل نہیں رہتا۔ اس کی گواہی غیر معتبر ہو جاتی ہے اور جن کاموں کو فقہاء نے حرام قرار دیا ہے۔ ان سے جو بندہ بچتا ہے وہ عادلین والی ورع پالیتا ہے جو کرتا ہے وہ حرام کام اس کو عادلین والی صف سے نکال دیتا ہے اور اس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے۔ فقہاء کے فتویٰ کے مطابق جو حرام چیزیں ہیں ان حرام چیزوں سے اجتناب کرنا اور بچ کے رہنا اس ورع کو ورع العادلین کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔

دوسرا درجہ

ورع الصالحین

یہ پہلے مرتبے سے اونچا مرتبہ ہے یہ اس سے ایڈوانس ہے اور اس میں ترقی ہے۔

وَهُوَ الْاِمْتِنَاعُ عَمَّا يَتَطَرَّقُ اِلَيْهِ اِحْتِمَالَ التَّحْرِيْمِ

صالحین کی ورع یہ ہے کہ بندہ ہر اس کام سے بچتا ہے کہ جس میں حرمت کا احتمال موجود ہے۔

پہلے تھا کہ واضح طور پر فقہاء نے اس کو حرام قرار دیا ہے اور یہ اس سے بچ کے رہتا ہے تو پھر اس کو ورع عدالت کا منصب حاصل ہوتا ہے۔

دوسرے نمبر پر یہ ہے کہ فقہاء نے اس کو حرام نہیں کہا لیکن حرمت کا احتمال موجود ہے۔ یعنی ایسا کام ہے اگر انسان وہ کرتا ہے تو وہاں حرمت کا احتمال پیدا ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

ورع الصالحین یہ ہے کہ بندے سے ایسا کام بھی سرزد نہیں ہوتا نہ وہ جو حرام قرار دیا گیا ہے اور نہ وہ جس میں حرمت کا احتمال ہو کہ کہیں اس میں حرمت کا احتمال نہ آ جائے۔

وَلٰکِنَّ الْمَعْنٰی یُرَخِّصُ فِی التَّنَاوُلِ بِنَاءً عَلَی الظَّاهِرِ

لیکن یہ کام ایسا ہے کہ بظاہر اس کے کرنے کی رخصت موجود ہے کہ بندہ کر بھی سکتا ہے۔

فقہاء کی طرف سے رخصت ہے حرمت کا قول نہیں کیا گیا مگر ہے ایسا کہ جس کی وجہ سے

فَهُوَ مِنْ مَّوَاقِعِ الشُّبْهَةِ عَلَی الْجُمْلَةِ

بندہ حرام کے قریب بھی پہنچ سکتا ہے۔ وہ مواقع شبہۃ میں ہے۔

خود وہ حرام نہیں ہے لیکن اس کی حدود حرام وادی سے ملتی ہیں۔ وہ خود حرام نہیں ہے لیکن وہاں جانے سے بندہ حرام کے قریب پہنچ سکتا ہے تو صالحین کا تقویٰ و پرہیز گاری یہ ہے کہ وہ ایسے جائز کام کا بھی ارتکاب نہیں کرتے جو انہیں کبھی ناجائز کی طرف دھکیل کے لے جانیوالا ہو۔ ایسے کاموں سے بچنے کا نام ورع الصالحین ہے۔

تیسرا درجہ

ورع المتقین

صالحین کی پرہیز گاری سے متقین کی پرہیز گاری بڑی پرہیز گاری ہے اور اس ورع کا ایک مستقل مرتبہ ہے۔ ورع المتقین یہ ہے کہ

Marfat.com

مَالَا تُحَرِّمُهُ الْفَتْوٰى وَلَا شُبْهَةَ فِيْ حِلِّهٖ

وہ کام کہ جس کی حرمت کا نہ تو فتویٰ ہے اور نہ ہی اسکی حلت میں کوئی شبہ ہے۔

فتویٰ کی نگاہ میں وہ حرام بھی نہیں ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی حلت میں کوئی شبہ بھی نہیں ہے۔ حرمت نہ ہونا واضح ہے اور حلت ہونا واضح ہے کہ وہ کام جائز ہیں، حلال ہیں۔ ان کے حلال ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہیں اور ان کی حرمت کا کسی نے قول نہیں کیا اور حلت کو ثابت کیا گیا ہے۔

وَلٰكِنْ يُّخَافُ مِنْهُ أَدَاؤُهٗ إِلٰى مُحَرَّمٍ

لیکن آگے جا کے نتیجہ کے لحاظ سے انسان میں بے احتیاطی پیدا ہو سکتی ہے۔

وہ کام خود جائز ہے اس کی حلت میں شک بھی نہیں اور حرمت کا کسی نے قول بھی نہیں کیا لیکن رزلٹ کے لحاظ سے بندے کو وہاں سے ایک ایسی عادت آسکتی ہے کہ جو عادت اسے کسی ناجائز کام کی طرف لے جانے والی ہو اسکو ترک کر دینا یہ ورع المتقین ہے۔

ایسا کام جس کا جواز ثابت ہے اور جس کا عدم جواز بالکل نہیں لیکن رزلٹ کے لحاظ سے بندے کے اندر لاپرواہی اور طبیعت کے اندر ایک ایسی آوارہ گردی آسکتی ہے کہ جس میں بندہ کسی ناجائز کام کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے متقین ایسا جائز کام بھی نہیں کرتے اور اپنے آپ کو ایسے جائز کام سے روک کے رکھتے ہیں۔ یہ وہ مرتبہ ہے جس کو رسول اکرم ﷺ نے یوں بیان کیا ہے:

لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ أَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ حَتّٰى يَدَعَ مَالَا بَأْسَ بِهٖ حَذَرًا

Marfat.com

لِمَا بِهٖ الْبَاْسُ (ابن ماجہ شریف: ۳۱۱)

کوئی بندہ اس وقت تک متقی لوگوں کے درجے تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہاں تک وہ ایسے جائز کام بھی چھوڑ دے کہ جن سے ناجائز کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔

کوئی بندہ تم میں سے اس وقت تک متقی نہیں بن سکے گا۔ یہاں تک کہ وہ جائز بھی ترک کر دے کہ جہاں سے ناجائز کا رستہ نکلتا ہو اور ناجائز کا احتمال پیدا ہوتا ہو۔ یہ مرتبہ متقین لوگوں کی پرہیز گاری کا ہے۔

چوتھا درجہ

ورع الصدیقین

چوتھا مرتبہ صدیقین کی ورع کا ہے۔

یہ پرہیز گاری اعلیٰ درجے کی ہے اس کا ایک اپنا ہی مزاج ہے اور اپنا ہی ذائقہ ہے۔ لفظوں سے بیان کرنے میں اتنی لذت نہیں آئے گی۔ جتنا عملاً اس سے لذت حاصل ہوگی۔

جب بندہ سفر کر کے اس میں پہنچتا ہے تو پھر ہی جا کر اس کو پتہ چلتا ہے کہ وہ کیا چیز ہے جس کو ورع الصدیقین کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔

یہاں پر جو کام بندہ ترک کر رہا ہے نہ وہ حرام ہے نہ ایسا ہے۔ کہ جس کی حلت میں شبہ ہے اور نہ ایسا ہے جس کی حلت واضح طور پر موجود ہے یعنی یہ تینوں مرتبے تو اس کو پہلے حاصل ہیں۔

جو شخص ورع الصدیقین کو پانے والا ہے۔ حرام کو بھی ترک کر چکا ہے اور اس

Marfat.com

جائز کو بھی ترک کر چکا ہے کہ جس میں کچھ شبہ تھا اور اس جائز کو بھی ترک کر چکا ہے کہ جس میں شبہ نہیں اور جو کام جائز تھا مگر ناجائز کا خطرہ آسکتا تھا۔ ان سب کو وہ ترک کر چکا ہے اب وہ اس مقام پہ پہنچ چکا ہے کہ وہ ایسا جائز کام بھی نہیں کرنا چاہتا کہ جس میں اگرچہ ناجائز کا خطرہ نہیں کہ اس کی سرحد کسی ناجائز سے ملتی ہو۔

مَا لَا بَاسَ بِهٖ اَصْلًا وَيَخَافُ مِنْهُ اَنْ يُّؤَدِّيَ اِلٰى مَا بِهٖ بَاْسٌ وَلٰكِنَّهٗ يَتَنَاوَلُ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَعَلٰى غَيْرِ نِيَّةِ التَّقْوٰى بِهٖ عَلٰى عِبَادَةٍ

احیاء العلوم: ۲/ ۱۰۸

ورع الصدیقین یہ ہے کہ وہ کام جو جائز ہے جس میں نہ قطعی حرمت ہو، نہ حرمت کا شبہ ہو اور نہ ہی اس سے ناجائز کا خطرہ پیدا ہوتا ہو۔ ان سارے خطروں سے وہ جائز کام پاک ہے۔ مگر اس سے بھی پناہ مانگتے ہیں کہ کہیں ایسا کام ہم کرتے وقت اللہ کی رضا کا دامن چھوڑ نہ دیں بلکہ کرنے سے پہلے اپنے آپ کو اس بات پر پابند کرلیں کہ میں صرف اس لئے کر رہا ہوں کہ اس کے کرنے سے میرا مولا راضی ہو جائے۔

یعنی وہ کوئی کام اللہ کے غیر کے لئے نہیں کرتا اور کوئی کام اللہ کی رضا کے بغیر نہیں کرتا۔ غیر سے مراد یہاں یہ ہے کہ مثال کے طور پر ایک شخص روٹی کھاتا ہے تو روٹی کھانے میں کئی نیتیں ہو سکتی ہیں۔

میرا بدن صحت مند ہو میری زندگی برقرار ہے تو اس لحاظ سے روٹی کھانے میں کسی طرح کی کوئی قباحت نہیں ہے، نہ روٹی کھانا حرام ہے نہ ہی اس کی حلت

Marfat.com

میں کوئی شبہ ہے اور نہ ہی روٹی کھانا کوئی ایسا کام ہے جو کل اس کو بدکاری کی طرف اٹھا کے لے جائے۔ کسی حرام کام سے روٹی کھانے کی سرحد بھی نہیں ملتی۔ وہ تینوں خدشات موجود نہیں ہیں

مگر یہ شخص جو صدیق ہے۔ یہ روٹی کھاتے وقت اگر یہ نیت کرے کہ میری صحت برقرار رہے اور میرا بدن سلامت رہے تو یہ سمجھے گا کہ میں نے گناہ کیا ہے۔ یہ روٹی کھاتے وقت یہ نیت کرتا ہے کہ میں روٹی اس لئے کھا رہا ہوں، کھاؤں گا تو میں رب کی بارگاہ میں کھڑا ہو کے قیام کر سکوں گا۔ کھا کے تو میں سجدہ کر سکوں گا۔

اس نیت پر جائز کام کرتے ہیں۔ یعنی ہر جائز کام سے پہلے نیت کو بناتے ہیں، پکاتے ہیں اور نیت کو محفوظ کرتے ہیں۔ پھر ان کی پرہیز گاری یہ ہوتی ہے روزہ رکھتے ہوئے وہ یہ تصور بھی حرام سمجھتے ہیں کہ ہم افطار کس چیز پر کریں گے۔

یہ لوگ ہر وقت اپنا خیال رب ذوالجلال کی طرف لگا کے رکھتے ہیں۔ اپنی پوری زندگی اپنے دل کو اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہونے دیتے اور کسی دوسری چیز کا خیال نہیں آنے دیتے۔ جو اس مقام پہ پہنچ چکے ہوں ان کی پرہیز گاری کو ورع الصدیقین کہا جاتا ہے۔

ورع و پرہیز گاری کے ماڈل

اب ہمارا مقصد اصل میں ورع و پرہیز گاری کے ماڈل کو بیان کرنا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے فرامین میں ان حیثیات کو اجاگر کیا گیا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد

Marfat.com

فرمایا ہیں:

فَضْلُ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِنْ فَضْلِ الْعِبَادَةِ وَخَيْرُ دِينِكُمُ الْوَرَعُ

المستدرک للحاکم: ۱/۹۲-۹۳

علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے زیادہ ہے اور تمہارے دین کا خیر اور بہتر کام ورع ہے۔

ہر بندے کا ایک دین ہے۔ اس کی پرہیز گاری ہے اور اس کا تقویٰ ہے لیکن فرمایا بہترین دین اس بندے کا ہے کہ جس بندے کے دین کو ورع کے اوپر استوار کیا گیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ورع و پرہیز گاری

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخَذَ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِالْفَارِسِيَّةِ كَخْ كَخْ أَمَا تَعْرِفُ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ۔

مسلم شریف: ۱۰۶۹ بخاری شریف: ۳۰۷۲

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اور بات اصل میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی ہے ان کی چھوٹی عمر تھی۔ تو کیا ہوا۔

أَخَذَ تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ

صدقہ کی کھجوریں پڑی ہوئی تھیں تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک کھجور پکڑی اور اپنے منہ میں ڈال لی۔

Marfat.com

سید عالم ﷺ نے جب دیکھا تو آپ ﷺ نے ان کو جھڑکی دی اور فرمایا:

اَمَا تَعْرِفُ اِنَّا لَا نَاکُلُ الصَّدَقَةَ۔

کیا تمہیں یہ پتہ نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ صدقہ ہمارے لئے جائز نہیں ہے۔

ایک بچہ جو نابالغ ہے ابھی احکام کا مکلّف بھی نہیں ہے وہ اگر ایسا کرتا ہے تو بظاہر یہ ایسا معاملہ تھا جس کے اندر اتنی سختی نہیں ہے مگر محبوب ﷺ اپنی امت کو چونکہ عملاً اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں

کہ بعد میں یہ کسی کا نظریہ نہ بن جائے کہ وہ شہزادہ کونین تھے، محبوب ﷺ کے دل کا چین تھے اور آنکھوں کی ٹھنڈک تھے وہ جو چاہتے کر لیتے اور اس طرح کوئی شریعت کو سجھنا شروع نہ کر دے۔ فرمایا:

ہم شریعت بھی عطا کرنے والے ہیں اور شریعت کی نگرانی بھی کرنے والے ہیں اگر ہمارے گھر نگرانی نہیں ہوگی تو پھر کہاں ہوگی۔

حسن اگرچہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے مگر شریعت کے لحاظ سے ان سے وہ پابندی کرواؤں گا کہ قیامت تک میری امت میں پیدا ہونے والا ہر بچہ وہ اگرچہ کسی کا ہو اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگرچہ میں کسی چوہدری یا نواب یا کسی وزیر کا بیٹا ہوں میرا وہ مقام نہیں ہے جو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا مقام ہے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کے منہ میں محبوب ﷺ نے ہاتھ ڈال کے کھجور باہر نکال کے پھینک دی اور فرمایا:

تمہارے لئے یہ جائز نہیں۔ یہ شریعت مطہرہ کی پرہیز گاری کا معاملہ ہے تو

Marfat.com

بعد والوں کے لئے سبق ہوگا۔ جب امام حسن رضی اللہ عنہ کے لئے اجازت نہیں تھی تو ہمارے لئے اجازت کیسے ہوسکتی ہے۔

حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا رسول اکرم ﷺ سے ورع و پرہیز گاری کا پڑھا ہوا سبق

لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَاحَفِظْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلَى مَالَا يُرِيْبُكَ فَاِنَّ الصِّدْقَ طَمَانِيْنَةٌ وَاِنَّ الْكِذْبَ رِيْبَةٌ۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ تم نے رسول اکرم ﷺ سے جو کچھ پڑھا وہ بیان کرو تو امام حسن رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

میں نے نبی ﷺ سے یہ سیکھا ہے۔

اگرچہ اس کے سوا بھی بہت کچھ سیکھا ہوگا مگر انہوں نے ایک ایسی حدیث بیان کی جو سارے دین پر مشتمل ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔

مجھے نبی اکرم ﷺ نے یہ سکھایا ہے کہ

دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلَى مَالَا يُرِيْبُكَ

وہ چیز چھوڑ کر وہ کرو جس میں شک نہ ہو۔ یعنی وہ چیز اور کام چھوڑ و جس میں شک ہو اور وہ کام کرو جو شک سے پاک ہو۔

شک والے کام نہ کرو۔ جس چیز کی طہارت میں شک ہے، جس کی حلت

Marfat.com

میں شک ہے، جس کے جواز میں شک ہے اور جو جملہ بولنے میں شک ہے، جہاں دیکھنے میں شک ہے۔

وہ سارے شک والے کام چھوڑ دو اور وہ کام جس میں شک نہیں۔ اللہ کی مرضی کا یک ہے وہ کام کرو اور اس طرف متوجہ ہو جاؤ۔

پھر فرمایا:

فَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَانِیْنَۃٌ

صدق میں اطمینان ہے۔

وَاِنَّ الْکِذْبَ رِیْبَۃٌ۔

اور کذب میں شک ہے۔

لہٰذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بندے کی زندگی کا جو ضابطہ تھا اس کو ایک حدیث میں یان کر دیا۔ اور فرمایا:

سارے صدق کے شعبے اس میں آجائیں گے اور سارے جھوٹوں سے بچاؤ اس میں آجائے گا کہ تم اپنی زندگی میں اس کام کو اپنا لائحہ عمل بنالو کہ جس میں کسی قسم کا ریب نہیں ہے اور اس کام کو ہر ریب سے مبرّا اور پاک بنا دیا گیا ہے۔

کائنات کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ورع و پرہیز گاری

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک کا عمل اور آپ کی ورع و پرہیز گاری کی حدود تک پہنچنا ہمارے خیال کے لیے بھی ممکن نہیں۔ وہ حیثیات جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرہیزگاری کی ہیں ان کو ہم اپنی عقل پر تول ہی نہیں سکتے۔

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی خوبصورت بات کی تھی،

فرمانے لگے:

جب بھی تم محبوب ﷺ کی عبادت کو دیکھو یا آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو دیکھو تو اس کو اور عام لوگوں کی عبادت کو ایک جیسا نہ سمجھو۔

نبی ﷺ کا ایک سجدہ اور عام لوگوں کے کروڑوں سجدے آپ ﷺ کا ایک عمل اور عام آدمی کے کروڑوں عمل کا آپس میں برابری کا سوال بھی پیدا نہیں ہو سکتا ہے۔

مجدد صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

یوں سمجھو کہ ایک حاکم کے پاس دو بندے ہیں ایک اس کا وزیر ہے اور دوسرا اس کا غلام ہے، اس کا نوکر ہے۔ بادشاہ کا نوکر کام کو ٹائم زیادہ دیتا ہے۔ صبح چارہ کاٹنے جاتا ہے اور شام تک کو جانوروں کی خدمت میں لگا رہتا ہے اور دوسرا اس کا وزیر ہے جو اس کا بڑا چہیتا ہے۔ وہ صرف دو گھنٹے اس کے پاس بیٹھتا ہے مگر جو بات اس وزیر کی مانی جاتی ہے وہ اس نوکر کی نہیں مانی جاتی۔ جس نے بہت ٹائم دیا۔ اور بہت مشقت کی۔

وہ کہنے لگے:

بلا تمثیل اللہ کی سلطنت میں ہمارے نبی ﷺ وزیر اعظم ہیں اور عام لوگ نوکروں کی طرح ہیں۔ لہٰذا عام لوگ اگر سارا دن اور ساری رات بھی وہ کسی ورع و پرہیز گاری کے تحت سے تحت کورس میں مصروف رہیں انہیں اللہ کی طرف سے وہ اجر نہیں ملتا جو محبوب ﷺ کو چند لمحوں میں میسر آ جاتا ہے۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنِّیْ لَاَنْقَلِبُ اِلَی اَهْلِیْ فَاَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰی فِرَاشِیْ فَاَرْفَعُهَا لِاٰكُلَهَا ثُمَّ اَخْشٰی اَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً فَاُلْقِیْهَا۔

بخاری شریف: ۲۴۳۲ مسلم شریف: ۱۰۷۰

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ لَاَنْقَلِبُ اِلَی اَهْلِیْ

جب میں اپنے گھر والوں کی طرف واپس جاتا ہوں۔

فَاَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰی فِرَاشِیْ

تو مجھے اپنے بستر پر ایک کھجور نظر آتی ہے۔

یعنی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بستر پر کھجور پڑی ہوئی ہے۔

فَاَرْفَعُهَا

میں اسکو اٹھالیتا ہوں۔

لِاٰكُلَهَا

تاکہ میں اس کو کھاؤں۔

لیکن جب میں اس کو اٹھاتا ہوں تو

ثُمَّ اَخْشٰی اَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً

پھر مجھے یہ خیال آتا ہے ہوسکتا ہے کسی نے صدقہ دیا ہو۔

Marfat.com

یہ کھجور صدقہ کی پڑی ہو اور میرے لئے صدقہ کھانا تو جائز نہیں۔ پھر میں کیا کرتا ہوں؟

فَاُلْقِیْهَا۔

میں اس کو واپس رکھ دیتا ہوں۔

اس کھجور کو میں نہیں کھاتا۔

یہ ہے امت کے لئے درس عمل کہ سید عالم ﷺ نے اپنی عملی زندگی میں حالانکہ آپ ماہیات کو جانتے ہیں۔ ہر چیز کی حقیقت کو جانتے ہیں کہ یہ صدقے کی ہے یا بغیر صدقہ کی ہے۔ چونکہ نبی ﷺ کی زبان نے تو یہاں تک بتا دیا تھا:

جب ایک دعوت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور جب لقمہ منہ میں رکھ لیا تو اس کو اپنے حلق سے اتارنے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا اس کو بلاؤ جس نے یہ دعوت پکائی ہے۔

لَحْمُ شَاةٍ اُخِذَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ اَھْلِهَا

مشکوۃ شریف: ۵۴۰

یہ اس بکری کا گوشت ہے جس کو مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کیا گیا ہے۔

لہٰذا جو گوشت کی اس حیثیت کو بیان کر دیں کہ یہ مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی بکری کا گوشت ہے۔ وہاں تک جن کی رسائی ہو تو یہ حقیقت کو جانتے ہیں مگر سبق ان کو دینا ہے جنہیں پتہ نہیں چلے گا کہ اس چیز کی حقیقت کیا ہے ہو سکتا ہے وہ صدقہ کی ہو۔ ہو سکتا ہے وہ صدقہ کی نہ ہو۔ اگرچہ سرکار ﷺ کے نزدیک متعین ہے

Marfat.com

کہ وہ کیا چیز ہے۔

مگر جن کو سبق دینا ہے ان کے لحاظ سے یہ احتمال ان کی عملی زندگی میں آئیں گے۔

فرمایا:

میرا وہ ہوگا اور میری سنت کا متوالا وہ ہوگا جو ایسے کو بھی چھوڑ دے جس میں خدشہ تھا

اس بنیاد پر اللہ تعالیٰ اس کو بغیر ریب اور بغیر شک کے رزق عطا فرمانے والا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ورع و پرہیز گاری

ہم جس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اور اولیاء کرام کا عمل دیکھتے ہیں تو

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا اثر نظر آتا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تو معاملہ یہ ہے۔

مدارج السالکین کے اندر یہ لکھا ہے۔

بعض صحابہ کرام کا یہ قول ہے، کہتے ہیں:

كُنَّا نَدَعُ سَبْعِيْنَ بَابًا مِنَ الْحَلَالِ مُخَافَةَ أَنْ نَقَعَ فِيْ بَابٍ مِنَ الْحَرَامِ

مدارج السالکین: ۲۴/۲

ہم ستر حلال چیزوں کے باب چھوڑ دیتے ہیں۔

یعنی ایک چیز کے اندر اکہتر احتمال ہیں۔ ستر احتمال یہ ہیں کہ یہ حلال ہے اور

ایک احتمال یہ ہے کہ یہ حرام ہے۔

ایک بڑا کمزور احتمال ہے۔ ستر احتمال اس کے بتا رہے ہیں کہ وہ چیز واضح حلال

ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور صرف ایک کمزور پہلو باقی ہے جو حرام ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں ہماری سیرت یہ ہے کہ ہم اس ایک حرام

Marfat.com

کے ڈر سے ستر باب حلال کے بھی ترک کر دیتے ہیں۔ حلال کے ستر شعبہ جات موجود ہوتے ہیں لیکن ایک شعبہ حرمت کا موجود ہوتا ہے تو اس ایک حرام شعبہ کی وجہ سے سارے کام چھوڑ دیتے ہیں کہ ہماری یہ شان نہیں ہے کہ ہم یہ کام کریں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عملاً یہ ثبوت دیا کہ جس کام میں ستر احتمال حلت کے ہوں اور ایک باب حرمت کا ہو تو ہم اس سے بچتے ہیں۔ اس واسطے کہ رسول اکرم ﷺ کی عملی زندگی کا ایک پہلو ہمارے سامنے موجود ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ورع پرہیز گاری

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو اس امت کے سب سے بڑے متقی ہیں سب سے بڑے صوفی ہیں، سب سے بڑے ولی ہیں اور آپ صرف اس امت کے ہی نہیں ساری امتوں میں جب تقویٰ و پرہیز گاری کی لسٹ بنائی جائے تو پہلا نمبر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے بعد ہر دور کے نیکوں میں جن کا پہلا نمبر ہے وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ لِاَبِيْ بَكْرٍ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو آپ کے لیے حکم شرعی کے مطابق خراج پیش کرتا تھا۔

وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَاْكُلُ مِنْ خَرَاجِهٖ

Marfat.com

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ خراج وصول کرتے تھے اور اس کو استعمال کرتے تھے۔

فَجَاءَ یَوْمًا بِشَیْءٍ فَاَکَلَ مِنْهُ اَبُوْبَکْرٍ

۵ ایک دن وہ کچھ لے کے آیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے اس نے پیش کیا۔ آپ کا غلام تھا اور چیز حلال تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو تناول فرمالیا۔

جب آپ تناول فرما چکے تو غلام نے کہا:

اَتَدْرِیْ مَا هٰذَا ؟

آپ جانتے ہیں جو کچھ آپ نے کھایا ہے کہاں سے آیا تھا۔

یعنی ایسی چیز تھی جو کہ متعارف ہے مگر اس غلام کا مطلب یہ تھا کہ یہ کس پیسے سے میں نے خریدی ہے جو آپ نے کھائی ہے۔

فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَاهُوَ؟

تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بتاؤ کہاں سے تم لائے ہو؟

قَالَ کُنْتُ تَکَهَّنْتُ لِاِنْسَانٍ فِی الْجَاهِلِیَّةِ

اس غلام نے کہا:

جب میں نے کلمہ نہیں پڑھا تھا تو میں کاہنوں والے کام کرتا تھا اس وقت میں نے ایک بندے کے لئے کہانت کی تھی اور اس کا ایک مسئلہ حل کیا تھا حالانکہ مجھے کہانت کا صحیح پتہ بھی نہیں تھا۔

Marfat.com

وَمَا اُحْسِنُ الْکَھَانَۃَ اِلَّا اَنِّیْ خَدَعْتُہٗ

میں کہانت سے اچھی طرح واقف نہیں تھا ویسے میرا انکل پچو لگ گیا۔ اور وہ کام اس بندے کا ہو گیا۔

فَلَقِیَنِیْ فَاَعْطَانِیْ بِذٰلِکَ

وہ آج مجھے راستے میں ملا تو اس نے مجھے پیسے دیئے۔

فَھٰذَا الَّذِیْ اَکَلْتَ مِنْہُ

یہ وہ ہے جو آپ نے تناول فرمایا ہے۔ جو کچھ آپ نے کھایا ہے یہ سارا کچھ انہی پیسوں کا ہے۔

یہ بھی اس بندے کی بہادری تھی ورنہ آج کے مرید اپنے پیروں کو پتہ نہیں کیا کیا کھلا جاتے ہیں اور یہ بتاتے نہیں کہ میری کمائی کیسی ہے ایسے ہی علماء کو کھانا کھلا جاتے ہیں اور یہ بتاتے ہی نہیں کہ ہم نے یہ پکایا کس چیز سے ہے۔

لیکن اس غلام نے بتا دیا کہ میں ایک سب سے بڑے صوفی کا خادم ہوں تو میں اس کو بتا دوں کہ میں نے یہ کہاں سے لے کر پیش کیا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات سنی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا گواہ ہیں، کہتی ہیں:

فَاَدْخَلَ اَبُوْبَکْرٍ یَدَہٗ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے حلق میں انگوٹھا دیا

Marfat.com

فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ

بخاری شریف: ۳۸۴۲

اور جو کچھ پیٹ میں تھا سب کچھ مٹی کر دیا اور کہا کہ یہ میرے بدن کا حصہ نہ بنے۔ میرے لئے یہ جائز نہیں ہے اگر چہ بظاہر وہ بندہ جو لا رہا ہے وہ رزق حلال ہے اور سامنے اس نے حلال پیش کیا ہے اتنا پیچھے سے اس کی تحقیق اور ریسرچ کرنا کہ یہ چل کے کہاں سے آیا ہے یہ بڑا معاملہ تھا۔ مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ورع و پرہیز گاری کے ہمارے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے بڑا ماڈل ہیں۔

آپ نے اپنے حلق میں انگلی ڈال کے قے کر دی اور جو کچھ اس سے پہلے کھایا ہوا تھا وہ بھی باہر آ گیا۔

فرمایا:

یہ ہے ہمارا وہ فلسفہ اور طریقہ جو ہم کو محبوب ﷺ نے ورع و پرہیز گاری کے لحاظ سے عطا فرمایا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ورع و پرہیز گاری

یہ کر اور صرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہی نہیں بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نضرۃ النعیم اور شعب الایمان میں یہ لکھا ہے:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شَرِبَ لَبَنًا فَأَعْجَبَهُ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا گیا تو آپ کو دودھ بڑا اچھا لگا،

Marfat.com

بر الذیذ تھا۔

فَقَالَ لِلَّذِیْ سَقَاهُ مِنْ اَیْنَ لَکَ هٰذَا اللَّبَنُ؟

جس نے دودھ پلایا تھا اس سے فرمایا کہ یہ دودھ تم کہاں سے لائے ہو۔

فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ وَرَدَ عَلٰی مَاءٍ قَدْ سَمَّاهُ

اس نے بتایا کہ فلاں چشمہ پہ گیا تھا اور پھر اس نے اس چشمے کا نام بھی لیا

فَاِذَا نِعَمٌ مِنْ نِعَمِ الصَّدَقَةِ وَهُمْ يَسْقُوْنَ

تو وہاں صدقے کے جانور تھے پانی پی رہے۔ میں نے دیکھا کہ ان کے ساتھ ملازم بھی ہیں جو صدقے کے جانوروں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

فَحَلَبُوْهُ لِیْ مِنْ اَلْبَانِهَا

انہوں نے میرے لئے ان جانوروں سے دودھ نکالا تو جس وقت انہوں نے اکٹھا کیا انہوں نے مجھے دیا۔

فَجَعَلْتُهٗ فِیْ سِقَائِیْ

میں نے اس کو مشکیزے میں رکھ لیا وہ میں نے خود نہیں پیا بلکہ میں نے کہا کہ امیر المومنین کو پیش کروں گا۔

وَهُوَ هٰذَا

یہ وہ دودھ ہے جو اس چشمے پر صدقے کے جانوروں سے لیا گیا تھا۔

فَاَدْخَلَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدَهٗ فَاسْتَقَاءَهٗ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے حلق میں انگلی ڈالی اور قے کر دی۔

مختصر شعب الایمان: ۵۳ نمبر قاسم: ۲۳۸۲

Marfat.com

فرمایا:

ہم نے نبی ﷺ سے جو پرہیز گاری سیکھی ہے اس کے لحاظ سے ہمارے لئے یہ جائز نہیں ہے۔

یہ جلیل القدر لوگوں کے معاملات ہیں جو اپنی ورع و پرہیز گاری کے لحاظ سے ایسے ماڈل ہیں کہ جہاں معمولی سی تشویش ہو معمولی خدشہ بھی ہو اور دور دور تک اس طرح کا کوئی معاملہ ہو جس کی وجہ سے کردار داغدار ہوتا ہو تو مکمل طور پر اس سے اجتناب کرتے ہیں اور یہ ایک نہیں ایسی درجنوں مثالیں ان حضرات کی موجود ہیں کہ اس سے آگے جا کے کہیں نرم و نازک مقامات پر انہوں نے مکمل طور پر ورع و پرہیز گاری کا ثبوت دیا ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عدالت اور پرہیز گاری

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔

اِنَّهُ کَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِیْنَ الْاَوَّلِیْنَ اَرْبَعَةَ آلَافٍ فِیْ اَرْبَعَةَ

آپ نے پہلے مہاجرین کے لئے چار موسموں کے لئے چار ہزار مقرر کیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیت المال میں سے پہلے مہاجرین کی تنخواہیں لگائی۔ جو مکہ شریف سے چلے تھے، مدینہ شریف آئے تھے اور اسلام کے لئے ان کی خدمات بڑی تھیں ہر جنگ میں شریک رہے اور بڑے بڑے کارنامے کئے۔ آپ نے لسٹ بنا کر مہاجرین اولین کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا کہ ہر مہاجر کو چار ہزار درہم پیش کئے جائیں۔ یہ اُن کے لیے ایک قانون بن گیا۔

Marfat.com

اس لئے کہ ان کی خدمات بڑی ہیں اور اب اسلام پر اللہ کا فضل بھی بڑا ہے لہٰذا اب ان کی خدمت کرنی چاہئے جنہوں نے ایک ایک کھجور کھا کے گزارہ کیا ہے۔

ان اولین مہاجرین میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جو مکہ شریف سے ہجرت کر کے مدینہ شریف پہنچے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار مقرر کیا۔ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ اے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو بھی مہاجرین والا پورا وظیفہ دو وہ بھی مہاجر ہیں اور ان کی خدمات بھی ہیں تو ان کو بھی مکمل وظیفہ چار ہزار ملنا چاہئے۔

آج معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے یعنی جس کے پاس اختیارات ہوں۔ اقرباء پروری کے لحاظ سے اسکا کرپشن میں ایک واضح سائعل ہوتا ہے لیکن امیر المومنین اپنے بیٹے کو ساڑھے تین ہزار اور باقی مہاجرین کو چار ہزار دیتے رہے ہیں۔ جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ میں نے اسباب میں غور کیا ہے اس کا وظیفہ کم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ

اِنَّمَا هَاجَرَ بِهِ اَبَوَاهُ

اگر چہ یہ مہاجر تو ہیں لیکن ان کی ہجرت ان کے والدین کے زیر سایہ ہوئی ہے

لَيْسَ هُوَ مَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهِ

بخاری شریف: ۳۹۱۲

یہ ایسے نہیں ہیں جو اپنے آپ گھر سے نکلے ہوں بلکہ یہ اپنے والدین کے

Marfat.com

ساتھ ہجرت کر کے نکلے ہیں۔

ان کے لئے ہمارا سہارا تھا اور ہمارے ساتھ انہوں نے ہجرت کی ہے تو مطلب یہ بنا کہ ایک وہ ہے جس نے اپنے آپ ہجرت کی ہے، اپنے سہارے پہ نکلا ہے اور مستقل طور پر مہاجر بنا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ مہاجر تو ہے لیکن اپنے والدین کے زیر سایہ مہاجر ہے اور والدین کے تابع ہو کر مہاجر بنا اگرچہ وہ امیر المومنین کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اس کو چار ہزار نہیں بلکہ اس کو ساڑھے تین ہزار دیا جائے گا حالانکہ دوسرں کے لئے اتنی سختی بھی انہوں نے نہیں کی لیکن اپنے بیٹے کے لحاظ سے کہا چونکہ والدین کی اتباع میں، والدین کے پیچھے لگ کے انہوں نے ہجرت کی ہے اس لئے انکو ساڑھے تین ہزار ہی ملے گا۔

لہٰذا پرہیز گاری اور ورع کہ جس کا مطلب یہ ہے کہ روزی کا ایک لقمہ بھی حرام کا نہیں ہونا چاہئے۔ حرام تو کیا اس میں خدشہ حرمت بھی نہیں ہونا چاہئے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

میں نے اپنے بیٹے سے بھی عدل کیا ہے اور قوم سے بھی عدل کیا ہے۔ اس بنیاد پر میں نے ان کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار مقرر کیا ہے۔

یہ وظیفہ کچھ صحابہ کرام کے لئے تھا۔ اور بالخصوص کچھ لوگوں نے اعتراض کیا تھا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ تو ہیں ہی بعد کے۔ ان کا وظیفہ تم نے پانچ پانچ ہزار لگایا اور اپنے بیٹے کا ساڑھے تین ہزار لگایا ہے تو اس پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ

Marfat.com

ان کا جو مرتبہ میرے ہاں ہے اس کا ایک مستقل سبب ہے کہ میں ان کو اس لئے بھی زیادہ دیتا ہوں کہ ان سے میرے محبوب ﷺ پیار کرتے تھے۔ میرے بیٹے کا میرے محبوب ﷺ کے دربار میں وہ مرتبہ نہیں ہے جو ان کا مرتبہ ہے۔ لہٰذا ایک مستقل علت ہے کہ جس کی وجہ سے ان کا وظیفہ بیت المال سے زیادہ معین کیا ہے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ورع و پرہیز گاری

ورع و پرہیز گاری کے مختلف انداز ہمارے سامنے ہیں یہ کھانے پینے کے لحاظ سے ہی نہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی بہت سے دیگر امور ہیں کہ جن میں ورع و پرہیز گاری کا مکمل دخل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زندگی کے ان ایام میں کہ جب وہ شیخ تھے اور پوری دنیا پر ان کے علم کا سکہ بیٹھ چکا تھا۔ دور دور سے لوگ ان کی زیارت کے لئے پہنچتے تھے۔

حضرت نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔

اِنَّ ابْنَ عُمَرَ سَمِعَ صَوْتَ زَمَّارَةِ رَاعٍ

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے چرواہے کی بانسری کی آواز سنی۔

جس وقت ایسی آواز آئی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کیا کیا۔

فَوَضَعَ اِصْبَعَيْهِ فِىْ اُذُنَيْهِ

تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے دیں۔

وَعَدَلَ رَاحِلَتَهٗ عَنِ الطَّرِيْقِ

Marfat.com

اور جس راستے پر جا رہے تھے اس راستے کو چھوڑ کے دور نکل گئے۔

وَھُوَ یَقُوْلُ یَا نَافِعُ اَتَسْمَعُ؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا اے نافع! کیا تجھے آواز آ رہی ہے۔

یعنی اتنی سختی فرما رہے ہیں کہ اگر اپنی میں انگلیاں کانوں سے نکالوں گا تو وہ آواز پھر کانوں میں داخل ہو جائے گی تو میری پرہیز گاری کا کیا بنے گا۔ دور جا کر حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے پوچھا جو ابھی بچے تھے کہ کیا تمہیں کوئی آواز آ رہی ہے تو نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا ہاں آ رہی ہے۔

فَمَضٰی حَتّٰی قُلْتُ لَا

تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پھر اسی طرح انگلیاں اپنے کانوں میں رکھیں اور چلتے گئے۔ یہاں تک کہ جب میں نے کہا کہ اب کوئی آواز نہیں آ رہی تو پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے کانوں سے انگلیاں نکالیں۔

صرف زبان کی لذت کے لحاظ سے ورع و پرہیز گاری نہیں بلکہ انسان کے ہر عضو کے لحاظ سے پرہیز گاری ہے۔ اب دیکھو کہ اس معاشرے میں ورع و پرہیز گاری کے کیسے پرخچے اڑائے جا رہے ہیں اس وقت تو شاذ و نادر کسی کی شادی تھی یا کوئی ایسا معاملہ تھا کہ کوئی ایسی آواز آ رہی تھی۔

اب تو گھر گھر میں دفتر دفتر میں، گاڑی گاڑی میں، محلے محلے میں اور دوکان دوکان میں پوری فضا ہزار بار گندی آوازوں سے بھری ہوئی ہے۔ ہمارے کانوں

Marfat.com

میں وہ آوازیں داخل ہو جاتی ہیں کون اپنے کانوں کو بند کرتا ہے۔ کون اپنے آپ کو بچاتا ہے اور کون اتنی پابندی کرتا ہے کہ اس سرزمین کو اور ان راستوں کو چھوڑ کے دور چلا جائے اور پھر اس وقت تک کانوں سے انگلیاں نہ نکالے جب تک کوئی بچہ یہ بتا نہ دے کہ اب وہ آواز نہیں آ رہی ہے۔

یہ ہمارے لئے لقمہ حلال کے لحاظ سے، نگاہ کے جائز دیکھنے کے لحاظ سے اور کانوں کے سننے والے بول کے لحاظ سے مکمل ایک ورع و پرہیزگاری کا سبق ہے کہ یہ ہمارے اسلاف ہیں جنہوں نے اتنی احتیاط کی ہے۔ جس وقت حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رستہ کیوں چھوڑا۔ تو انہوں نے کہا:

رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَسَمِعَ صَوْتَ زَمَّارَةِ رَاعٍ فَصَنَعَ مِثْلَ هٰذَا

اے نافع! جس طرح تو آج میرے ساتھ چل رہا ہے ایک دن میں نبی ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا میں نے محبوب ﷺ کو دیکھا

وَسَمِعَ صَوْتَ زَمَّارَةِ رَاعٍ

محبوب علیہ السلام نے ایک چرواہے کی بانسری کی آواز سنی تھی۔ وہ جب سنی تو میرے محبوب ﷺ نے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور وہ رستہ بھی چھوڑ دیا اور وہ اس رستے سے ہٹ گئے۔ میں نے جس طرح محبوب ﷺ کو ورع و پرہیزگاری کے انداز میں دیکھا ہے میں اپنی نسل کو وہی انداز سکھا رہا ہوں۔ تاکہ تم آگے اس کو پہنچاؤ کہ ہم وہ نہیں ہیں کہ جو کچھ ہوتا ہے ہوتا رہے ویسے ہی اس کے ساتھ کمپرومائز کر لیا جائے۔

Marfat.com

مومن وہ ہوتا ہے جو ہر لحاظ سے اپنی ورع پر پہرہ دیتا ہے اور اپنے اندر کسی طرح کا کوئی ایسا سقم نہیں آنے دیتا جس کی وجہ سے پرہیز گاری زخمی ہوتی ہو یا جس کی وجہ سے بندہ مومن کے کردار پر کسی طرح کا بھی بے احتیاطی کا دھبہ اور داغ لگتا ہو۔

تابعین کی ورع و پرہیز گاری

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین کی پرہیز گاری کے مستقل ابواب ہیں۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ورع و پرہیز گاری

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

اِنَّ اَبَا حَنِیْفَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ لَہٗ عَلٰی بَعْضِ الْمَجُوْسِ مَالٌ

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک مجوسی سے قرضہ لینا تھا

فَذَھَبَ اِلٰی دَارِہٖ

آپ اس کے گھر تشریف لے گئے

لِیُطَالِبَہٗ بِہٖ

تاکہ اس سے قرضے کا مطالبہ کریں

فَلَمَّا وَصَلَ اِلٰی بَابِ دَارِہٖ وَقَعَ عَلٰی نَعْلِہٖ نِجَاسَةٌ

جب آپ اس کے گھر کے قریب پہنچے تو آپ کے جوتے پر گندگی لگ گئی

فَنَفَضَ نَعْلَہٗ

تو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا جوتا جھاڑا

فَارْتَفَعَتِ النِّجَاسَةُ عَنْ نَعْلِہٖ وَوَقَعَتْ عَلٰی حَائِطِ دَارِ الْمَجُوْسِیِّ

Marfat.com

تو آپ کے جوتے سے وہ گندگی جدا ہو کے مجوسی کے گھر کی دیوار پہ جا گری

فَتَحَيَّرَ اَبُوْ حَنِيفَةَ

تو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے وہاں پر سوچنا شروع کر دیا

وَقَالَ اِنْ تَرَكْتُهَا كَانَ ذَالِكَ سَبَبًا لِقُبْحِ جِدَارِ هٰذَا الْمَجُوْسِيِّ

آپ نے کہا کہ اگر یہ نجاست اتارتا ہوں تو یہ دیوار جو کچی ہے اس کی مٹی بھی کچھ اتر آئے گی اور جب اس کی دیوار کی مٹی جو گندگی کھرچنے سے اترے گی تو یہ اس کے ملک میں مداخلت ہو جائے گی۔

دیوار اس کی ہے اور میرے لئے یہ جائز نہیں کہ میں اس کی دیوار کو نقصان پہنچاؤں۔ پھر سوچا اگر نہیں اتارتا تو یہ بھی جائز نہیں کہ میں اس کی دیوار کو گندا کروں اور اس کو ایسے چھوڑ دوں۔

وقت کا امام جن کے بارے میں آئمہ کہتے ہیں جس کو چاہے وہ سونا قرار دیں یعنی اگر وہ چاہیں کہ یہ لکڑی کا ستون سونے کا ہے تو اپنے عقلی دلائل سے سونے کا بھی ثابت کر کے دکھادیں گے اور ورع و پرہیز گاری اس انداز کی ہے کہ وہاں متحیر ہو گئے کہ میں کیا کروں۔

فَدَقَّ الْبَابَ

دروازے پر دستک دے دی

فَخَرَجَتِ الْجَارِيَةُ

تو اندر سے مجوسی کی بچی باہر آئی۔

Marfat.com

فَقَالَ لَهَا قُوْلِي لِمَوْلَاكَ إِنَّ أَبَا حَنِيْفَةَ بِالْبَابِ

آپ نے اس بچی سے کہا کہ تم اپنے باپ سے کہو باہر دروازے پر ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ آیا ہے۔

فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَظَنَّ أَنَّهُ يُطَالِبُهُ بِالْمَالِ

وہ مجوسی باہر نکلا اور اس نے گمان کیا کہ آپ مال کا مطالبہ کرنے آئے ہیں۔

فَأَخَذَ يَعْتَذِرُ

اس مجوسی نے عذر پیش کیا۔

فَقَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے قریب آؤ۔

وَذَكَرَ قِصَّةَ الْجِدَارِ

آپ نے اپنی پریشانی پر مجوسی کو مطلع کیا اور سارا قصہ سنایا کہ میں آیا تھا اور میرا جوتا گندا ہو گیا تھا اس کو صاف کیا ہے تو نجاست تمہاری دیوار پر جا گری ہے۔ اب معاملہ یہ ہے کہ دو صورتیں ہیں۔ اگر چھوڑتا ہوں پھر بھی صحیح نہیں اگر کھرچتا ہوں پھر بھی صحیح نہیں۔

اب بتاؤ میں کیا کروں؟

إِنَّهُ كَيْفَ السَّبِيْلُ إِلَى تَطْهِيْرِهِ

اب اس دیوار کو صاف کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ کیسے اس کو صاف کروں۔

فَقَالَ الْمَجُوْسِيُّ

Marfat.com

وہ مجوسی کہنے لگا۔ اے وقت کے امام تجھے میری دیوار گندی اچھی نہیں لگتی تو میں کتنا پاگل ہوں کہ اپنا دل گندہ لئے پھرتا ہوں۔

فَاَنَا اَبْدَأُ بِتَطْهِيْرِ نَفْسِيْ

میں اپنے نفس کی تطہیر سے ابتداء کرتا ہوں۔

فَاَسْلَمَ فِي الْحَالِ

تفسیر کبیر: ۲۴۱/۱

اسی وقت وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

مقروض کی دیوار کا سایہ لینے سے پرہیز اور ورع

یہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ورع و پرہیز گاری کا انداز ہے۔

ایک مقروض سے قرضہ مانگنے گئے ہیں۔ دھوپ شدید ہے اور اس کی دیوار کا سایہ ہے مگر سائے میں کھڑے نہیں ہوئے، دھوپ میں کھڑے ہیں۔ کسی نے کہا کہ سائے میں کھڑے ہو جاؤ۔ فرمایا سائے میں اس لئے کھڑا نہیں ہوتا۔

كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا فَهُوَ رِبًا

جس قرض کے ساتھ قرض خواہ مقروض سے کوئی فائدہ لے تو وہ سود بن جاتا ہے۔

اس لئے میں نہیں چاہتا کہ قرضہ بھی لوں اور ساتھ اس کی دیوار کا سایہ بھی لوں کیونکہ مجھے خدشہ ہے سود نہ بن جائے۔ یعنی آپ کی اتنی ورع و پرہیز گاری ہے۔

تجارت اور ورع کا عالم

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کئی لوگوں کو تجارت کے لئے رکھا

Marfat.com

ہوا تھا اور باقاعدہ اپنی تجارت سے طالب علموں کو پڑھایا ہے یعنی امام محمد علیہ الرحمۃ کے سارے کے سارے اخراجات خود برداشت کیے ہیں۔

ایک دفعہ آپ نے لوگوں کو تجارت کے لئے بھیجا اور کپڑے کی تجارت تھی تو ایک کپڑا عیب والا تھا اس تاجر کو آپ نے کہا کہ جس کے پاس تم جاؤ گے تو پہلے تم نے اس کو بتانا ہے کہ اس کے اندر فلاں عیب ہے پھر بیچ سکتے ہو ورنہ نہیں بیچ سکتے۔ وہ بندہ گیا اس سے غفلت ہوگئی۔ بیچتے بیچتے وہ کپڑا بھی بیچ آیا اس نے بتایا نہیں کہ اس میں یہ عیب ہے چونکہ ملا ہوا تھا اس کو پتہ نہیں چلا۔

واپس آیا تو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم نے کیا کیا ہے۔

کہا سب کپڑے بیچے ہیں اور ساتھ وہ کپڑا بھی بیچ آیا ہوں مگر مجھے بتانا یاد نہیں رہا کہ اس میں عیب ہے۔

اس پر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس کے پیسے تم نے کتنے لئے تھے ؟ تو اس نے کہا مجھے یہ بھی یاد نہیں کہ کتنے لئے تھے۔

فرمایا:

آج کل پیسے کتنے ہیں۔ وہ سارے پیسے آج میرے لئے جائز نہیں ہیں ان سارے پیسوں کو فقراء کے اندر تقسیم کر دیا۔

یہ انداز حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ورع و پرہیز گاری کا ہے۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی ورع و پرہیز گاری

حضرت امام بن حنبل رضی اللہ عنہ میں بھی یہی انداز نظر آتا ہے۔

Marfat.com

حضرت امام بن حنبل رضی اللہ عنہ کے گھر میں آٹا گوندھا گیا تو خمیر ے کی ضرورت تھی وہ کہیں سے مانگ کے لایا گیا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو شک پڑ گیا کہ جہاں سے یہ خمیرہ آیا ہے ان لوگوں کا رزق کچھ مشکوک ہے۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر والوں کو یہ کہہ دیا کہ اس آٹے کی روٹیاں تم میرے گھر نہیں پکا سکتی میں یہ روٹی نہیں کھاؤں گا اور نہ ہی اپنے گھر کسی کو کھانے دوں گا۔ تو انہوں نے پوچھا اے امام کیا ہم یہ فقراء کو دے دیں تو آپ نے فرمایا ایک شرط پر دے سکتے ہو۔

فقراء سے کہہ دو کہ یہ آٹا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے گھر سے آیا ہے مگر انہوں نے خود اس کی روٹی نہیں کھائی۔ سبب یہ تھا کہ جن سے خمیرہ لیا گیا ان کے رزق میں کچھ شک ہے۔ ہمارے آٹے میں وہ شامل ہو گیا ہے۔

اگر فقراء قبول کر لیں تو پھر ٹھیک ہے مگر بتائے بغیر تم نہیں دے سکتے۔

فقراء بھی پھر امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے زمانے کے فقراء تھے۔ یہ نہیں کہ لکڑ ہضم، پتھر ہضم۔ فقراء کو بتایا گیا کہ یہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے گھر کا آٹا ہے ہم یہ تمہیں دینا چاہتے ہیں لیکن خود انہوں نے اس کی روٹی کھانے سے انکار کیا ہے۔ تو فقراء نے کہا جس آٹے کی روٹی زمانے کا امام نہ کھائے اس امام کے غلام کیسے کھا سکتے ہیں۔ لہٰذا ہم بھی نہیں کھائیں گے۔

اسکے بعد امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے پوچھے بغیر وہ آٹا دریا میں پھینک دیا گیا۔ دجلہ کے اندر اس کو ڈالا گیا پھر امام صاحب کو پتہ چلا کہ وہ تو دریا میں پھینک

Marfat.com

دیا گیا ہے فرمایا تم نے مجھ سے پوچھا ہی نہیں اور دریا میں پھینک دیا۔ دریا میں تو مچھلیاں ہوتی ہیں وہ استعمال کر جائیں گی۔ اگر تم نے وہ آٹا دریا میں ڈالا ہے تو آج سے میرا اعلان سن لو میری کوئی دعوت پکانے والا مجھے دجلہ کی مچھلیاں نہ کھلائے اور میرے گھر والے کبھی اس مچھلی کو استعمال نہیں کر سکتے۔ اس واسطے کہ دریا میں وہ آٹا گرا ہے کہ جس میں ایک شک والا پہلو موجود تھا۔

اس انداز سے ہمارے سامنے ان لوگوں کی ورع و پرہیز گاری ہے اور ان کا تقویٰ وطہارت ہے۔

میری دعا ہے کہ رب ذوالجلال ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر

5

طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم

Marfat.com

اَحْمَدُكَ اللّٰهُمَّ يَامُجِيْبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ هُوَ
اَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِى الْفَضَائِلِ۔

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِىْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ
بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

مَوْلَاىَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ واتم برھانہ کی حمد وثناء اور حضور سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، زینتِ بزمِ کائنات، دستگیرِ جہاں، غمگسارِ زماں سید سروراں، حامیِ بیکساں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد

Marfat.com

وارثانِ منبر و محراب، اربابِ فکر و دانش، اصحابِ محبت و مودّت، حاملینِ عقیدۂ اہلِ سنت

نہایت ہی معزز و محتشم حضرات و خواتین سامعین و ناظرین!

رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ہم سب کو ادارہ صراطِ مستقیم کے زیرِ اہتمام فہمِ دین کورس کے چودھویں سبق میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت کا فہم عطا فرمائے اور قرآن و سنت کے ابلاغ و تبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

دین کے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ طلاق کا مسئلہ ہے۔

بقائے نسل اور بقائے انسانیت چونکہ نکاح سے وابستہ ہے اور نکاح کے شعبہ جات میں سے طلاق کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ لہٰذا ایک شخص جو مومن ہے، عاقل ہے، بالغ ہے، اس پر نکاح اور طلاق کے مسائل کو جاننا یوں فرض ہے جیسے اس پر نماز کی فرضیت ہے۔ پورے دین کو جاننا تو ایک فرض کفایہ ہے لیکن ایک مسلمان زندگی کے جس شعبہ میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے اس کے مسائل کو جاننا فرض عین ہے۔

مثال کے طور پر تاجر کا تجارت کے شرعی مسائل کو جاننا یہ فرض عین ہے۔ اسی

Marfat.com

طرح جو عاقل و بالغ ہے اس کے لئے نکاح کے مسائل، طلاق کے مسائل اور ان تمام چیزوں کو جاننا نہایت ضروری ہے۔ بالخصوص طلاق ثلاثہ کا مسئلہ طلاق کے اہم مسائل میں سے ہے۔

اس واسطے آج ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو قدرے تفصیل سے بیان کریں گے اور اس کی بحث کے جو اہم حصے ہیں، وہ سامنے لائیں گے۔

طلاق کا لغوی معنیٰ

طلاق عربی زبان کا لفظ ہے اس کا معنیٰ کھولنا ہے۔

1- حل العقد: کسی رسی کو کھولنا، اس کو لغت میں طلاق کہا جاتا ہے۔

2- ناقۃ طالق: وہ اونٹنی کہ جس کی رسی اتار دی گئی ہو یعنی رسی سے باندھی ہوئی ہو اور اس کی رسی کو کھول دیا جائے۔

3- اسیر مطلق: جیل میں بند قیدی کو رہا کیا جائے تو اسے اسیر مطلق کہا جاتا ہے

لغوی طور پر طلاق کا استعمال

لغوی طور پر لفظ طلاق حسی قید کو ختم کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے یعنی رسی تھی یا بیڑی تھی یا کسی اور چیز نے بندے کو روکا ہوا تھا، وہ حسی تھی، یعنی نظر آرہی تھی۔ انسان ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز ہو جس کو کسی چیز کے ساتھ باندھا گیا ہو تو اس حسی قید کو حسی بیڑی کو اور حسی گرہ کو کھولنا طلاق کا لغوی معنیٰ ہے۔

Marfat.com

عرفی طور پر طلاق کا استعمال

عرف کے لحاظ سے فقط طلاق ایک معنوی قید کو اٹھانے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ عورت کا مرد کے ساتھ جو رشتہ نکاح کی وجہ سے بنا تو وہ ایسا نہیں تھا کہ عورت کو کسی رسی کے ساتھ باندھا گیا ہو، کوئی محسوس قید یا کوئی محسوس چیز نہیں تھی۔ ایک معنوی چیز تھی کہ جس کی وجہ سے عورت ایک مرد کے ساتھ باندھی گئی تھی اور اس کے ساتھ متعلق ہو گئی تھی، اس کا عقد ہو گیا تو عرف کے لحاظ سے لفظ طلاق اس معنوی قید کو اٹھانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

اس واسطے آج اس طلاق کی گفتگو کو سنتے ہوئے اس لغوی وضاحت اور عرفی وضاحت کے ساتھ ہمیں طلاق کا اصطلاحی معنیٰ بھی دیکھنا چاہئے۔

اصطلاحی تعریف

حَلُّ قَیْدِ النِّکَاحِ بِلَفْظِ الطَّلَاقِ وَنَحْوِہٖ   درمختار: ۲/۵۷۰

طلاق یا اس طرح کے کسی لفظ کو بول کے نکاح کے بندھن کو ختم کر دینا، اس کو طلاق کہا جاتا ہے۔ نکاح کی قید کو لفظ طلاق سے یا اس طرح کے لفظ سے اٹھا دینا اس کو طلاق کہتے ہیں۔

رَفْعُ قَیْدِ النِّکَاحِ فِی الْحَالِ اَوِ الْمَآلِ بِلَفْظٍ مَخْصُوْصٍ   درمختار ۲/۵۷۰

نکاح کی قید کو اٹھانا اسی وقت یا مستقبل میں لفظ مخصوص کے ساتھ اس کو طلاق

Marfat.com

کہا جاتا ہے۔

اس میں حال کا اور مآل کا جو استعمال ہوا ہے اس سے اصل میں طلاق کی جو دو اقسام ہیں، ان کو بیان کرنا مقصود ہے۔

نمبر ا۔ طلاق رجعی: Revocable Divorce

طلاق رجعی میں بھی ایک قید کو اٹھایا جاتا ہے مگر وہ فی الحال نہیں اٹھتی۔ اس میں ابھی وقت گزرے گا تو پھر وہ طلاق حکم کا فائدہ دے گی، چونکہ اس میں بندے کو عدت کے اندر رجوع کا اختیار ہے، وہ جب چاہے صرف اتنا کہہ دے کہ یہ میری بیوی ہے تو طلاق کا اثر ختم ہو جائے گا لیکن طلاق اس کے کوٹے میں شمار ہوگی کہ اس مرد نے ایک طلاق دے دی ہے اور باقی صرف دو کا حق رہ گیا ہے لیکن کسی نئے نکاح کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اس طلاق رجعی کی وجہ سے رجوع کافی ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ طلاق رجعی کی وجہ سے طلاق کا بندھن اٹھتا تو ہے مگر فی الحال نہیں اٹھتا مستقبل میں جا کے اٹھتا ہے۔ جب عدت ختم ہو جائے گی تو عدت ختم ہونے کے بعد پھر نکاح والا حکم ختم ہو جائے گا وہ عورت پہلے خاوند سے آزاد ہوگی، آگے جہاں چاہے گی شادی کر سکے گی۔

دوسری قسم کی پھر دو قسمیں ہیں۔

1۔ طلاق بائنہ۔

2۔ طلاق مغلظہ Irrevocable Divorce

طلاق رجعی کے علاوہ جو طلاق بائنہ ہے یا مغلظہ تو اس کی وجہ سے فوراً نکاح کا

Marfat.com

حکم اٹھ جاتا ہے، اسی وقت وہ عورت بندے کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے۔ اگرچہ آگے نکاح کرنے کے لئے اس کو عدت تو گزارنا پڑے گی مگر فی الحال نکاح سابق کی قید اٹھ جائیگی۔ اس تعریف کا یہ مطلب ہوا کہ نکاح کی قید کو اٹھانا لفظ مخصوص کے ساتھ، خواہ فی الحال نکاح کی قید اٹھا دی جائے یا مستقبل کے اندر وقت معین گزرنے پر نکاح کی قید اٹھا دی جائے۔

الفاظ طلاق

اس کے لئے الفاظ مخصوص ہیں یا تو صراحۃً لفظ طلاق کہہ دے یا اس طرح کہہ دے کہ تو مجھ سے بائن ہے، یا حرام ہے۔ اس طرح کے الفاظ بولے۔

طلاق دینے کا جواز

اسلام میں طلاق دینے کا جواز تو ہے مگر یہ کوئی پسندیدہ کام نہیں ہے۔ اصل میں ایک مرد اور ایک خاتون کا آپس میں رشتہ قائم ہوا تو اسلام یہ چاہتا ہے کہ یہ آپس میں گزارہ کریں۔ اگرچہ آپس میں کچھ طبیعتوں کا فرق بھی ہے لیکن پھر بھی کوشش یہ کی جائے کہ ناچاقی نہ ہو اور ان کا گزارہ ہوتا رہے بہر حال طلاق کا جواز قرآن و سنت میں موجود ہے۔

سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۲۹ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ

طلاقیں دو ہیں پھر اس کو اچھے طریقے سے روک لو یا پھر احسان کرتے ہوئے اس کو چھوڑ دو۔

Marfat.com

اس سے پتا چلا کہ طلاق دینا شرعی طور پر جائز ہے۔ ایسے ہی رسول اکرم ﷺ سے بوقت حاجت طلاق کا صدور ہوا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے طلاق دی اور پھر آپ نے رجوع کیا، جس طرح ابن ماجہ میں یہ حدیث شریف موجود ہے:

طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا ابن ماجہ: ح: ۲۰۱۶

رسول اکرم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی پھر ان کی طرف رجوع کیا۔

اس سے پتہ چلا کہ طلاق دینا جائز ہے۔ اچھا یہ ہے کہ طلاق کی نوبت نہ آئے، ممکن حد تک کوشش کرنی چاہئے کہ طلاق کی نوبت نہ آئے۔ اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ ابن ماجہ شریف۔ ح: ۲۰۱۸

اللہ کے نزدیک حلال کاموں میں سے جو ناپسندیدہ کام ہے، وہ طلاق دینا ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ جواز تو ہے لیکن یہ پسندیدہ کام نہیں ہے۔

حدیث نمبر 2

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَيُّمَا امْرَاَةٍ سَالَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ فِیْ غَيْرِ مَابَاسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ۔

سنن ابن ماجہ: ص ۱۴۸۔ رقم الحدیث۔ ۲۰۵۵ مسند امام احمد: ۵/ ۲۷۷

Marfat.com

جس خاتون نے بغیر سبب کے خاوند سے طلاق مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کی خوشبو کو بھی حرام کر دیا۔

یعنی نہ تو مرد طلاق دینے میں جلدی کرے اور نہ ہی عورت مرد کو کہے کہ تو مجھے طلاق دے دے، اس کو اتنا ناپسند کیا گیا کہ جس نے بغیر کسی معقول وجہ کے اپنے خاوند سے کہا کہ تو مجھے فارغ کر اور تو مجھے طلاق دے دے تو رسول اکرم ﷺ اس کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی خوشبو کو حرام فرما دے گا۔

لہٰذا یہ شریعت مطہرہ کا تقاضا ہے کہ مرد بھی اس میں جلدی نہ کرے اور عورت بھی خواہ مخواہ مطالبہ نہ کرے۔ اصل جو رشتہ منعقد ہو گیا، اس کو نبھانے کی کوشش کی جائے۔ اس کے بعد اگر ان دونوں کا گزارہ نہیں ہوتا تو یہ ایک معقول سبب ہے یعنی ان کی طبیعتوں میں شرق و غرب کا بعد ہے اور بالکل اس گاڑی کے چلنے کا کوئی امکان ہی نظر نہیں آتا تو پھر شریعت میں اجازت موجود ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے مرد کو اختیار دیا ہے کہ وہ عورت کو طلاق دے سکتا ہے۔

بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ   سورۃ البقرۃ: ۲۳۷

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے، عورت کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اسباب کے پائے جانے کے بعد وہ جب چاہے گرہ کھول دے، طلاق واقع ہو جائے گی۔ اصل اساسی حق مرد کا ہے، نہ عورت خود طلاق دے سکتی ہے اور نہ ہی جج اور حاکم اپنی طرف سے عام نارمل صورت میں مرد کی طرف سے وکیل بن کے طلاق دے سکتے ہیں۔

Marfat.com

طلاق دینے میں مرد کے اختیار کی حکمت:

آج کے دور میں اذہان روشن خیالی کا ایک وبال رکھتے ہیں تو کئی لوگ اس پر بھی جھگڑا شروع کر دیتے ہیں کہ اگر مرد کو حق ہے تو عورت کو حق کیوں نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے اور اس کی حدود ہیں، یہ قیاسی نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا جیسا حکم ہے ویسے ماننا پڑے گا لیکن حکمت سمجھ میں آتی ہے۔

1۔ عورت اپنی فطرت اور طبیعت کے لحاظ سے فیصلوں میں جلد باز ہوتی ہے، جلد متاثر بھی ہو سکتی ہے اور جلد متنفر بھی ہو سکتی ہے۔ اگر عورت کے ہاتھ میں طلاق کا اختیار ہوتا تو چھوٹے چھوٹے معاملات پر طلاق دے بیٹھتی اور اس کے بعد پھر ساری عمر پچھتاتی رہتی اور شرمسار رہتی۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ میں طلاق کا اختیار نہیں دیا بلکہ اس کے مقابلے میں اختیار مرد کو دیا کیونکہ مرد مجموعی طور پر اتنا جلد باز نہیں ہے، بالکل معمولی سی بات پر وہ کوئی ہمیشہ کی دوریاں بنانے والا نہیں ہے تو اس کو طلاق کا اختیار دیا گیا۔

2۔ طلاق کے واقع ہونے کے بعد کچھ مالی اخراجات ہوتے ہیں، وہ اخراجات مرد کو برداشت کرنے پڑیں گے تو جس نے اخراجات برداشت کرنے ہیں پھر وہی دروازہ بھی کھولے۔ اخراجات کیا ہیں۔ مثلاً نکاح میں مہر موجل تھا ابھی ادا نہیں کیا گیا تھا مثلاً وہ دو سال کے بعد کرنا تھا۔ اب یہ قانون ہے کہ اگر طلاق ہو جائے تو فوراً مہر ادا کرنا پڑتا ہے، اب مرد پر یہ لازم ہے کہ وہ ابھی مہر پورا کرے۔ جب وہ طلاق دینا چاہتا ہے تو اس کو سوچ کے طلاق دینی ہے کہ مجھے اتنے پیسے بھی دینے

Marfat.com

پڑتے ہیں اور میرے پاس بندوبست بھی نہیں ہے۔

ایسے ہی عدت کا نفقہ بھی تو مرد کے ذمے ہے اس کی ساری صورتحال اس کے سامنے ہوتی ہے تو اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کو آگے جا کے کچھ اخراجات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، وہ ہی اپنی رضا سے چاہے تو گرہ کھولے چاہے تو گرہ نہ کھولے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار مرد کو دیا لیکن اگر کوئی بندہ اختیار ختم کرنا چاہے تو پھر اس کو اجازت ہے، اختیار اپنا ختم کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً نکاح کے وقت لڑکی والوں نے یہ لکھوا لیا تھا کہ ہماری لڑکی جب چاہے گی اپنے آپ کو طلاق دے سکے گی اور مرد نے اس کو تسلیم کر لیا تھا تو مرد نے خود ہی اپنا حق ختم کر دیا۔

اس کے بعد جس عورت نے طلاق کا حق مرد سے لے لیا ہے، مرد کا حق اس نے وصول کر لیا ہے تو وہ جب چاہے گی، طلاق دے سکے گی۔ لیکن اصولی طور پر اگر کوئی شرط ایسی طے نہیں ہوئی تو قرآن مجید کا جو فیصلہ ہے، وہ یہ ہے کہ

بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ

۱۱ مرد کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے، وہ کھولے گا تو کھلے گی، ورنہ طلاق واقع نہیں ہوگی۔

طلاق دینے کا طریقہ

شریعت میں طلاق دینے کا ایک طریقہ ہے۔ یہ نہیں کہ جس طرح بندہ چاہے، بے لگام بولتا جائے اور طلاق دے۔ طلاق دینے کا سنت میں اور شریعت میں ایک طریقہ ہے، اس کے مطابق طلاق دینی چاہئے۔

Marfat.com

1- جب بندہ اپنی بیوی کو طلاق دے تو وہاں طلاق کی حاجت بھی پائی جائے، بلا وجہ طلاق نہ ہو، چونکہ طلاق کوئی پسندیدہ کام نہیں، واقعی کوئی حاجت متحقق ہو جائے تو پھر طلاق دی جائے۔

2- مرد طلاق اس وقت دے جب عورت کے ماہواری کے دن نہ ہوں، یعنی عورت حالت حیض میں نہ ہو، اس وقت اس عورت کو طلاق دے کیونکہ حالت حیض میں تو وہ طبعاً نفرت کر سکتا ہے، اس وقت طلاق کا حکم دیا گیا جب عورت اس کے لئے رغبت والی ہو، لیکن پھر بھی اگر وہ طلاق دینا چاہتا ہے تو اب حالت طہر میں دے تاکہ پتہ چلے کہ وہ واقعی اس سے جدا ہونا چاہتا ہے۔

طلاق دینے کا جو میں طریقہ بیان کر رہا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اچھا طریقہ ہے، اگر کسی نے بغیر حاجت شرعی کے پائے جانے کے طلاق دے دی، طلاق تو ہو جائے گی لیکن صحیح طریقہ یہ ہے کہ حاجت ہو تو طلاق دے۔ ایسے ہی اگر کسی شخص نے حیض میں طلاق دے دی تو اس میں طلاق واقع ہو جائے گی، لیکن شریعت یہ چاہتی ہے کہ طلاق اس وقت ہو جب طلاق دینا مشکل ہو، حیض کے وقت طلاق دینا آسان ہے اور طہر کے ایام میں طلاق دینا مشکل ہے، لہٰذا اس وقت یہ طلاق دے جب کچھ رکاوٹ ہو۔

3- شریعت یہ چاہتی ہے کہ تینوں طلاقیں اکٹھی نہ دی جائیں، ایک طہر میں ایک طلاق دی جائے تاکہ اس کے پاس ابھی گنجائش باقی ہو۔ ایک طہر میں دے گا تو عورت کا ہوش ٹھکانے آجائے گا اور ایسے ہی مرد کا بھی ہوش ٹھکانے آجائے گا۔

Marfat.com

ایک طلاق ہو چکی ہے تو اب اس کو پتہ چلے گا کہ میرے بچوں کا کھانا کس نے پکانا ہے اور میری زندگی کیسے گزرنی ہے اور ابھی پیچھے گنجائش بھی باقی ہوگی۔ ابھی مرد دو طلاقوں کا اختیار رکھتا ہے تو شریعت نے قانون رکھا کہ وہ ایک طہر میں ایک طلاق دے تاکہ کم سے کم طلاقیں واقع ہوں اور طلاقیں واقع ہونے میں رکاوٹیں ہوں۔

شریعت یہ چاہتی ہے کہ ہر بندہ یوں اٹھ کے طلاق نہ دینا شروع کر دے، ہر طہر میں ایک طلاق دے گا تو پھر ٹائم گزرے گا اور اس میں ایسا لمحہ ضرور آئے گا، جس میں اس کو ہوش آئے گا، اگر وہ لوٹنا چاہے گا تو واپس آسکے گا۔ اس کیلئے گنجائش موجود ہوگی، تو یہ شریعت نے طریقہ رکھا کہ وہ صرف ایک طلاق دے لیکن جس طرح پہلے دو باتوں میں اگر دیتا ہے تو ہو جاتی ہے۔ ضرورت کے بغیر طلاق دے پھر بھی واقع ہو جاتی ہے، حیض میں طلاق دے پھر بھی واقع ہو جاتی ہے، اور ایسے ہی تینوں طلاقیں بیک بار دے تو تینوں واقع ہو جائیں گی۔

شریعت چاہتی ہے کہ ایک ایک طلاق دے تاکہ حکمت کا تقاضا پورا ہو لیکن اگر وہ اللہ کی طرف سے دیا ہوا گولڈن چانس نہیں لینا چاہتا اور اس پر وہ ضدی ہے، ہٹ دھرم بنا ہوا ہے تو پھر اس کو سزا بھی ملے گی۔

اب جس وقت وہ تینوں طلاقیں دے گا، اس کی کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً وہ یہ کہتا ہے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں، یا یہ کہتا ہے کہ تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، یہ تینوں جملے ایک ہی مجلس میں بول دیتا ہے یا ایک ہی طہر میں بول دیتا ہے یا پھر وہ طلاق علیحدہ علیحدہ دیتا ہے تو جس طرح بھی وہ طلاق دے گا تینوں کی

Marfat.com

تینوں واقع ہو جائیں گی۔

خواہ جملہ ایک ہو یا جملے جدا جدا ہوں۔ طہر ایک ہو یا طہر جدا جدا ہوں مجلس ایک ہو یا مجلسیں جدا جدا ہوں تو جس وقت وہ تینوں طلاقیں دے گا تو تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور اس کے بعد وہ عورت خاوند پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی اور اس عورت کا مرد کے ساتھ کوئی ازواجی تعلق باقی نہیں رہے گا، یہ فائنل طلاق ہے کہ جس میں رجوع کا نکاح کے لحاظ سے کوئی چانس نہیں ہے۔

بائنہ میں نکاح ہو سکتا ہے اور طلاق رجعی میں عدت گزر جائے تو وہ بائنہ بن جاتی ہے، اس میں نکاح سے معاملہ صحیح ہو سکتا ہے۔ جو ابتداءً بائنہ ہے اس سے بھی نکاح کے ساتھ کام چل سکتا ہے مگر یہ جو تین طلاقیں ہیں، یہ فائنل طلاقیں ہیں، یہ وہ مقام ہے جہاں میاں بیوی کا آپس میں تعلق ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے اور وہ عورت خاوند پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید نے واپسی کی ایک ہی صورت رکھی ہے وہ یہ ہے

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ

سورۃ البقرۃ: ۲۳۰

ترجمہ: پھر اگر تیسری طلاق دے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہو گی جب تک وہ اس کے سوا کسی اور زوج سے شادی نہ کرے۔

یعنی وہ عورت یہاں سے فارغ ہو گئی، کہیں اور شادی ہو گئی اور وہاں سے پھر اگر اس کو طلاق ہو گئی، اگر وہ پہلے خاوند کے پاس آنا چاہے تو وہ آسکے گی۔ اس کے

Marfat.com

سو قرآن مجید نے واپس لوٹنے کا کوئی راستہ نہیں رکھا اور ہمیشہ کے لئے وہ عورت مرد کے لئے حرام ہو گئی۔

ان تین شرائط میں حکمت یہ ہے کہ طلاق کے اندر کچھ رکاوٹ ہو تاکہ بندہ آخری حد کو نہ چھوئے کہ جہاں سے پھر لوٹنا مشکل ہو جائے۔

طلاق ثلاثہ اور امت مسلمہ

طلاق کے اسباب اور علل کو بیان کرنا ہمارا موضوع نہیں ہے، ہم اصل میں یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ طلاق ثلاثہ کے بارے میں امت مسلمہ کا جو موقف رہا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین سے اس کو واضح کرنا چاہتے ہیں۔

طلاق ثلاثہ کی صورت حال کہ ایک ہی جملے میں تینوں دی جائیں اور ایک مجلس میں تینوں دی جائیں، یہ واقع ہو جاتی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری کے زمانہ سے لے کر آج تک امت مسلمہ کا یہی موقف رہا ہے، وہ صحابہ کرام ہوں یا تابعین یا ائمہ اربعہ، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ ان چاروں کی فقہ کے اندر یہ تینوں طلاقیں اسی انداز میں واقع ہو جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ سینکڑوں اور ائمہ ہیں، سارے کے سارے اس بات پر متفق ہیں کہ جس وقت ایک شخص اپنی زبان سے تینوں طلاقیں دے دیتا ہے، اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی، وہ تینوں واقع ہو جاتی ہیں، اس کے بعد وہ عورت ہمیشہ کیلئے حرام ہو جاتی ہے۔

اس میں یہ بات بڑی قابل غور ہے کہ ایک ہے طلاق کا شریعت کے مطابق

Marfat.com

ہونا اور ایک ہے واقع ہو جانا۔ اب جس آدمی نے تینوں بیک باردی ہیں تو اس نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے مگر جو کچھ اس نے کیا ہے، وہ ہو جائے گا۔ اس کی مثال سمجھئے۔

سنت طریقہ پانی پینے کا یہ ہے کہ تین بار سانس لیا جائے، اب اگر ایک شخص سانس نہیں لیتا اور پانی کا گلاس پی جاتا ہے تو کیا آپ یہ کہیں گے کہ جس نے سنت کے مطابق پانی نہیں پیا اس نے پانی نہیں پیا۔ اگر اس نے تین سانس درمیان میں نہیں لئے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نے گلاس پانی نہیں پیا۔ پانی تو اس نے پیا ہے مگر سنت طریقے سے نہیں پیا بلکہ خلاف سنت طریقے سے پیا ہے۔

ایسے ہی تینوں طلاقیں جس نے بیک باردی ہیں، اس کی تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی لیکن کام اس کا خلاف شرع ہوگا، اس کا دہرا جرم ہے کہ اس نے ایک تو جو طلاق کا ناپسندیدہ کام تھا وہ کیا ہے اور پھر ناپسندیدہ کام ناپسندیدہ طریقے سے کیا ہے اس کو چاہئے تھا کہ اگر اس نے ایسا کرنا ہی تھا تو جو شریعت میں طریقہ ہے وہ طریقہ سامنے رکھتا۔ مگر یہاں تو الٹی گنگا بہتی ہے۔

ایک تو وہ شخص جرم کر رہا ہے کہ اس نے شرعی طریقہ کو چھوڑا ہے اور دوسرا یہ کہ اس کو چھٹی دے دو، اس نے گویا یہ کام کیا ہی نہیں، نہیں نہیں۔ جس نے کیا ہے، ماننا پڑے گا کہ کام واقع ہو گیا ہے اور طلاقیں منعقد ہو چکی ہیں لیکن اس نے شریعت کے مطابق نہیں دی ہیں۔ چاہئے تھا کہ ہر طہر میں ایک طلاق دیتا لیکن جو اس نے کیا ہے، وہ ہو گیا ہے۔ لہٰذا تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

میں اس وقت جمہور کا مذہب، ائمہ اربعہ کا مذہب بیان کر رہا ہوں اور سنت

Marfat.com

طریقہ بیان کر رہا ہوں۔ میں یہ بھی بیان کر رہا ہوں کہ طلاق ناپسندیدہ عمل ہے اور طلاق پر پابندیاں ہیں کہ بندہ کسی طرح طلاق دینے سے بچے، طلاق دے کے جب دروازہ بند ہو گیا تو کسی مفتی کی مجال نہیں کہ وہ کھولے، وہ دروازہ خدا نے بند کیا اور بندہ پھر اس کو کھول نہیں سکے گا۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے طلاق ثلاثہ کا حکم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نسائی شریف باب الثلاثۃ المجموعۃ ومافیہ من التغلیظ کی حدیث نمبر ۳۴۳۰ میں موجود ہے۔

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ قَالَ أُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ جَمِيْعًا فَقَامَ غَضْبَانَ ثُمَّ قَالَ أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ حَتّٰى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَلَا أَقْتُلُهُ

نسائی شریف، باب الثلاث المجموعہ ومافیہ من التغلیظ، رقم الحدیث: ۳۴۳۰

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکٹھی دے دیں:

فَقَامَ غَضْبَانَ

تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم غصے سے کھڑے ہو گئے، آپ کو بڑا غصہ آ گیا۔

ثُمَّ قَالَ

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ۔

Marfat.com

کیا میرے ہوتے ہوئے قرآن مجید سے مذاق کیا جارہا ہے۔

جس نے تینوں طلاقیں اکٹھی دی ہیں اس نے اللہ کے قرآن سے مذاق کیا ہے، اتنا محبوب ﷺ کو غصہ تھا کہ آپ بیٹھ نہ سکے بلکہ کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ مجلس میں بیٹھے ہوئے صحابہ کرام کو بھی یہ محسوس ہوا کہ آپ سخت غصے میں ہیں۔

حَتّٰی قَامَ رَجُلٌ

یہاں تک کہ ایک بندہ کھڑا ہو گیا

فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ

اَلَا اَقْتُلُہٗ

اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کو قتل کر آؤں۔

جس نے تینوں طلاقیں اکٹھی دی ہیں، یہ کام رسول اکرم ﷺ کو کتنا ناپسند ہوا۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ اگر تینوں طلاقیں اکٹھی دینے سے واقع نہ ہوتیں تو سرکار ﷺ کو غصے کی کیا ضرورت تھی، آج جو لوگ کہتے ہیں ہزار دیں تو پھر بھی کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن اس پر سرکار دو عالم ﷺ کو کتنا غصہ ہے کہ میں تمہارے اندر بیٹھا ہوں اور میرے قرآن سے مذاق ہو رہا ہے۔ کوئی تین طلاقیں دے رہا ہے، کوئی کچھ کر رہا ہے۔ جبکہ میں تمہارے اندر موجود ہوں، ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا یہ انداز دو باتیں ہمارے لئے واضح کر رہا ہے۔

1- ایک یہ ہے کہ جو بندہ تین طلاقیں دیتا ہے، تینوں ہو جاتی ہیں ورنہ

Marfat.com

نبی پاک ﷺ کو غصہ نہ آتا۔

2- دوسرا یہ ہے کہ جو طبقہ آج طلاق کو سمجھتا ہی کچھ نہیں، صبح بھی دیتے ہیں، شام کو بھی دیتے ہیں اور پھر بسائے رکھتے ہیں اور کہتے ہیں ہزار بھی دے دیں تو کچھ نہیں ہوتا۔ یہ تو اللہ کی حد ہے، اللہ کی حد سے جو مذاق کرے، اللہ اس کو کبھی بھی پسند نہیں کرتا۔ اس واسطے میرے محبوب ﷺ فرمانے لگے:

تعجب ہے کہ میں تمہارے اندر بیٹھا ہوں، میرے ہوتے ہوئے میرے قرآن سے مذاق ہو رہا ہے، لہٰذا جو طلاق دے سوچ کے دے، اس انداز سے طلاق نہ دو جس سے مجھے بھی غصہ آئے اور میرے خالق کو بھی غصہ آئے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ تین طلاقیں دینے کا عمل ایسا نہیں ہے کہ وہ تین دے بھی دے اور کچھ بھی نہ ہو بلکہ یہاں ڈبل ہوگا، تینوں واقع ہو جائیں گی اور دوسرا شریعت کی ناراضگی ہوگی۔

قرآن مجید سے دلائل

آیت نمبر 1-

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا۔ (سورۃ الطلاق: 1)

جو بندہ اللہ کی حدود سے تجاوز کر گیا اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔

لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَٰلِكَ أَمْرًا

Marfat.com

تمہیں پتہ نہیں شاید اللہ اس کے بعد کوئی چیز پیدا فرمادے۔

اس کی شرح امام نووی نے شرح مسلم میں جس انداز سے کی ہے، وہ بڑا ہی خوبصورت انداز ہے، امام نووی شرح صحیح مسلم کے صفحہ ۴۷۸ میں اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

قَالُوْا مَعْنَاہُ اَنَّ الْمُطَلِّقَ قَدْ یَحْدُثُ لَہٗ نَدَمٌ۔

اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کبھی طلاق دینے والے کو شرمندگی ہوتی ہے۔

فَلَا یُمْکِنُہٗ تَدَارُکُہٗ لِوُقُوْعِ الْبَیْنُوْنَۃِ۔

پھر اس شرمندگی کا کوئی علاج نہیں ہوسکتا، علیحدگی کے واقع ہونے کی وجہ سے اب اس وقت شرمندگی کا کوئی فائدہ نہیں یعنی تحلیل شرعی کے بغیر تدارک نہیں ہو سکے گا۔

فَلَوْ کَانَتِ الثَّلَاثُ لَمْ تَقَعْ لَمْ یَقَعْ طَلَاقُہٗ ھٰذَا اِلَّا رَجْعِیًّا فَلَا یَنْدَمُ۔

اگر تین طلاقیں واقع نہ ہوتیں تو یہ طلاق صرف رجعی واقع ہوتی پس اسے ندامت نہ ہوتی۔

اگر تینوں طلاقیں ایک واقع ہوتیں تو پھر اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ تم حدود سے تجاوز کر گئے ہو۔

یہ تب ہوا جب وہ ایسے موڑ پر پہنچ گیا ہے کہ ندامت تو ہے لیکن ندامت کو دور کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، وہ تینوں طلاقیں جب دے چکا تو پھر اس کو شرمندگی ہوئی کہ کاش میری بیوی واپس آجائے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

Marfat.com

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ۔

جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا۔

کیسے؟ اس نے تینوں اکٹھی طلاقیں دے دیں۔

فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ۔

اس نے اپنے آپ پر خود ظلم کیا ہے۔

یہ کوئی نہ کہے کہ شریعت نے کسی کا گھر برباد کر دیا۔ مفتی نے یہ کر دیا، شریعت نے یہ کر دیا، مفتی کی کیا مجال کہ وہ ایسا کرے، یہ فیصلہ تو رب ذوالجلال کا ہے۔

لَا تَدْرِىْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۔

اے طلاق دینے والے! تجھے پتہ نہیں اگر تو ہمارے کہنے کے مطابق ایک ایک دیتا تو اس ایک کے بعد بھی ہوش ٹھکانے آتا، اللہ امر پیدا کر دیتا۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ اس کی واپسی کا تیرے دل میں خیال ڈالتا کہ یہ کہاں جائے گی، میں کہاں جاؤں گا تو میں ایسا طریقہ اختیار کروں کہ وہ واپس آجائے تو طلاق دیتے وقت ظلم نہ اپنے آپ پہ کرو نہ کسی اور پہ کرو، طلاق اس انداز میں دو، اگر ندامت ہو تو پھر اس کا تدارک بھی ہو سکے۔

اگر تین طلاقیں واقع نہ ہوتیں تو پھر ندامت کی صورت نہ بنتی کہ جس کا تدارک ہو ہی نہ سکے۔ چونکہ ایسی صورت قرآن بیان کر رہا ہے تو پتہ چلا تین طلاقیں ضرور واقع ہو جاتی ہیں، امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اگر تین طلاقیں واقع نہ ہوئی ہوتیں تو طلاق رجعی واقع ہوتی، طلاق رجعی

Marfat.com

میں اسکے لئے واپسی کا امکان موجود ہوتا، اس کو ظالم بھی نہ کہا جاتا، لاتدری کے الفاظ بھی نہ بولے جاتے، تو اللہ تعالیٰ کا قرآن بول رہا ہے کہ اس طریقے سے طلاق دوتا کہ حدود سے تجاوز بھی نہ ہو، اپنے اوپر ظلم بھی نہ ہو اور تمہارے لئے ندامت کو رفع کرنے کا موقع بھی موجود ہو۔

اس کی شرح معالم التنزیل اور تفسیر خازن میں کی گئی ہے۔

لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۔ (سورۃ الطلاق:۱)

کہ اللہ ایک امر پیدا کر دے گا۔

وہ کیا امر ہے؟ کہتے ہیں:

يُوْقِعُ فِيْ قَلْبِ الزَّوْجِ مُرَاجَعَتَهَا بَعْدَ الطَّلْقَةِ اَوِ الطَّلْقَتَيْنِ۔

معالم التنزیل: ۲۰۱/۵ تفسیر خازن: ۳/ ۲۷۸

اللہ تعالیٰ خاوند کے دل میں یہ بات ڈالے گا، کہ ایک طلاق کے بعد یا دو طلاقوں کے بعد تم اپنی بیوی سے رجوع کرلو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم سارے دروازے خود ہی بند کر رہے ہو اور تینوں اکٹھی دے رہے ہو، اپنے اوپر ظلم کر رہے ہو۔ یوں کرو کہ تمہاری ندامت کو مٹانے کا چانس باقی ہو۔ آج تمہیں سو فیصد جس بیوی سے نفرت ہے اور طلاق دے رہے ہو، کل اس سے سو فیصد رغبت بھی پیدا ہو جائے تو اللہ ایک طلاق کے بعد یا دو طلاقوں کے بعد تمہاری طبیعت میں یہ بات پیدا کر دے گا کہ رجوع ہونا چاہیے اور پھر گنجائش بھی ہوگی تو رجوع ہو جائے گا۔ اگر تم نے ایسی صورتحال اختیار کرلی کہ تینوں طلاقیں دے

Marfat.com

چکے ہو، کچھ بھی باقی نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی گنجائش نہیں ہے، جس کو رب گنجائش نہ دیتا ہو، اسے کون اپنی طرف سے گنجائش دے سکتا ہے۔

دوسری آیت

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا۔ (سورۃ الطلاق: ۲)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو اللہ سے ڈرے۔

يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا۔

اللہ تعالیٰ اس کے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے۔

جو ڈرے وہ مارا نہیں جاتا، اس کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے اور جو نہیں ڈرتا اس کے رستے بند ہو جاتے ہیں۔ اس کی تشریح مفسر بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جناب عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کی ہے۔ یہ حدیث شریف ابوداؤد شریف کے باب اسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلاث کی حدیث نمبر ۲۱۹۷ ہے۔

عن مجاهدٍ

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ

آپ فرماتے ہیں میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

فَجَاءَهٗ رَجُلٌ

ایک بندہ آ گیا۔

جس طرح طلاق کے بعد پریشان ہو کہ بندہ آ جاتا ہے اور وہ کہتا ہے، کچھ

Marfat.com

میرے لئے کرو۔ایسی صورتحال تھی،وہ آ گیا

فَقَالَ اِنَّهٗ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا۔

اس آدمی نے آ کر کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔

اب میں آپ کے پاس آیا ہوں تا کہ آپ میرے لئے کوئی حل تلاش کریں،

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فَسَكَتَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما خاموش ہو گئے۔

حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ رَادُّهَا اِلَيْهِ

یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس عورت کو اس مرد کی طرف واپس لوٹا دیں گے۔

تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بولے اور اس کی جھاڑ کی جو طلاق دے کے آیا تھا۔

ثُمَّ قَالَ يَنْطَلِقُ اَحَدُكُمْ فَيَرْكَبُ الْحُمُوْقَةَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بولے کہ تم میں سے ایک شخص چلتا ہے اور حماقت پہ سوار ہو جاتا ہے۔

فَيَرْكَبُ الْحُمُوْقَةَ۔

حماقت کی سواری بنالیتا ہے اور اس پر سوار ہو جاتا ہے۔

ثُمَّ يَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ۔

Marfat.com

اور پھر وہ کہتا ہے اے ابن عباس رضی اللہ عنہما میرا کچھ کرو، میرا کچھ کرو۔

پہلے جب حماقت کرتا ہے اس وقت اس کو سوچ نہیں آتی، اس وقت ابن عباس رضی اللہ عنہما یاد نہیں ہوتا، اس وقت طریقہ نہیں پوچھتا، میں طلاق دینا چاہتا ہوں تو میں طلاق کیسے دوں؟ تم میں سے ایک شخص چلتا ہے۔

فَيَرْكَبُ الْحُمُوْقَةَ۔

حماقت پر سوار ہو جاتا ہے۔

پھر وہ مجھے پکارنا شروع ہو جاتا ہے، اے ابن عباس رضی اللہ عنہ میرا مسئلہ حل کرو، فرمانے لگے: حل میں کہاں سے نکالوں۔

وَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا۔

جو بندہ تین طلاقیں دینے سے ڈرے گا، اس کا حل نکالیں گے۔

اب جو پیچھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ طلاق کا پس منظر بیان کر رہے ہیں تو انہوں نے وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ کا معنیٰ کیا بیان کیا، فرماتے ہیں:

جو تین یک بار دینے سے ڈرتا ہے اور تین طلاقیں اکٹھی نہیں دیتا پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آتا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ اسکے لئے دروازہ کھولے گا چونکہ اللہ نے کھول رکھا ہے۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا۔

Marfat.com

فرمایا:

میرے رب کا یہ فرمان ہے کہ جو ڈرے گا، اللہ اس کے لئے رستہ کھول دے گا۔

پھر فرمانے لگے:

وَاِنَّکَ لَمْ تَتَّقِ اللّٰہَ

تین طلاقیں دے کر ابن عباس رضی اللہ عنہ کہنے والے تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔

اب دیکھو کہ وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور آج کے بے لگام مفتی جو کہتے ہیں ، ہزار دے آؤ پھر بھی ہمارے پاس آؤ، ہم راستہ نکالیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بڑی فقاہت کسی کے پاس ہے، وہ علم و حکمت کا بحر ناپیدا کنار حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، وہ ترجمان اسلام اور ترجمان قرآن، جن کو گھٹی کی شکل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کے خزانے عطا فرما دیئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، جو اللہ سے ڈرے گا اس کے لئے رستہ نکالیں گے۔

وَاِنَّکَ لَمْ تَتَّقِ اللّٰہَ

تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا، تو تینوں دے کے آیا ہے۔

اگر تو ڈرتا ہوتا تو ایک دیتا یا دو دیتا۔ تو تینوں طلاقیں دے کے آ گیا ہے، جب تو نے تینوں دے دی ہیں، تو

فَلَا اَجِدُ لَکَ مَخْرَجًا

میرے پاس تیرے لئے کوئی رستہ نہیں ہے۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہیں ایک مفتی تو شریعت کے حکم کو ظاہر کرے گا، اپنے پاس سے جو لگائے گا وہ تو بھگوڑا بن جائے گا وہ اللہ کے دین کا بہت بڑا باغی ہوگا کہ جہاں اللہ نے راہ نکالی ہی نہیں ہے، یہ اپنی طرف سے نکالتا ہے۔ کون ہوسکتا ہے جو قرآن مجید کے اندر اپنی طرف سے بگاڑ پیدا کرے اور رستے نکالے، ابن عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

فَلَا اَجِدُ لَكَ مَخْرَجًا

میرے پاس تیرا کوئی حل نہیں ہے۔

کیونکہ تو نے دو کام کیے ہیں۔

عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ اِمْرَاَتُكَ۔

تو نے دو جرم کیے اپنے رب کی نافرمانی اور تیری عورت تجھ سے بائنہ ہوگئی ہے۔

دونوں کام تجھ سے ہو گئے، رب کا بھی نافرمان بن گیا اور تیری بیوی ہمیشہ کے لئے تجھ پر حرام ہوگئی۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، یہ نبوت کے زیر سایہ پروان چڑھنے والے ہیں، جن کے گھر قرآن اترتا رہا ہے اور یہ واضح طور پر سند صحیح سے میں بیان کررہا ہوں، انہوں نے واضح کیا کہ یہ آیت اس پس منظر میں ہے کہ جو تین دینے سے ڈرے گا، اللہ اس کا رستہ نکالے گا اور جو تین دے بیٹھے گا، اس کے لئے دروازہ کھلنے کی کوئی گنجائش نہیں ہوگی۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اکلیل کے صفحہ ۳۹۸ پر اس آیت کے تحت لکھا:

Marfat.com

قال ابن الفرس قال اکثر المفسرین مَعْنَی الآیَةِ: مَنْ لَا یَتَعَدّٰی مِنْ طَلَاقِ السُّنَّةِ اِلٰی طَلَاقِ الثَّلَاثِ یَجْعَلْ لَہٗ مَخْرَجًا اِنْ نَدِمَ فِی الرَّجْعَةِ بِهَا یُسْتَدَلُّ عَلٰی تَحْرِیْمِ جَمْعِ الثَّلَاثِ وَاِنَّمَا اِذَا جُمِعَتْ وَقَعَتْ۔

ابن فرس کہتے ہیں کہ اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جو نہیں تجاوز کرتا سنت طلاق سے تین طلاقوں کی طرف اگر وہ رجوع میں شرمندہ ہو تو اللہ اس کے لیے نکلنے کی جگہ بنائے گا۔ اس آیت سے تین طلاقوں کے جمع کرنے کی حرمت پر استدلال کیا جا سکتا ہے اور اس پر بھی یہ دلیل ہے کہ جب تینوں طلاقیں اکٹھی دی جائیں تو واقع ہو جائیں گی۔

آیت نمبر 3-

اللہ تعالیٰ کا سورۃ بقرہ میں فرمان ہے:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ۔

سورۃ البقرۃ: ۲۲۹

دو طلاقیں ہیں اس کے بعد یا تو اس کو اچھے طریقے سے چھوڑ دو یا اس کو رکھ لو۔

اب دو طلاقوں کے بعد یہ معاملہ ہے یا تو ان کو روک لو یا ان کو چھوڑ دو، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَہٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ

سورۃ البقرۃ: ۲۳۰

Marfat.com

پھر اگر اس نے طلاق دی تو وہ عورت اس کے لئے کبھی بھی حلال نہیں ہوگی،
یہاں تک کہ وہ کسی اور خاوند سے شادی کر لے۔

حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ

یہاں تک کہ وہ عورت پہلے زوج کے سوا کسی اور زوج سے نکاح کرے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ

اس کی دو صورتیں ہیں۔

1- دونوں طلاقیں یکبار ہوں۔

2- دونوں طلاقیں ایک ایک کر کے دی جائیں۔

جب یکبار دو کا ہونا پایا جا سکتا ہے، تو تین کا ہونا بھی پایا جا سکتا ہے۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ

یہ قرآن مجید نے بیان کر دیا ہے، اس کے بعد فرمایا:

فَاِنْ طَلَّقَهَا

اس کی بھی دو صورتیں ہیں:

1- یا تو اسی طہر میں تیسری دے دے

2- یا اگلے طہر میں تیسری دے دے

جس طہر میں دو دی تھیں اسی طہر میں تیسری بھی دیتا ہے تو تینوں واقع ہو جائیں گی اور اگر تیسری جا کے اگلے طہر میں طلاق دیتا ہے تو پھر بھی تینوں واقع ہو جائیں گی۔

Marfat.com

لہٰذا یہ آیت بھی لازم کر رہی ہے کہ تینوں طلاقیں ایک ہی طہر میں جو دی گئی ہیں، وہ ضائع نہیں جائیں گی، ان میں سے کوئی لغو نہیں جائے گی بلکہ تینوں کی تینوں واقع ہو جائیں گی۔ جب وہ تینوں واقع ہو جائیں گی تو اس کے بعد یہ جائز نہیں ہے کہ وہ عورت پھر اسی گھر میں بحیثیت زوجہ رہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ

وہ عورت اس خاوند کے لئے جائز نہیں ہے، یہاں تک کہ وہ کسی اور سے شادی کرے، اگر وہاں سے فارغ ہو گئی تو پھر آ سکتی ہے، ورنہ اس کے پاس آنا جائز نہیں ہے۔

طلاق ثلاثہ کے بعد تحلیل کا انداز خود قرآن مجید کا بیان کردہ ہے۔ یہ لازمی نہیں کہ وہ پہلے کے پاس ہی آئے، جدھر جانا چاہتی ہے، چلی جائے، پہلے سے آزاد ہو چکی ہے۔ اگر اتفاقاً ایسا ہو گیا کہ اس سے بھی طلاق ہو گئی ہے، اب اگر وہ واپس پہلے زوج کے پاس آنا چاہتی ہے تو قرآن کے کہنے کے مطابق آ سکے گی۔

یہ تین آیات میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہیں، جن سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اگر کوئی بندہ تینوں طلاقیں یکبار دے، ایک جملے میں دے، ایک طہر میں دے یا علیحدہ علیحدہ طہروں کے اندر دے، وہ تینوں کی تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے دلائل

احادیث نبوی میں باقاعدہ ایسی باتوں کا ذخیرہ ہے اور آثار بھی ہیں اور سارے علماء کرام، آئمہ کرام کے اقوال ہیں، یہ ایسا مسئلہ بھی نہیں جو لوگوں کی آنکھوں

Marfat.com

ہیں ڈھول ڈالنے کے لئے کہہ دیں کہ تم حنفی ہو، شافعی اس طرح کرتے ہیں یا تم شافعی ہو، مالکی اس طرح کرتے ہیں یا تم مالکی ہو، حنبلی اس طرح کرتے ہیں۔ تینوں طلاقوں کے واقع ہونے پر سب متفق ہیں اور پوری امت کا اس پر اتفاق ہے۔

اس انداز میں اسکو بیان کیا گیا کہ سب کا یہ اتفاقی مسئلہ ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں اور سب کے فتاوی اور دلائل اسی کو بیان کرتے ہیں جو ان کا انکار کرتے ہیں، ان کے گھروں کے فتوے ایسے ہیں جن میں انہوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ سات صدیوں تک امت میں کوئی ایسا نہیں تھا کہ جو یہ کہتا ہو کہ تین طلاقیں دی جائیں تو ایک ہی واقع ہوتی ہے، سات صدیوں تک پوری امت اس پر قائم رہی تھی کہ جو شخص تین دیتا ہے، تو وہ تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔

حدیث نمبر 1-

عَنْ رُكَانَةَ بْنِ عَبْدِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ طَلَّقْتُ اِمْرَاَتِيْ اَلْبَتَّةَ فَقَالَ مَا اَرَدْتَّ بِهَا؟ قُلْتُ وَاحِدَةً قَالَ وَاللّٰهِ؟ قُلْتُ وَاللّٰهِ قَالَ فَهُوَ مَا اَرَدْتَّ

جامع ترمذی: باب ماجاء في الرجل يطلق امرته البتة:

رقم الحديث ـ ۱۱۷۷

حضرت رکانہ بن عبد یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ

میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔

Marfat.com

فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ

اِنِّیْ طَلَّقْتُ اِمْرَاَتِیْ اَلْبَتَّۃَ

میں نے اپنی بیوی کو البتۃ طلاق دے دی ہے۔

اس میں یہ نہیں ہے کہ میں نے تین طلاقیں دی ہیں۔ اس میں البتۃ کا لفظ ہے (نووی شرح مسلم جلد ا صفحہ نمبر 478) اور اس سے ایک بھی ہو سکتی ہے اور تین بھی ہو سکتی ہیں۔

لہٰذا یہ لفظ دونوں پر بولا جاتا ہے، تو البتۃ کا لفظ بولنے والے سے پوچھا جائیگا کہ تمہاری نیت کیا تھی۔ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، مجھ سے سرکار ﷺ نے پوچھا:

مَا اَرَدْتَّ بِہَا

جب تو نے کہا کہ میری بیوی کو البتۃ طلاق ہے تو اس وقت تمہارا ارادہ کیا تھا۔

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

قُلْتُ وَاحِدَۃً

میں نے کہا ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا۔

تو محبوب ﷺ نے قسم لی۔

قَالَ وَاللّٰہِ؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم، کیا ایک کا ارادہ تھا۔

قُلْتُ وَاللّٰہِ

Marfat.com

حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا، خدا کی قسم! میں نے اس سے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا۔

تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَهُوَ مَا اَرَدْتَّ

پھر جو تمہارا ارادہ تھا، وہی واقع ہو گئی۔

اس میں تو لفظ بولا ہی نہیں لفظ بولا جائے تو پھر نیت کا اعتبار ہی نہیں ہوتا پھر تو بات پوری ہو جاتی ہے۔

البتہ میں احتمال تھا کہ ایک ہو یا تین ہوں، بولنے والے سے پوچھا گیا کہ تیری اس وقت نیت کیا تھی، وہ بیان کر دو، اگر ایک کی ہے تو ایک، تین کی ہے تو تین۔ رکانہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے، میں نے ایک کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: رکانہ رضی اللہ عنہ جس کا تم نے ارادہ کیا تھا، وہی واقع ہو گئی۔

ہماری دلیل اس میں یہ ہے کہ جب سید عالم ﷺ نے حلف لیا کیا ایک کا ارادہ تھا یا تین کا قسم اٹھاؤ۔ اگر تینوں کے ارادے سے تینوں واقع نہ ہوتیں تو سرکار ﷺ کبھی ایک پر حلف نہ لیتے اور فرماتے کوئی بات نہیں، ایک ہے تو پھر بھی ایک ہے اگر تین ہیں تو پھر بھی ایک ہے، ایسا ہرگز نہیں فرمایا:

لہٰذا اس حلف سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ اگر ان کا ارادہ تین کا ہوتا تو فتویٰ بھی تین کا ہوتا اور آپ کا یہ حلف لینا ظاہر کر رہا ہے کہ آپ نے اپنے زریں دور میں یہ واضح کیا کہ اگر کوئی تین دے گا تو تینوں کی تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

Marfat.com

اس حدیث کو اور طریقے سے مخالفین بھی پیش کرتے ہیں، اس کو تین کی بجائے ایک قرار دیتے ہیں، اور تین کا لفظ اس میں بولتے ہیں۔

اس کو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف قرار دیا اور فرمایا: اصل میں وہ راوی روایت بالمعنی کر رہا ہے، اور اس کا خیال یہ تھا کہ البتہ تین کو کہا جاتا ہے حالانکہ البتہ ایک اور تین دونوں پر بولا جاتا ہے، اس نے روایت بالمعنی کرتے ہوئے ثلاثہ کا لفظ بول دیا ہے۔ اور وہ روایت ضعیف ہے (نووی شرح مسلم (جلد اصفحہ 478)، صحیح حدیث وہ ہے جو رکانہ رضی اللہ عنہ عبد بن یزید کی جامع ترمذی میں بیان کی گئی ہے (جامع ترمذی باب ماجاءَ فِیْ الرجل یُطَلِّقُ اِمْرَاَتَہٗ اَلْبَتَّۃَ حدیث نمبر ۱۱۷۷)

جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلوب سے یہ پتہ چلا کہ تین طلاقیں اگر اکٹھی دی جائیں تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔

حدیث نمبر 2-

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ وَهِیَ حَائِضٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی۔

ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یُّتْبِعَهَا بِطَلْقَتَیْنِ اُخْرَیَیْنِ

پھر ایک طلاق کے بعد دوسری دو طلاقیں دینے کا ارادہ کیا۔

فَبَلَغَ ذَالِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔

Marfat.com

فَقَالَ یَا ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن عمر رضی اللہ عنہ! تم اس طرح حیض کے اندر طلاقیں دے رہے ہو، ایک دی ہے اور پھر دو طلاقیں اور دے رہے ہو۔

مَا ھٰکَذَا اَمَرَکَ اللّٰہُ

اللہ نے تجھے ایسا حکم نہیں دیا

اِنَّکَ قَدْ اَخْطَاتَ السُّنَّۃَ

تو نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے۔

پہلے جو ایک حیض میں طلاق دی ہے وہ بھی تم نے خلاف ورزی کی ہے

وَالسُّنَّۃُ اَنْ تَسْتَقْبِلَ الطُّھْرَ

سنت یہ ہے کہ طہر کا انتظار کرتے اس طہر میں جا کے پھر تم طلاق دیتے اور جو دی ہے وہ پوری ہو گئی ہے۔

اب یہاں پر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مسئلہ پوچھ لیا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ:

اَرَاَیْتَ لَوْ طَلَّقْتُھَا ثَلَاثًا

ابھی تو میں نے ایک دی ہے، اگر میں تینوں دے دیتا تو پھر کیا ہوتا۔

میں نے حالت حیض میں ایک طلاق دی ہے تو آپ ﷺ نے ڈرایا ہے کہ تم نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے اور ابھی دو میں دینا چاہتا تھا، میں رک گیا، اگر میں تینوں دے بیٹھتا تو پھر

Marfat.com

اَكَانَ يَحِلُّ لِيْ اَنْ اُرَاجِعَهَا

کیا میرے لئے یہ جائز تھا کہ میں اُس کی طرف رجوع کر لیتا۔

اگر میں تینوں دے بیٹھتا تو پھر کیا ہوتا، ابھی تو میں نے ایک دی ہے لیکن مسئلہ میں تین کا بھی پوچھنا چاہتا ہوں، ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس وقت میں نے یہ کہا تو نبی ﷺ نے فرمایا:

لَا

اگر تم تینوں دے دیتے تو پھر رجوع کبھی جائز نہ ہوتا۔

ایک دی ہے تو دروازہ ابھی کھلا ہے، تینوں دیتے تو پھر

كَانَتْ تَبِيْنُ مِنْكَ وَتَكُوْنُ مَعْصِيَةً دار قطنی: ۳۱/۴

وہ تجھ سے جدا ہو جاتی، دائمی طور پر وہ تجھ سے علیحدہ ہو جاتی اور یہ گناہ ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مسئلہ ایک پوچھا ہے کہ اگر تینوں واقع ہوں تو پھر اس کا کیا حکم ہے؟ تو رسول اکرم ﷺ نے واضح ارشاد فرمایا کہ اگر تم تین دے دیتے تو تین دینے کے بعد کبھی تیرے لئے رجوع جائز نہیں تھا۔

حدیث نمبر 3-

اس حدیث کو حدیث امرأۃ رفاعہ بھی کہا جاتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْاَوَّلُ

بخاری شریف، باب من اجاز الطلاق الثلاث: ۷۹۱/۲

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین

Marfat.com

طلاقیں دے دیں۔

فَتَزَوَّجَتْ

جب ... اس سے فارغ ہوئی تو اس نے کہیں اور جا کے شادی کر لی۔

فَطَلَّقَ

اس کے خاوند نے بھی اس کو طلاق دے دی۔

اب پہلے اس کو تین طلاقیں ہوئیں، پھر اس نے آگے شادی کی، پھر اس کو طلاق ہوگئی۔ اب جس وقت اس کو طلاق واقع ہوئی تو اس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا اب یہ جائز ہے کہ یہ پہلے خاوند کے پاس چلی جائے، جبکہ اس عورت نے کہا تھا کہ آگے نکاح تو ہوا ہے لیکن ہم بستری پوری نہیں ہوئی، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا

تم اس وقت تک پہلے خاوند پر حلال نہیں ہو سکتی

حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا

جب تک اس کا جو بعد والا خاوند ہے شہد نہ چکھ لے۔

كَمَا ذَاقَ الْاَوَّلُ

جس طرح کہ پہلے زوج نے چکھا تھا۔

اس وقت تک یہ عورت پہلے کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔ مطلب یہ ہے کہ صرف نکاح کافی نہیں، نکاح کے بعد ہم بستری مکمل ضروری ہے اور اس کی ابھی تک

Marfat.com

نہیں ہوئی۔ لہٰذا اگرچہ نکاح آگے ہو گیا لیکن اس کو پہلے خاوند کے پاس جانے کی اجازت نہیں ہے، جب تک دوسرے خاوند کے پاس یہ عمل مکمل نہیں ہو جاتا۔

اب ہماری دلیل اس میں یہ ہے کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ کے موقف کے مطابق وہ یکبار ہوئی تھیں جیسا کہ ترجمۃ الباب سے ثابت ہے اور یکبار ہونے کے بعد اس کا آگے نکاح ہو گیا تھا وہاں سے اب واپس پہلے کے پاس آنا چاہتی تھی اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا، اگر پہلی تین طلاقیں واقع نہ ہوتیں، صرف ایک ہوتی تو پھر آگے نکاح کی ضرورت تھی نہ نکاح کے ساتھ ہم بستری کی ضرورت تھی۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا، نہیں نہیں۔ صرف نکاح کافی نہیں بلکہ وطی بھی کرے، تو پھر یہ پہلے پر حلال ہو گی، اس سے پتہ چلتا ہے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس کو واضح کیا گیا کہ جو پہلے نے تینوں یکبار دی ہیں، وہ تینوں واقع ہو چکی ہیں۔

بخاری شریف میں یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے۔

یہ عمل وہ ہے جس کو شرعی طور پر تحلیل کہتے ہیں اردو میں اس کے لئے حلالہ کا لفظ بولتے ہیں، اگر اس تحلیل کا کوئی مذاق اڑاتا ہے تو وہ قرآن کا مذاق اڑاتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا مذاق اڑاتا ہے، ہم اس کو قرآن وسنت سے بیان کرتے ہیں، اگر کوئی آدمی اس کا پیشہ بناتا ہے، تو وہ دھتکارا ہوا آدمی ہے۔

اگر کسی نے تین طلاقیں دے دیں تو وہ ہو جائیں گی۔ وہ عورت دوسرے کے ساتھ شادی کرے۔ پھر اس نے بھی اس کو طلاق دے دی، اب وہ واپس آنا چاہے تو آسکتی ہے، اس کے لئے اب یہ حلال ہے، اللہ تعالیٰ نے اب اس کو حلال

Marfat.com

قرار دے دیا ہے۔

رہا معاملہ یہ کہ اس کو حلالہ کہا جائے یا نہ کہا جائے؟ تو ہم یہ نہیں کہتے کہ اس کو ضرور حلالہ ہی کہا جائے، جن کو حلالہ کہنا پسند نہیں، وہ اس کو حرامہ کہہ لیں لیکن بہر حال یہ ایک عمل ہے، جس کو شریعت نے بیان کیا اور واضح کیا۔ اگر یہ تینوں اکٹھی دینے کا معاملہ نہ بھی ہو، ایک ایک ہر طہر میں دے کر کسی کو فارغ کیا جائے تو وہ بتائیں، اس کے علاوہ اس کا کونسا حل ہوگا۔ سوائے اس تحلیل شرعی کے اور کوئی عمل نہیں ہے۔

لہٰذا پتہ چلا کہ یہ محض ایک شرعی حکم کو بدنام کرنے کے لئے اس تحلیل شرعی کے خلاف ایسا پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ ورنہ یہ تو قرآن کا حکم ہے، یہ حدیث کا فیصلہ ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا خلاصہ ہے، جس میں فرمایا کہ دوسرے خاوند سے صرف نکاح ہی کافی نہیں ہے بلکہ جماع اور ہم بستری بھی ضروری ہے، تب جا کر یہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال ہوگی۔

حدیث نمبر 4-

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں۔

حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہے، انہوں نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی کہ ان کا کردار اچھا نہیں ہے۔ اگر یہ خاوند بیوی کے بارے کہہ دے تو لعان کا حکم ہے، قسمیں اٹھائی جاتی ہیں۔ اب جس وقت مسجد نبوی شریف میں لعان ہوگیا، دونوں نے ایک دوسرے پر لعنت کر دی۔ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا کہ اب اگر میں اس کو اپنے پاس ہی رکھوں پھر تو گویا میں نے جھوٹ بولا، یعنی اس کی

Marfat.com

صداقت کو میں نے تسلیم کر لیا، تو میں اس کو پاس نہیں رکھوں گا۔

فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا

انہوں نے اس کو تین طلاقیں دے دیں۔

حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے، لعان کے بعد اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ جس وقت انہوں تین طلاقیں دیں تو پھر کیا ہوا۔

فَأَنْفَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (ابوداؤد شریف: ۳۰۶/۱)

رسول اکرم ﷺ نے تینوں طلاقیں نافذ فرما دیں۔

اب اگرچہ ضرورت نہیں رہی تھی۔ لعان خود جدائی کر دیتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے جب تین طلاقوں کا قول کیا ہے

طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا

کے لفظ بولے ہیں۔

فَأَنْفَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

ہمارے نبی ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم لغو بولتے ہو، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ تین واقع ہو جائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے تینوں طلاقوں کے جاری ہونے کا حکم فرما دیا۔

حدیث نمبر 5۔

حضرت عامر شعبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، حضرت فاطمہ بنت قیس جن کی طلاق کا مسئلہ صحابہ کرام میں زیادہ مشہور تھا، میں نے ان سے پوچھا تم بتاؤ، تمہاری

Marfat.com

طلاق کا معاملہ کیا تھا؟

حَدِّثِيْنِي عَنْ طَلَاقِكِ

اپنی طلاق کے بارے میں مجھے بتاؤ، کہ تمہاری طلاق کیسے ہوئی۔

وہ کہنے لگی۔

طَلَّقَنِيْ زَوْجِيْ ثَلَاثًا

میرے زوج نے مجھے تین طلاقیں دے دیں۔

وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ

اور وہ یمن کے سفر پہ جا رہا تھا۔

اس وقت جھگڑا ہو گیا تو میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دے دیں۔

رسول اکرم ﷺ کی ظاہری حیات کا زمانہ تھا۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ فاطمہ بنت قیس کو خاوند نے تین طلاقیں دے دی ہیں، اب کیا کرنا چاہیے۔

فَأَجَازَ ذَالِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (ابن ماجہ: ح: ۲۰۲۴)

تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تینوں واقع ہو گئی ہیں۔

اب میں نے اختصار کے پیش نظر پانچ احادیث اس موقف پر پیش کی ہیں، اس کے بارے میں آثار بے شمار ہیں۔ بالخصوص بارہ آثار بڑے powerfull ہیں کہ جن کے اندر اس مسئلے کو اسی نوعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یہ مسئلہ سید عالم ﷺ سے جس طرح آگے چلا ہے، اس کو جیسے امت نے سمجھا ہے، وہ صحابہ ہوں یا تابعین ہوں، تبع تابعین ہوں یا ائمہ مجتہدین ہوں۔ سارے فقہاء

Marfat.com

نے اس کو اسی پس منظر میں سمجھا ہے کہ اگر کوئی تین طلاقیں دے گا تو تینوں کی تینوں واقع ہو جائیں گی۔

اس سلسلہ میں ہمارے مخالف کیمپ کے امام شوکانی نے اپنی کتاب نیل الاوطار جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۲۳۱ پر یہ لکھا:

ذَهَبَ جُمْهُوْرُ التَّابِعِيْنَ وَ كَثِيْرٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَائِمَّةُ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ وَ طَائِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَيْتِ۔

جمہور تابعین، کثیر صحابہ کرام اور مذاہب اربعہ کے ائمہ اور اھل بیت میں سے ایک گروہ اسطرف گئے ہیں کہ تین طلاقیں دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔

یہاں تک کہ برصغیر پاک و ہند میں جوان لوگوں کی بنیاد ہے، وہ فتاوی ثنائیہ ہے۔ اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۱۷ اور جلد نمبر ۲ میں انہوں نے اس کو بیان کیا۔ اس کو کان کھول کر ان لوگوں کو سننا چاہئے اور سننا اس لئے چاہیے تاکہ اصلاح ہو جائے۔ ہمارا کسی سے کوئی پلاٹوں کا جھگڑا نہیں۔ ہمارا تو شریعت مطہرہ پر حفاظت اور پہرے کا معاملہ ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس بات پر نبی پاک ﷺ کو غصہ آیا۔ ہمارے ہوتے ہوئے ہمارے قرآن کی یوں مخالفت کی جائے۔ ہمارے اندر جان ہے اور روح موجود ہے اور اپنے معاشرے میں بگاڑ پیدا کیا جا رہا ہے، اگر ہم نہیں سمجھائیں گے تو ہمیں زندہ ہونے پر بھی افسوس رہے گا۔ اس واسطے صرف اور صرف دین متین کی حفاظت اور اس پر پہرہ دینے کے لئے تمہارے سامنے اس موضوع کی ایک سمری کو پیش کر رہا ہوں۔

Marfat.com

فتاوی ثنائیہ میں یہ بات موجود ہے کہ:

اصل بات یہ ہے کہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین صحابہ، تابعین ومحدثین سے تو تین طلاقوں کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا ثابت نہیں ہے۔ فتاوی ثنائیہ: ۲/۲۱۷

ہم کہتے ہیں، تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایک طلاق ہوتی ہے اور ان کا امام کہتا ہے کہ سات صدیوں تک کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ تین ایک بنتی ہیں بلکہ تین تین ہی رہتی ہیں اس میں اس نے واضح طور پر کہا:

اصل بات یہ ہے کہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین ومحدثین سے تو تین طلاقوں کا واحد شمار ہونا ثابت نہیں ہے۔ تو پتہ چلا کہ یہ بعد میں گھڑا گیا ہے۔ خود ان کا مفتی جب بتاتا ہے کہ سات صدیوں تک تین کو ایک نہیں بنایا گیا بلکہ تین ہی سمجھا گیا ہے تو جب تین کو ایک بنایا گیا ہے یہ بعد کا معاملہ ہے۔ ویسے بھی سوچنا چاہئے کہ باقی ہر معاملے میں تین تین ہوں اور طلاق جو سب سے سخت ہے، وہ ایک بن جائے۔

مثال کے طور پر جو کسی سے کہے کہ میں نے تیرا ہزار دینا ہے اور ہزار دینا ہے اور ہزار دینا ہے، وہ تو تین ہزار بن جائے اور جہاں کہے تجھے طلاق دی، تجھے طلاق دی، تجھے طلاق دی، وہ ایک بن جائے، یہ کیسا معاملہ ہے، وہ ہزار چھوٹا معاملہ ہے اور طلاق بہت بڑا مسئلہ ہے، یہ تو حدود اللہ کا معاملہ ہے۔ اس واسطے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر غصہ آیا

Marfat.com

بالخصوص یہ پہلو کہ آج ہم جس موقف پہ ڈٹے ہوئے ہیں یہ ایمانی تقاضا ہے اور دوسری طرف سے مذہبی رشوت کے طور پر تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتویٰ دیا جاتا ہے اور وہ بندہ اپنے ایمان کی خیر منائے کہ جو صرف طلاق کے معاملے میں ان کے دروازے پہ نکلتا ہے۔ ایسے بندے کے بارے میں ائمہ کا قول ہے کہ وہ زندیق بن کے مرجائے گا، اس کو ایمان نصیب نہیں ہوگا۔ صرف چھوٹ لینے کے لئے ان کا دروازہ جا کے دیکھا اور فتویٰ لے آیا کہ میرے پاس ایک فتویٰ ہے، اس کو شرم نہیں آتی کہ اللہ نے جو دروازہ بند کیا ہو وہ کروڑ مفتی بھی نہیں کھول سکتے۔

اس واسطے رسول اکرم ﷺ کی یہ شریعت ہے۔ اس کا ادب ہے، اس کا احترام ہے اور یہ حدود اللہ ہیں۔ ان کے ساتھ جو تھوڑا سا بھی بے ادبی کا پہلو اختیار کرتا ہے، آج بھی سرکار ﷺ کو گنبد خضریٰ میں اس پر غصہ آتا ہے۔

اس واسطے اس کو کوئی معمولی سا معاملہ نہ سمجھا جائے، جب میرے نبی ﷺ اس وقت غصے میں آگئے تھے تو آج بھی غصہ ہوگا۔ ایک شخص کو تھوڑا سا مسئلہ بنا تو انہوں نے اپنا قبلہ ہی بدل لیا، اور یہ کہا کہ وہ بھی مولوی ہیں، ان کے پاس بھی فتوے ہیں، یہ ہے وہ ہے، نہیں نہیں۔ مومن پکی لسی والا عقیدہ نہیں رکھتا، مومن تو دودھ والا عقیدہ رکھتا ہے۔

لہٰذا تم پر بھی یہ ضروری ہے اپنے رشتہ داروں کے لحاظ سے پہلے جو عاقل بالغ مرد ہیں ان کو سمجھاؤ کہ طلاق کوئی مذاق نہیں ہے۔ یہ کوئی بازی گری نہیں ہے۔ یہ کوئی تمہارے لئے refreshment کا پہلو نہیں ہے کہ خوش ہوئے تو کہہ دیا کہ تجھے طلاق ہے اور غصہ آیا تو کہا تجھے طلاق ہے، نہیں نہیں، یہ اللہ کی حد ہے۔ لہٰذا اللہ کی حد

Marfat.com

کو حد سمجھنا چاہئے، جو اس حد کو نہیں سمجھتا، رب ذو الجلال کا عذاب اس پہ نازل ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ یہ حالات میرے محبوب ﷺ کے سامنے تھے، سید عالم ﷺ کی نگاہ پہ قربان جاؤں۔

تیری نظر خارزار شب میں گلاب تحریر کر چکی تھی
اجاڑ نیندوں کے خواب میں انقلاب تحریر کر چکی تھی
میرے ذہن کے فلک پر جو سوال چمکے تو میں نے دیکھا
تیرے زمانے کی خاک ان کے جواب تحریر کر چکی تھی

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَابَالُ اَقْوَامٍ یَلْعَبُوْنَ بِحُدُوْدِ اللّٰہِ سنن کبریٰ للبیہقی: ۷/ ۳۲۲

ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اللہ کی حدود کے ساتھ کھیلتے ہیں۔

ان قوموں کی مجال کیا: وہ کتنے پانی میں ہیں، وہ اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہیں جو اللہ کی حدود کے ساتھ بازی کرتے ہیں، اللہ کی حدود کے ساتھ کھیل کرتے ہیں اور مذاق کرتے ہیں، یہ آپ ﷺ کا فرمان مطلقاً تھا۔ اس سے آپ سب کو ٹوک سکتے ہیں جو شریعت کے ساتھ مذاق کرنے والے ہیں، ٹوکنا کیا ان کو سمجھا سکتے ہیں خواہ وہ نام نہاد روشن خیال ہوں یا ان کا کوئی طبقہ ہو۔

میرے محبوب ﷺ نے فرمادیا کہ ان لوگوں کے پاس authority ہے جو اللہ کی حدود کے ساتھ لعب کرتے ہیں، کھیلتے ہیں، ان کو بدلنے ان کو ختم کرنے کی باتیں کریں یا ان پر توہین آمیز جملے کسیں یا ان کے بارے میں کوئی تنقید

Marfat.com

کریں۔ فرمایا: وہ ہوتے کون ہیں اللہ کی حدود کے ساتھ ایسا کرنے والے۔

اس کے بعد بطور خاص یہ لفظ بولا، ایک آدمی کہتا ہے:

قَدْ طَلَّقْتُكِ

میں نے تجھے طلاق دی۔

پھر کہتا ہے:

قَدْ رَاجَعْتُكِ

میں نے تجھ سے رجوع کیا۔

پھر کہتا ہے:

قَدْ طَلَّقْتُكِ

میں نے تجھے طلاق دی۔

آپ نے فرمایا یہ اللہ کی حدود کے ساتھ مذاق ہے۔

یہ انداز قوم کو کس نے سمجھایا ہے، تم اس کے گواہ ہو، یہ ان لوگوں نے سمجھایا ہے جو کہتے ہیں طلاق ہزار بھی دو تو ہوتا کچھ بھی نہیں۔ اب یہی ہے ناں کہ بندے یہی سمجھیں گے کہ طلاق Normal سی بات ہے، ایک صبح دیتے ہیں پھر شام کو رجوع کر لیں گے پھر عشاء کو دیں گے، صبح رجوع کر لیں گے۔ یہ طریقہ قوم کو جن لوگوں نے سکھایا ہے اور اس کو مذہبی رشوت کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ آخر انہیں سوچنا چاہیے کہ نبی ﷺ نے کتنے سخت جملے بولے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اللہ کی حدود کے ساتھ مذاق کرتے ہیں، ایک بار کہا طلاق دے دی، پھر کہا رجوع

Marfat.com

کرلیا پھر طلاق دے دی۔

یہ وہ طریقہ ہے جو لوگوں نے رائج کیا کہ طلاق دینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تمہیں ان حنفیوں نے ڈرا رکھا ہے اور فقہ والوں نے تمہیں ڈرا رکھا ہے، ہوتا کچھ بھی نہیں۔ ہزار دے کر ہمارے پاس آؤ، ہم فتویٰ دیں گے۔

میرے محبوب ﷺ نے فرمایا یہ کوئی مذاق ہے، ایک بار کہا

طَلَّقْتُكِ

پھر کہا

رَاجَعْتُكِ

نہیں نہیں۔ یہ اللہ کی حدود ہیں۔ ان کا احترام یوں کرو جیسے اللہ کی حد کا احترام کیا جاتا ہے۔ اصل میں معاملہ یہ خراب ہو رہا ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں بیوی میری ہے۔ نکاح میرا ہے۔ اس میں اور کسی کا کیا میں جو بھی بولوں وہ میری مرضی ہے۔ تو اللہ فرماتا ہے:

بیوی اگرچہ تیری ہے لیکن حلال میں نے کی ہے۔ اگر میں حلال نہ کرتا تو کبھی حلال نہ ہوتی۔ مخلوق تم میری ہو، معاشرہ میرا ہے، معاشرے میں تم گند نہ پھیلاؤ اور گندی باتیں نہ کرو، فحاشی نہ پھیلاؤ۔

یہ فحاشی کا باقاعدہ شعبہ ہے۔ اگر ایسا سلسلہ چلتا رہا تو کام مزید بگڑ جائے گا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا طلاق کا معاملہ بڑی احتیاط کے ساتھ اور طلاق کا استعمال بڑی ضرورت کے بعد ہونا چاہیے۔

Marfat.com

یہ ہمارا موقف ہے۔ ہم قوم کو اس پر متوجہ کر رہے ہیں اور مطمئن کر رہے ہیں اور اس پہ پابند کر رہے ہیں کہ یہ شفاعت نگر مدینہ کا راستہ ہے۔

جن لوگوں نے کھلی چھٹی دے رکھی ہے وہ کسی اور راستے کی طرف قوم کو لے جانا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت فکر دوں گا کہ ٹھنڈے دل سے سوچو اور کوئی اور کام کر کے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لو، مصیبت میں پھنسے ہوئے لوگوں کو ذبح کرنا چاہتے ہو۔ ایسے معاملے میں جب ایک طرف گھر اجڑا ہوا ہے اور دوسری طرف تم ان کا ایمان بھی اجاڑنا چاہتے ہو اور پھر تم ان کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہو، یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔

اس میں لوگ باتیں کر دیتے ہیں کہ دیکھو اس عورت کا قصور کیا ہے، وہ کدھر جائے گی، تم کہتے ہو تینوں واقع ہو گئیں، عورت بے چاری کا قصور کیا ہے، میں نے کہا یہ تمہارا ہم پہ اعتراض نہیں ہے بلکہ یہ تمہارا رب پر اعتراض ہے، کیوں؟ اللہ فرماتا ہے:

بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ

نکاح کی گرہ میں نے مرد کے ہاتھ میں دی۔

لیکن تمہارا مقصد یہ ہے کہ ایک گرہ مرد کے ہاتھ میں ہو اور دوسری گرہ عورت کے ہاتھ میں ہو، جب چاہے مرد کھولے اور جب چاہے عورت کھولے۔ جبکہ اصل طلاق میں ہی مساوی نہیں ہے، طلاق میں فوقیت مرد کو دی گئی ہے۔

لہٰذا اب اس کے لحاظ سے تین نہ سہی یا تین جدا جدا سہی جب سنت کے مطابق اور شریعت کے مطابق تین طلاقیں ہو گئی تھیں تو عورت پھر بھی بے گھر

Marfat.com

ہوئی۔ بتاؤ اس وقت قصور کس کا تھا، تو کیا یہ کہو گے، یہ قصور معاذ اللہ شریعت کا ہے، پھر ایمان کیسے بچے گا۔ نہیں! یہ اللہ کا فیصلہ ہے، اس میں قصور نہیں ہے، اس پر تنقید نہیں ہے، اس کا استہزاء نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق ہم تو اس کو لکھ کے دے سکتے ہیں، اس کی وکالت اور ترجمانی کر سکتے ہیں، ہم اپنی طرف سے فیصلہ نہیں بنا سکتے، اس فیصلے کا اظہار کر سکتے ہیں، جو عرش کا فیصلہ ہے، اس واسطے ہم نے یہ تقسیم نہیں کی یہ تقسیم رب کائنات کی ہے۔ لہٰذا اس پر اعتراض کوئی نہ کرے، ورنہ ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔

طلاق میں یہ صورتحال ہے کہ میں نے غصہ میں کہہ دیا، اب بتاؤ کہ طلاق دی غصے میں ہی جاتی ہے، اگر غصے کے اندر طلاق طلاق نہیں ہے تو پھر کب کی طلاق ہے، غصے میں ہی طلاق ہوتی ہے اور طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ بالخصوص میں اس حدیث شریف کے لحاظ سے بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی جاتی ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں تین طلاقیں ایک تھیں، پھر جا کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تین کو تین قرار دیا۔ اتنی آیات قرآنیہ کے باوجود اور اتنی احادیث کے باوجود اس پر اپنے سارے پلندے کی بنیاد رکھنا، یہ کہاں کا انصاف ہے۔ اس وقت تین طلاقیں ایک تھیں، مطلب کیا ہے کہ وہاں پر طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے میں دوسرا اور تیسرا پہلے کی تاکید کے لئے بول لیتے تھے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ تین طلاقیں ایک سمجھی جاتی تھیں۔

جس طرح کسی آدمی کو شک تھا کہ زید آیا ہے یا نہیں آیا تم کہتے ہو زید آیا، زید آیا، زید آیا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ تین آئے، اس کا مطلب ہے کہ ایک ہی آیا اور

Marfat.com

ضرور آیا تو دوبار جو زید بولا گیا وہ تاکید کیلئے تھا۔

اس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ طلاق ایک بڑا عجیب معاملہ تھا اور اس کے لحاظ سے لوگوں میں یہ تھا کہ اس سے چونکہ دائمی طور پر رشتہ کٹتا ہے اور اس سے جدائیاں ہوتی ہیں تو اس کی تاکید کرنی چاہئے۔ لہذا بعد والے دو جملے بول کے یا ایک بول کے ان کا مقصد نئی طلاق دینا نہیں ہوتا تھا بلکہ پہلی کو پکا کرنا ہوتا تھا۔

لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں واضح کر دیا گیا تھا لیکن اب وہ زمانہ گزر گیا ہے، اب ہر ایک کو پتہ ہے کہ ایک دینے سے بھی پکی ہو جاتی ہے۔ ہر ایک کو پتہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عوام تک لوگوں کو پتہ ہے، خواص کو تو پہلے بھی پتہ تھا، اب جس وقت کوئی دوسرا لفظ بولے گا تو اصل کے لحاظ سے جو حکم پہلے بھی خواص میں موجود تھا، وہ عوام پر لاگو کیا جائے گا کہ دوسری اور تیسری مستقل طلاقیں شمار کی جائیں گی۔ ان کو پہلی طلاق کے لئے تاکید نہیں بنایا جائے گا۔ امام نووی نے اس کے جواب میں یہ بھی کہا ہے کہ پہلے عمومی طور پر لوگ دیتے ہی ایک ایک تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگوں نے تین اکٹھی دینا شروع کیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں تین قرار دیا۔ لہذا دور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حکم نہیں بدلا لوگوں کی عادت بدل گئی تھی۔ حکم پہلے والا ہی تھا جو آپ نے نافذ کیا۔ (نووی شرح مسلم۔ جلد 2 صفحہ 478)

ایسے ہی نبی کریم ﷺ نے جو وضاحت کی ہے، سب کو سمجھا دیا ہے اور تمام مسائل کی طرح اس کے باقاعدہ شعبہ جات سکھائے ہیں اور پڑھائے ہیں۔

خود ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ میں نے پڑھ کر سنایا جس پر انہوں نے کہا کہ تم میں سے کوئی حماقت پر سوار ہوتا ہے اور پھر مجھے کہتے ہو کہ کوئی رستہ نکال

Marfat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہ جو خود فتوی دے رہے ہیں، روایت کچھ کریں اور فتوی کچھ دیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ لہٰذا انہوں نے بتایا کہ مطلب یہ ہے اور اس انداز میں دین کو سمجھا جائے۔ اس کے لحاظ سے وہ اللہ کی حدود کا خیال نہیں رکھتا تو طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور ساتھ ساتھ گنہگار بھی شمار ہوگا۔

پوری امت میں یہ دستور اتنا واضح تھا، اتنا بدیع تھا کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا۔ ہند میں کسی نے تین طلاقیں دیں۔ کس طرح؟ اس نے ایک لفظ بولا تھا کہ اگر میں وہ عبادت نہ کروں جو میرے سوا کوئی اور نہ کر رہا ہو تو میری بیوی کو تین طلاقیں ہیں۔ جب اس نے اللہ کی بندگی کے شوق میں یہ قسم اٹھا دی کہ میں ایسی عبادت کروں گا جو میرے سوا کوئی عبادت نہ کر رہا ہوگا۔ یہ قسم اٹھانے کے بعد اس نے مفتیوں سے پوچھا کہ وہ عبادت کونسی ہے۔ جو اس وقت میں کروں اور کوئی نہ کر رہا ہو۔ انہوں نے کہا بندۂ خدا وہ عبادت کہاں سے آئے گی، ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ تو نفل پڑھ رہا ہے اور کوئی نفل نہیں پڑھ رہا۔ اگر تو نے روزہ رکھا ہے تو اور ہزار لوگوں نے روزہ رکھا ہوا ہوگا۔ تو نے یہ قسم کیوں اٹھائی۔ وہ بندہ بڑا پریشان ہوا چلتا چلتا یہ معاملہ عرب میں پہنچا اور پھر عرب سے عقل العرب عراق بغداد شریف میں پہنچا۔

اب یہاں سے وہاں تک پوری دنیا میں مسئلہ پھیلا مگر کسی مفتی نے یہ نہیں کہا کہ تو نے تین کی قسم اٹھائی ہے، اگر ہزار کی بھی اٹھائے تو کوئی بات نہیں تو نے تین ہی کہی ہیں۔ اگر میں وہ عبادت نہ کروں تو میری عورت کو تین طلاقیں ہیں اگر تم نہیں کرو گے تو تین واقع ہی نہیں ہوں گی۔ پوری اسلامی دنیا میں سے جواب کسی نے نہیں دیا کیونکہ اس وقت کوئی قوم ایسی نہیں تھی جو یہ کہے کہ تین ایک ہوتی ہیں۔ سارے اس تلاش میں ہیں کہ کوئی ایسی عبادت مل جائے کہ جس کی وجہ سے اس کی بیوی طلاق سے بچ جائے۔

Marfat.com

چلتے چلتے یہ مسئلہ وہاں پہنچا جہاں طریقت کے پھول کھلتے ہیں اور شریعت کے بھی چاند چمکتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب یہ مسئلہ پہنچا تو آپ فرمانے لگے:

یہ تو کوئی مشکل ہی نہیں ہے۔ تم نے اتنی دیر اس میں لگادی اور کہاں سے تم چلے۔ اس بندے کو تم مکہ شریف لے جاؤ اور کعبہ کے گرد طواف کرنے والوں کو ہٹا دو، اس کو کہو کہ یہ طواف کرے، تو یہ وہ عبادت ہوگی جو اس وقت اس کے سوا کوئی نہیں کر رہا ہوگا۔ (قلائد الجواہر ص ۳۸)

اب مسئلہ حل ہو گیا۔ اگر کوئی دوسرا پہلو ہوتا تو پوری دنیا سے کوئی ایک بندہ تو بولتا کہ اس کے لئے عبادت کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ طلاقیں تین ہوتی ہی نہیں۔ اگر یہ عبادت نہ بھی کرے تو معاملہ یوں کا یوں ہی رہے گا، نہیں نہیں سب کا یہ موقف تھا کہ تین کی تین ہی ہو جائیں گی۔ اس کا کوئی حل تلاش کرنا چاہئے۔ بالآخر وہ حل سامنے آیا۔

یہ مختصری summary کی شکل میں اس مسئلہ کو پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو سمجھ کے آگے پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر
6

نشیمن سے دھواں اُٹھتا ہے تم کہتے ہو ساون ہو

Marfat.com

اَحْمَدُكَ اللّٰهُمَّ يَامُجِيبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ هُوَ

اَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِى الْفَضَائِلِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ

سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ

وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہٗ واتم برہانہٗ کی حمد وثناء اور حضور سرور کائنات، مفخر موجودات، زینت بزم کائنات، دستگیر جہاں، غمگسار زماں سید سروراں، حامی بیکساں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد:

Marfat.com

وارثانِ منبر و محراب، اربابِ فکر و دانش، اصحابِ محبت و مودّت، حاملینِ عقیدۂ اہلِ سنت

نہایت ہی معزز و محتشم حضرات و خواتین سامعین و ناظرین!

رب ذو الجلال کے فضل اور توفیق سے ہم سب کو ادارہ صراطِ مستقیم کے زیرِ اہتمام فہمِ دین کورس کے پندرھویں سبق میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو ساون ہے

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت کا فہم عطا فرمائے اور قرآن و سنت کے ابلاغ و تبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آج کے موضوع کے لحاظ سے اذہان میں کافی تجسس موجود تھا کہ یہ موضوع کن امور سے متعلق ہے اور کیا کیا باتیں اس میں بیان کی جا سکتی ہیں جس وقت ہم اس موضوع کے وسیع دامن کو دیکھتے ہیں تو بیان کرتے ہوئے یہ مشکل پیش آ رہی ہے کہ کیا بات چھوڑی جائے اور کیا بیان کی جائے کیونکہ یہ آیت وسیع اور دقیق موضوع ہے اس میں ابتدائی طور پر دو باتیں پیش نظر رکھنی چاہئیں۔

ایک تو انسانی مشاہدہ کی غلطی ہے کہ حقیقت کچھ ہو اور وہ کچھ اور سمجھتا رہے۔

دوسرا حالات و واقعات میں اتنی تبدیلی آ جائے کہ جو کچھ بظاہر نظر آ رہا ہے، حقیقت بالکل اس کے opposite ہو۔

یہ دو مستقل حقیقتیں ہیں، یقیناً ہر شخص کا مشاہدہ ایک جیسا نہیں ہوتا، ایک عوام

Marfat.com

کا مشاہدہ ہے، ایک خواص کا مشاہدہ ہے اور ایک خاص الخاص کا مشاہدہ ہے۔

عوامی مشاہدہ کا رزلٹ کچھ اور ہوتا ہے اور خواص کے مشاہدہ کا رزلٹ کچھ اور ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایک عوامی مشاہدہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

جس وقت قارون اپنا لشکر لے کے باہر نکلا، اس کے ساتھ گھڑ سواروں کا ایک جلوس تھا اور نہایت عمدہ گھوڑے تھے۔ زرق برق لباس تھے اور سونے چاندی کی چمک ہر طرف موجود تھی۔ جب وہ نکلا تو کچھ لوگوں کی نگاہ اس پر پڑی۔ انہوں نے اس کی زندگی کو کامیاب زندگی سمجھ لیا اور اس طرح کی زندگی کا وہ بھی سوال کرنے لگے۔ کاش! ہمیں بھی ایسی زندگی میسر آ جائے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَخَرَجَ عَلٰی قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ

وہ اپنی قوم کے پاس جب اپنی زینت میں ظاہر ہوا۔

یعنی جو بھی اس کے آدابِ شاہی تھے، ان کے ساتھ وہ پوری طرح مزین و آراستہ ہو کر نکلا

قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ قَارُوْنُ

ان لوگوں نے کہا جن کی توجہ صرف دنیاوی زندگی پر تھی، جن کا آخرت اور حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا تو انہوں نے قارون کے جاہ و جلال اور اس کی رونق کو دیکھ کر یہ خواہش ظاہر کی کہ کاش ہمیں اتنا دیا جاتا، جتنا قارون کو دیا گیا۔

Marfat.com

اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ سورۃ القصص:۷۹

اس کو بہت بڑا حصہ دیا گیا اور یہ بہت بڑے حصے کا مالک ہے۔

اب یہ بھی ایک مشاہدہ تھا مگر یہ خواص کا نہیں تھا، عوام کا مشاہدہ تھا۔ انہوں نے عارضی چمک کو حقیقی چمک سمجھ لیا، عارضی رونق کو حقیقی رونق محسوس کیا اور دنیا کی وہ روشنی کہ جس میں فریب ہے اور دھوکہ ہے، اس کو انہوں نے ایک حقیقت سمجھ لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس سروے کو مسترد کر دیا کہ یہ جو کچھ دیکھ رہے ہیں، حقیقت میں کچھ نہیں۔ انہیں جو قارون کے ساتھ آرائش اور زیبائش نظر آئی ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ حقیقت میں یہ اللہ کے دربار کا دھتکارا ہوا انسان ہے اور اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ کوئی پیار نہیں۔

اب یہ ایک قابلِ مشاہدہ امر تھا اور اس کے بارے میں مشاہدہ ہوا۔ یہ لوگوں کی رائے تھی اور نتیجہ کیا تھا کہ

نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے، تم کہتے ہو کہ ساون ہے

یعنی جو دیکھ رہے تھے اس کو وہ ساون سمجھ رہے تھے لیکن حقیقت میں وہاں جہنم کے شعلے تھے اور جو کچھ وہ سمجھتے تھے، وہ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ان لوگوں کا مشاہدہ بھی بیان کیا جو علم اور حقیقت کی آنکھ سے دیکھنے والے ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

سورۃ القصص:۸۰

Marfat.com

ان لوگوں نے کہا جن کو علم دیا گیا تھا کہ تم تباہ ہو جاؤ۔ تم اس انداز میں مچل گئے ہو اور اتنا رشک کر رہے ہو اور اس کو تم اتنا عظیم سمجھ رہے ہو، جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ

اس کے مقابلے میں اللہ کا ثواب اچھا ہے۔

یعنی تم نے جو قارون کے پاس دیکھا یہ اللہ کا ثواب نہیں ہے، اس کے مقابلے میں ایک فقیر بندے کو جو کٹیا میں بیٹھا ہے، جس کے کپڑے پھٹے پرانے ہیں، جس کے سر پہ سونے کا تاج نہیں ہے اور ہیرے جواہرات سے مرصع جس کا لباس نہیں ہے، وہ ایک سادہ سی پوشاک میں بیٹھا ہے، لیکن اس پر رب کی رحمت برستی ہے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کا ایک مرتبہ ہے۔ اہل علم نے کہا یہ بندہ عظیم ہے کہ جس کو اللہ نے اپنے ثواب کا مستحق قرار دیا ہے۔

قرآن مجید میں ان دو مشاہدوں کا تذکرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مشاہدے کو اپنی طرف سے فائق قرار دیا، بہترین مشاہدہ قرار دیا اور اس آنکھ کو حقیقت بین قرار دیا۔ جس کی آنکھیں دنیا کی عارضی چمک سے چندھیا نہیں گئیں کہ اسے اور کچھ نظر ہی نہ آئے۔ بلکہ اس نے حقیقت تک دیکھا ہے۔ بظاہر جہاں لوگ دیکھتے ہیں کہ بہت کچھ ہے وہاں کچھ بھی نہیں ہے اور جہاں لوگ سمجھتے ہیں کہ کچھ نہیں وہاں سب کچھ ہے۔ اس بنیاد پر ایک انسان جس کو اللہ تعالیٰ حقیقی نگاہ عطا فرما دیتا ہے وہ حقیقت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور حقیقت کی روشنی میں تمام نتائج کو مرتب کرتا ہے۔

Marfat.com

یہ ابتدائی طور پر ایک مشاہدہ کی حیثیت ہے اور ہمارے لئے اس میں سبق موجود ہے کہ ہم اپنا مشاہدہ اس مشاہدہ کے مطابق استوار کریں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں مشاہدہ کا طریقہ بتایا ہے۔ ہم نام نہاد روشن خیالی کو روشنی نہ سمجھیں، ہم اس کو قبر کا اندھیرا سمجھیں۔ جو عریانی وفحاشی کو اپنا کلچر کہتے ہیں، ہم اس کو جہنم کا ایندھن سمجھیں۔ جس کو لوگ Refreshment کہتے ہوئے اپنے آپ کو جہنم کی وادی کی طرف دھکیلتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم زندگی کے مزے لوٹ رہے ہیں اور ہماری زندگی بڑی رنگین ہے۔ لیکن جب ہماری آنکھ اس کو دیکھے تو خود فیصلہ کرے اور ان کو بتائے کہ یہ زندگی کی رنگینی نہیں ہے، یہ جہنم کے شعلوں کا نام ہے۔

اس بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں مشاہدات کا انداز دیا ہے، وہ انداز ہمارے لئے یہ ظاہر کرتا ہے کہ لوگ کچھ سمجھتے ہیں اور حقیقت کچھ ہے۔ جنہوں نے حقیقت کو نہیں سمجھا اور اس حقیقت کے برعکس سمجھ رہے ہیں، ان کو سمجھنے کے لئے ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ

نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو کہ ساون ہے

حقیقت کچھ اور ہے اور تم کچھ اور سمجھے ہوئے ہو۔ لہٰذا حق پرست انسان وہ ہے جو حقیقت کے بارے میں غلطی نہیں کھاتا، دھوکہ نہیں کھاتا، حقیقت اگر ہزار پردوں میں لپٹی ہوئی ہو پھر بھی حقیقت کو مانتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے۔

دوسری بات

واقعی ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی تبدیلی آ سکتی ہے کہ لوگ کنوے کو مینارہ کہنا شروع کر دیں اور مینارہ کو کنواں کہنا شروع کر دیں۔ لوگ دن کو رات کہیں اور رات

Marfat.com

کو دن کہیں۔ لوگ روشنی کو اندھیرا کہیں اور اندھیرے کو روشنی کہیں۔ لوگ بدبو کو خوشبو کہیں اور خوشبو کو بدبو کہیں، ایسا ہو سکتا ہے۔

اتنی تبدیلی Merit کے لحاظ سے انسانی اقدار میں بھی آسکتی ہے اور یہ قرب قیامت کی علامتیں ہیں کہ ایک انسان ثریا کی چوٹیوں پر اپنے آداب کے معاملات کے لحاظ سے فائز ہو اور گرتا گرتا نئی روشنی کی طرف اتنا گر جائے کہ وہ قعر ذلت میں گرا ہوا بن جائے۔ ایسی صورتحال یقیناً لوگوں کے اندر آنے والی تھی اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس پر متوجہ کیا ہے اور اس کا سبب بھی بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

سورۃ الرعد: 11

اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو نعمت دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس نعمت کو خود نہیں بدلتا کہ ان کو دے اور پھر چھین لے، اللہ ان پر انعام کرے اور پھر ان کو محروم کر دے، نہیں۔

حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

پہلے وہ اپنے اندر ایسی حرکتیں لے آتے ہیں کہ جس کی وجہ سے وہ اس نعمت کے مستحق ہی نہیں رہتے اور اپنی حرکات کی وجہ سے نعمتوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

گویا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

میں کسی کو بلندی سے پستی کی طرف خود نہیں لاتا، اس کو عظمت دے کر اس کو ذلت کی طرف نہیں لے جاتا، اس کو عروج کے بعد میں زوال نہیں دیتا، پہلے وہ خود زوال

Marfat.com

کا متقاضی ہوتا ہے، زوال چاہتا ہے، زوال مجھ سے مانگتا ہے، زوال کے اسباب پیدا کرتا ہے اور زوال کا مسافر بن جاتا ہے، زوال کا علمبردار بنتا ہے۔ جب وہ بلندی والی صفتیں اپنی ختم کر کے پستی والی صفتیں پیدا کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ہم بھی اپنی نعمت کھینچ لیتے ہیں اور ہم اس کو ذلت کی طرف لے جاتے ہیں۔

وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ

اور جب اللہ فیصلہ کر لیتا ہے کہ اب اس عزت والے سے عزت چھن جائے گی، اس کو ذلت دی جائے گی تو اب کوئی power ایسی نہیں ہے جو اللہ کے فیصلے کو نافذ نہ ہونے دے اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اس کی ڈٹ کر مخالفت کرتے ہوئے کہے کہ ہم یہ عزت واپس نہیں ہونے دیں گے۔ رب ذوالجلال جو فیصلہ کر دیتا ہے، وہی فیصلہ پھر نافذ ہو جاتا ہے۔ اس کے نتائج پھر پوری قوم کو اور پوری دنیا کو دیکھنے پڑتے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا انداز حکمت ہے کہ میں خود کسی سے کچھ نہیں چھینتا، وہ خود ایسے اسباب پیدا کر لیتے ہیں کہ جس کی وجہ سے مجھے ایک فیصلہ کرنا پڑتا ہے اور اس کے مطابق عزتوں والے ذلتوں میں چلے جاتے ہیں اور عظمتوں والے، پستیوں میں چلے جاتے ہیں۔ یہ رب ذوالجلال کا پیغام ہے کہ رب ذوالجلال جس وقت تمہیں نوازتا ہے، اس کے بعد تمہیں ان نوازشات کے مطابق اپنی زندگی گزار کر اسباب ایسے رکھنے چاہئیں کہ تمہارے پاس وہ نعمت موجود رہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ   سورۃ ابراھیم: ۷

Marfat.com

اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں اور عطا کر دوں گا، اور نواز دوں گا۔

اگر تم نے شکر چھوڑ دیا اور تم غافل ہو گئے تم نے خود اپنے اندر ایسی کوتاہی پیدا کر لی ہے جسکی وجہ سے تم اس نعمت کے مستحق نہ رہے پھر اس نعمت کو واپس لے لیا جائے گا کیونکہ جو بندہ مستحق ہو شان اس کو دی جاتی ہے اور جس کا استحقاق ہو، عظمت اس کو ملتی ہے۔

لہٰذا جو خود اپنے استحقاق کو ختم کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے اپنی رحمتوں کو پیچھے ہٹا لے گا۔ جس وقت ہم پوری کائنات میں توجہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے ایک System موجود ہے اور یوں ہی سمجھا جا رہا ہے، جیسے ہر چمکنے والی چیز سونا ہوتی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ نہیں ہے۔ انسان اپنے گھر سے لے کر پوری کائنات تک اپنے مختلف طبقات کو دیکھ لے، مختلف شعبہ جات کو دیکھ لے، اس میں ایک تبدیلی رونما ہو چکی ہے جو بلندی سے پستی کی طرف لے گئی ہے اور جیہ سفر یقیناً ہوا ہے۔ اس کے باوجود لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم ترقی کر گئے ہیں اور ہم پہلے سے کہیں زیادہ آگے آ گئے ہیں، ہم Advance ہو گئے ہیں، ہماری سوچ Advance ہے۔

لیکن اگر حقیقت کو دیکھا جائے تو سوائے اس کے کچھ نہیں

نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو کہ ساون ہے

کبھی ایسا ماحول تھا زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے، ایک Community کے اندر جو لوگ چلتے پھرتے تھے، ان میں کسی چہرے کو صدیق اکبر کہا جاتا تھا اور کسی کو فاروق اعظم کہا جاتا تھا، کسی کو عثمان غنی کہا جاتا تھا اور کسی کو

Marfat.com

حیدر کرار کہا جاتا تھا، کسی کو طلحہ اور کسی کو حضرت زبیر رضی اللہ عنھم کہا جاتا تھا، کسی کو امام اعظم نعمان بن ثابت اور کسی کو حضرت غوث اعظم کہا جاتا تھا۔

اب دیکھئے اللہ تعالیٰ نے یہ بلند کردار لوگ society کو دیئے یہ عظیم ہیرے امت کو دیئے اور ایک اچھا کردار ان کو عطا کیا۔ اب اگر تم ڈھونڈنے نکلو گے تو ایسے لوگوں کو کہاں سے تلاش کرو گے؟ وہ جو انسانیت کا بلند گراف تھا۔ اس میں ایک کمی آگئی ہے، زوال آگیا اور انسان پستی کی طرف چلا گیا ہے، انسان نیچے پہنچا ہے اور اگر کہتا ہے کہ ہم نے ترقی کی ہے، ہم چاند پر پہنچ گئے ہیں تو ہم یہی کہیں گے کہ

نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو کہ ساون ہے

کمال یہ نہیں ہے کہ انسان یہاں سے اٹھے اور چاند پر چلا جائے بلکہ کمال یہ ہے کہ فقر اتنا غیور رہو کہ چاند اس کے قدموں میں آجائے۔

یہ کردار جو انسان کو دیا ہے تو اسلام نے دیا ہے اور پوری کائنات میں اس کا جو وقار تھا اس کا انداز یہ تھا۔ اس واسطے ترقی کی راہوں کو اور تنزلی کی راہوں کو جو قوم نہیں پہچانتی، اس کو کبھی بھی اپنے نفع و نقصان کا پتہ نہیں چل سکتا۔ پتہ اسے چلے گا جس کو پتہ ہو کہ ترقی کیا ہے اور تنزلی کیا ہے۔

لہٰذا ادھر تنزل ہو رہا ہو انسانی سوچ گندی ہو رہی ہو، انسان کے دل میں اندھیرا ہو چکا ہو انسانی اقدار بگڑ چکی ہوں، انسان گرتے گرتے حیوان سے مل چکا ہو اور کہا جائے کہ اس نے ترقی کر لی ہے، نہیں نہیں۔ یہ نظر کا ہیر پھیر ہے، یہ مشاہدہ کی غلطی ہے۔ انسان کو جو اللہ تعالیٰ نے جو علو دیا ہے جو بلندی دی ہے اور جو ترقی دی

Marfat.com

ہے ،اس کے لحاظ سے ہمارا سب سے بڑا دور وہ دور تھا۔ جب سید عالم ﷺ معاشرے کی تطہیر فرما رہے تھے۔ آپ نے اس انداز میں اس معاشرے کو صاف کر دیا تھا کہ آپ کی بزم میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے ساتھ مصافحہ کرنے کے لئے فرشتے تڑپ رہے تھے کہ ان لوگوں سے ملاقات کی جائے اور ان سے ملا جائے۔ یہ اصل بلندی ہے۔

یہ بلندی نہیں ہے کہ انسان اڑنا شروع کر دے اور انسان کہیں چھلانگیں لگانا شروع کر دے، مگر اسکا دل گندہ ہو، اسکے اطوار گندے ہوں، اس کی گفتار گندی ہو، اس کی آنکھ گندی ہو، اس کے کان گندے ہوں، اس کا پیکر گناہوں کا ایک پورا گٹر بن چکا ہو، یہ کوئی عظمت نہیں ہے۔ عظمت کو سمجھنا ہے تو پلٹ کے پھر ہمیں کعبہ کے نور اور حرم کی روشنی اور گنبدِ خضرا کی ہریالیوں کو دیکھنا پڑے گا، جہاں رب ذوالجلال نے آج بھی اس کی عظمت کو اجاگر فرمایا ہے۔ اب دیکھئے اس صورتحال میں ہمارے لئے آج ایک تو انفرادی حالات میں تغیر آرہا ہے اور ایک اجتماعی حالت میں تغیر آرہا ہے۔

انفرادی حالات میں تغیر

انفرادی خالات میں جو تغیر ہے ہم آج وہ تغیر محسوس کر رہے ہیں لیکن پھر بھی اس آنکھ اور نگاہِ نبوت سے مہر صداقت لگوانا چاہتے ہیں کہ جس کا علم اتنا تھا کہ صدیوں قبل سب کچھ دیکھ لیا تھا۔ حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ

Marfat.com

صالح بندے دنیا سے آہستہ آہستہ اٹھ جائیں گے، یکے بعد دیگرے نیک بندے چلے جائیں گے۔

یعنی یہ گراف انسانیت گر رہا ہے کبھی society میں ایسے ہیں کہ آنکھ پھیریں تو زمانہ بدلتا ہے، ان کے ہاتھ اٹھیں تو کائنات میں انقلاب آتا ہے اگر وہ ترچھی آنکھ سے چمکتے سورج کو دیکھیں تو دوپہر کے وقت سورج کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں، اگر وہ کانپتی زمین پہ کوڑا مار دیں تو زمین کا رعشہ ختم ہو جاتا ہے۔

اَلْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ

آہستہ آہستہ صالحین زمین سے اٹھ جائیں گے۔

تو پھر کیا ہوگا۔

تَبْقٰی حُفَالَةٌ

صرف ردی لوگ باقی رہ جائیں گے

حفالہ کہتے ہیں جس وقت آٹے کو چھانا جائے تو پیچھے چھان رہ جاتا ہے، آٹا نکل جاتا ہے اور چھان باقی رہ جاتا ہے۔ ایسے صالحین تو زمین کو چھوڑ کر چلے جائیں گے اور پیچھے چھان رہ جائے گا۔

کَحُفَالَةِ الشَّعِیْرِ اَوِالتَّمْرِ

بخاری شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف: ص: ۴۵۹

جیسے جو کا چھان ہوتا ہے یا کھجوروں کا ردی حصہ ہوتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے باقاعدہ مثال دے کر واضح فرمایا کہ جس وقت کھجوریں

Marfat.com

ستھری کی جائیں اور اچھی اچھی کھجوریں ایک طرف ہو جائیں اور ردی باقی رہ جائیں۔ جیسے وہ ردی کھجوریں ہوتی ہیں یا وہ جو کا چھان ہوتا ہے۔ ایسے ہی زمانے کی چھانی جب آئے گی، نیک آہستہ آہستہ اٹھ جائیں گے، پیچھے زمین کے اوپر چھان رہ جائے گا۔ انسانیت کا چھان جس میں انسانیت کی بلند قدریں ختم ہو جائیں گی، انسانیت کا وقار نہیں ہوگا اور انسان کا وہ مرتبہ نہیں ہوگا کہ جس کی بنیاد پر وہ فرشتوں سے افضل ہے تو پھر وہ حیثیت نہیں رہے گی۔

انسانوں کا پیچھے بقیہ رہ جائے گا اور پیچھے گرد و غبار کی سی حیثیت رہ جائے گی، جب وہ پیچھے رہ جائیں گے تو ان کی حالت کیا ہوگی۔ رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

لَا یُبَالِیْھِمُ اللّٰہُ بَالَۃً

پھر ان کی اللہ کے دربار میں بھی کوئی ویلیو نہیں ہوگی۔

لغوی معنی اس کا یہ ہے کہ جو پیچھے رہ جائیں گے، ان کی اللہ بھی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ یعنی جب بڑے بڑے لوگ آئے ہوئے ہوں تو ان کے لئے میزبان خاص اہتمام کرتا ہے اور جب وہ چلے جاتے ہیں، پیچھے عام سے لوگ رہ جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے جس نے کھانا ہے وہ کھالے اور جس نے نہیں کھانا وہ نہ کھائے کیونکہ یہ عام سے لوگ ہیں۔

بلا تمثیل رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جس کا مفہوم مخالف اور موافق کے لحاظ سے مطلب یہ بنتا ہے کہ ایک تو یہ زمین سجی ہوئی ہے ان نوری چہروں کے ساتھ کہ جن کا اللہ کے دربار میں بڑا رکھ رکھاؤ ہے، اب ان کے ہوتے ہوئے اللہ

Marfat.com

نہیں چاہتا ہے کہ ایسا ہو جائے اور میرے بندے بھی زمین پر ہوں۔ ان کا رب کے دربار میں بڑا مرتبہ ہے۔

لہٰذا ان کے ہوتے ہوئے زمین اور طرح کی ہے، رحمتیں اور طرح کی ہیں اور برکت اور طرح کی اترتی ہے لیکن جب صالحین دنیا سے چلے جائیں گے تو پھر پیچھے چھان رہ جائے گا۔ ان کی حیثیت کیا ہوگی۔ فرمایا:

لَا یُبَالِیْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً

اللہ ان کا کوئی خیال ہی نہیں کرے گا کہ یہ بھی زمینی انسان ہیں، یہ بھی بندے ہیں یعنی اللہ کے دربار میں ان کی کوئی Approach نہیں ہوگی۔

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ اللہ والوں کا اللہ کے دربار میں مرتبہ کیا ہے۔

اگرچہ وہ اللہ کے سامنے کوئی Power نہیں رکھتے کہ کوئی اکڑ کے یا دبا کے منوانا چاہتے ہوں نہیں، ان کا اللہ کے دربار میں پسندیدہ مرتبہ اتنا ہے کہ اللہ کو ان کی ناراضگی اچھی نہیں لگتی کہ یہ ناراض ہو جائیں۔ یہ میرے بندے ہیں، انہوں نے زندگی میرے لئے گزاری ہے، اللہ تعالیٰ ان کا بڑا لحاظ کرتا ہے تو ایسے لوگ آہستہ آہستہ دنیا سے چلے جائیں گے، پیچھے چھان رہ جائے گا، وہ چھان کیسا ہے، ان کی رب ذوالجلال کی بارگاہ میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔

جیتے ہیں، مرتے ہیں، کھاتے ہیں، پیتے ہیں، اللہ رزق کا وعدہ تو پورا کرتا ہے مگر ایسا نہیں ہے کہ ادھر ان کی آنکھ اٹھے اور ادھر سورج کی آنکھ بند ہو جائے، ادھر ان کا ہاتھ اٹھے اور ادھر پوری کائنات مٹھی میں آجائے اور جہاں چاہیں تصرف

Marfat.com

کرلیں۔ پھر ایسی صورتحال نہیں ہوتی یہ ایک تغیر زمانہ کی رسول اکرم ﷺ نے مثال دی ہے، حقیقت بیان کی ہے کہ ایسا ہوگا اور یقیناً ایسا ہوگیا جو کہہ رہا تھا کہ ہم اوپر گئے ہیں، نبی اکرم ﷺ کا فرمان بتا رہا ہے تم نیچے آگئے ہو۔

اس واسطے کہ بڑا مرتبہ تو تب ہے کہ ادھر بندے کی نبض حرکت کرے تو ادھر خالق کی قدرت حرکت میں آجائے اور اس کے لئے سارے بندوبست ہو جائیں۔ اللہ کے دربار میں بندے کا مرتبہ بڑا ہو، مقام بڑا ہو، فرشتوں سے کہے کہ اے فرشتو! فلاں بندہ اگر مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کی بات نہیں ٹالتا، میں اس کی ضرور دوں گا۔

رُبَّ اَشْعَثَ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ

بہت سے پراگندہ بالوں والے ایسے ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھادیں تو اللہ ان کی بات پوری کر دیتا ہے، اگر انہوں نے کسی کام پر قسم اٹھادی تو اللہ تعالیٰ اسے پورا کرنے کے لئے نظام بدل دے گا۔ لیکن اس کی قسم کو جھوٹا نہیں ہونے دے گا۔

یہ بلندی ہے اور یہ برتری ہے، اب اس میں تنزل آگیا ہے اب اس کے اندر ایک پستی آگئی ہے اور اوپر سے انسانیت نیچے کی طرف آگئی ہے۔ اب یہ سوچتے ہوئے اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ ہم ان سے بڑھ گئے ہیں، جتنے کھانے ہم کھاتے ہیں، اتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہیں کھاتے تھے اور جتنے لباس ہم پہنتے ہیں اتنے صحابہ کو نہیں ملتے تھے، ہم پر صحابہ سے بڑھ کر اللہ کا فضل ہے تو یہ اس بندے کی خام خیالی ہے اور اس بندے کی غلط سوچ ہے۔ حقیقت میں جو اللہ تعالیٰ نے علو دیا تھا تو وہ ان کو دیا تھا، اگر ہمیں مل سکتا ہے تو ان کی اتباع کرنے کے صلہ میں مل سکتا ہے۔

Marfat.com

یہ تبدیلی آگئی ہے، لوگ اس کو کہتے ہیں ترقی آگئی، یہ آج کی راہ ہے کہ
نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو ساون ہے

ادھر خزاں آگئی ہے اور تم اس کو اپنے لئے بہار سمجھ رہے ہو، یہ جہنم کے شعلے ہیں اور تم ان کو گلاب کی پتیاں سمجھ رہے ہو اور یہ تو انسانیت کی بدبو ہے اور تم اس کو خوشبو سمجھ رہے ہو۔ یہ صورتحال اور معاشرے کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے ہم نے اس موضوع کو لیا ہے کہ ایک تبدیلی ہے تو اس تبدیلی کے لحاظ سے ہمیں پھر پلٹ کے وہاں جانا چاہئے کہ جہاں ان اصولوں کی وجہ سے بلندی آئی تھی تاکہ آج بھی ان اصولوں کی وجہ سے ہمیں بلندی مل سکے۔

اجتماعی حالات میں تغیر

محمد بن کعب القرظی کہتے ہیں کہ مجھے اس بندے نے بتایا ہے کہ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے Direct سنا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

اِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِی الْمَسْجِدِ

ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے

فَاطَّلَعَ عَلَیْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

اتنے میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آگئے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (ایک منفرد صحابی ہیں) جب وہ آئے تو

مَا عَلَیْہِ اِلَّا بُرْدَۃٌ لَہٗ مَرْقُوْعَۃٌ بِفَرْوٍ

انہوں نے ایک چادر پہنی ہوئی ہے، پورا لباس نہیں ہے اور اس چادر پر بھی

Marfat.com

کھال کے پیوند لگے ہوئے ہیں۔

فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَكٰى

جس وقت رسول اکرم ﷺ نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو میرے محبوب ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

لِلَّذِىْ كَانَ فِيْهِ مِنَ النِّعْمَةِ

اس وجہ سے جو ماضی میں وہ نعمت میں تھے۔

وَالَّذِىْ هُوَ فِيْهِ الْيَوْمُ

اور اس وجہ سے جو آج وہ ناداری کی حالت میں تھے۔

اس واسطے کہ جب تک انہوں نے کلمہ نہیں پڑھا تھا تو اکثر نیا سوٹ پہنتے تھے۔

یعنی ایک مالدار انسان تھا، اس زمانے کا یہ شہزادہ تھا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے جس وقت کلمہ پڑھا تو گھر والوں نے کہا کہ تمہیں کچھ بھی نہیں دیں گے۔ نہ ورثہ ملے گا نہ کپڑے ملیں گے، کچھ بھی نہیں ملے گا۔ ایک ہی چادر لے کر باندھی تو فرمایا:

تم اپنے کپڑے پاس رکھو، ہم ان کے پاس جاتے ہیں جہاں سے ایمان کے کپڑے ملنے والے ہیں۔

محبوب ﷺ نے جب وہ حالت دیکھی، جب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ گھر میں تھے کپڑے بڑے قیمتی ہوتے تھے اور آج ایمان کا ماڈل ہیں مگر کپڑے پھٹے پرانے ہیں، ایک چادر ہے اور اس پر بھی پیوند لگے ہوئے ہیں۔ ان کو دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو اسلئے آئے کہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی آزمائش ہوئی ہے،

Marfat.com

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو آزمایا گیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کبھی مصعب رضی اللہ عنہ کے ایسے پڑے تھے اور آج مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہے، میرے محبوب ﷺ نے پھر مستقبل کی خبر دی ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

میرے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَيْفَ بِكُمْ إِذَا غَدَا أَحَدُكُمْ فِيْ حُلَّةٍ وَرَاحَ فِيْ حُلَّةٍ

اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب صبح کو ایک سوٹ پہنو گے اور شام کو دوسرا پہنو گے۔

اب اس وقت کی جو صورت حال ہے وہ بالکل مختلف ہے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے کپڑے پہلے اچھے تھے لیکن اب پورے نہیں جو چادر ہے، وہ بھی پھٹی ہوئی ہے اور پھر فرمایا میرے صحابہ وہ وقت آنے والا ہے، زمانہ کروٹ لیتا ہے، مالی انقلاب آجائے گا، اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب صبح اور سوٹ ہوگا شام کو اور سوٹ ہوگا، بظاہر یہ بات اس وقت کہنا بڑی مشکل تھی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے تو کفن کے لئے بھی کپڑا نہیں ملا تھا اور ایک ہی چادر جو تہبند پہنا ہوا تھا، اس کا کفن دیا گیا اور وہ اتنی چھوٹی تھی اگر سر ڈھانپتے تو قدم ننگا ہو جاتا، قدم ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ بالآخر سر کو ڈھانپ کے قدم پر گھاس ڈالا گیا۔ یہ صورتحال صحابہ کرام کے اندر موجود تھی۔ صحابہ کرام سے فرمایا

Marfat.com

!تم وہ حالت یاد کرو جب وہ زندگی آئے گی کہ صبح اور سوٹ پہنیں گے، شام کو اور سوٹ پہنیں گے اور ساتھ ہی فرمایا:

وَوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ صَحْفَةٌ وَرُفِعَتْ أُخْرَىٰ

اس وقت میرے صحابہ ایک ایک کھجور تمہارے حصے میں آتی ہے اور وہ بھی کبھی کبھی۔

وہ وقت بھی یاد کرو جس وقت تمہارے دستر خواں پر ایک پلیٹ رکھی جائے گی اور دوسری اٹھالی جائے گی، یعنی اتنے زیادہ کھانے ہوں گے، پہلے ایک لگایا جائے گا پھر دوسرا لگایا جائے گا۔

وہ دستر خوان کا انداز جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا کہ ایک قسم کی ڈشیں رکھی جائیں گی، اس طرح کئی کھانے ہوں گے اور اس انداز میں میری امت پر ایک خوشحالی اور ترقی بھی آجائے گی اور یہ صورتحال میری امت کے لئے پیدا ہو جائے گی۔ ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا:

سَتَرْتُمْ بُيُوتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ

اورتم اپنے گھروں پر یوں کپڑے چڑھاؤ گے جیسے کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا ہے یہ جو تم دروازں کے آگے یا کھڑکیوں کے آگے پردے لگے ہوئے دیکھتے ہو، یہ ساری ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کی صداقت ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھیں کہ ایسا ہوگا، لباس اور کھانے ہوں گے اور دیواروں پر کپڑے لٹکا دیئے جائیں گے، جس طرح کعبہ کے اوپر غلاف لٹکایا جاتا ہے۔ اس وقت صحابہ کرام کو نظر نہیں آتا تھا کہ ایسا

Marfat.com

بھی ہو جائے گا مگر یقین سب کو تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے یہ خبر سچی دیتے ہیں۔

لہٰذا سب نے اس بات کو مان لیا کہ ایسا انقلاب آجائے گا، ہمارے اندر ایسی تبدیلی آجائے گی اور امت کے اندر ایسا وقت آئے گا جب یہ صورت حال ہو گی جب کھانے ایسے ہوں گے اور لباس ایسا ہو گا۔

- پھر اس کا جائزہ لیا گیا کہ پھر اچھے کون ہوں گے۔

اس وقت ہم اچھے ہونگے یا اس وقت کے لوگ اچھے ہوں گے۔ اس وقت جو ہمیں کھجور ملتی ہے۔ اس وقت ہم اچھے ہیں یا اس وقت ہماری شان زیادہ ہو گی جس وقت ہمیں کھانے یہ کھانا ملے گا۔ صحابہ کرام بیٹھے ہیں، سید عالم ﷺ سے انہوں نے کہا:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ خَیْرٌ مِّنَّا الْیَوْمَ

یارسول اللہ ﷺ کیا اس وقت کی حالت ہماری آج کی حالت سے بہتر ہو گی جو تبدیلی آئے گی یہ خیر بھی ہو گی یا نہیں۔

- جس وقت انہوں نے سوال کیا اور ساتھ اپنی رائے ظاہر کر دی اور بڑی اچھی رائے تھی اس میں دینی نقطہ نظر تھا، کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ یہ تو ہو گا، ہمارے پاس جب کھانے ہوں گے، پیسے ہوں گے۔

نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ

- ہم عبادت کیلئے فارغ ہونگے۔

اس وقت ہم جی بھر کے عبادت کریں گے۔

ہمیں معاش کی کوئی فکر نہیں ہو گی اور ہمارے پاس فارغ وقت نکل آئے گا۔

Marfat.com

وَنُکْفَی الْمُؤْنَۃَ

اہل وعیال کے اخراجات میں ہمیں کفایت کی جائے گی۔

اور پھر ہمارے لئے مشقتیں نہیں ہوگی اور ہمارے کندھے تھکے ہوئے نہیں ہوں گے اور ہماری ٹانگیں تھکاوٹ والی نہیں ہوں گی۔ ہم اچھے قیام کریں گے، صحیح سجدے کریں گے۔

کیا اس وقت کی ہماری حالت بہتر ہوگی یا آج جو ہماری حالت ہے یہ ہمارے لئے بہتر ہے۔ محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا اَنْتُمُ الْیَوْمَ خَیْرٌ مِّنْکُمْ یَوْمَئِذٍ مشکوٰۃ شریف: ص: ۴۵۹

نہیں! تم آج اس وقت سے بہتر ہو۔

اس وقت کی حالت بہتر نہیں آج جو محمد عربی ﷺ کے قدموں میں ٹکڑے کھاتے ہو یہ حالت بہتر ہے۔

اس وقت کی حالت تمہاری یا تمہارے بعد کی قیامت تک آنے والی امت کی جن کے دن کے تین قسم کے بالکل جدا کھانے ہوں گے، اور ہر کھانے میں کئی کئی ڈشیں ہوں گی اور کپڑوں کا کوئی انداز شمار میں نہ آنے والا ہوگا۔

فرمایا: میرے صحابہ تم اس وقت سے بہتر ہو، آج جو تمہاری حالت ہے یہ خیر کے لحاظ سے تمہاری ریکارڈ حالت ہے، یہ ترقی ہے یہ میری ملت کا مرتبہ ہے اور یہ مرتبہ ہے۔

میری قوم کا یہاں سے پتہ چل گیا کہ آج ہم ترقی بہتری اور خیر کے لحاظ سے جو گفتگو کریں تو اس حدیث شریف کو سامنے رکھنا چاہئے۔ وہ بندہ جس کا بینک میں

Marfat.com

ایک پیسہ بھی نہ ہو مگر اس کا دل نورِ ایمان سے بھرا ہوا ہو، اس سے بڑا کوئی مالدار نہیں ہے اور جس کے پیسوں سے بینک بھرے ہوئے ہوں اور اس کا دل ایمان کی چاشنی سے خالی ہو اس سے بڑا کوئی بھوکا نہیں ہے، اس سے بڑا کوئی نادار نہیں ہے ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ انداز سمجھا دیا ہے کہ کبھی تم بہک نہ جانا اور کبھی تنزل کو ترقی نہ کہہ دینا۔ اصل میں دنیا کے آنے کا ایک پہلو اچھا بھی ہے مگر پھر بھی اچھائی دین کے اس رنگ میں ہے جو رنگ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے صحابہ کرام کو عطا فرمایا تھا۔

اس گفتگو کے ساتھ جو انفرادی اور اجتماعی حالتوں میں تبدیلی آنے والی تھی اس کا میں نے ذکر کر دیا۔ پہلی حدیث انفرادی حالت کے لحاظ سے ہے اور دوسری حدیث اجتماعی حالت کے لحاظ سے ہے۔

مطلب یہ ہے کہ پہلے ایسے انسان ہوا کرتے تھے کہ ایک ایک محلے میں سو سو ولی ہوتا تھا۔ یہ اس وقت مسلمانوں کی society تھی یعنی ولایت کا فقدان نہیں تھا۔ تقوی اور پرہیز گاری کو کہیں ڈھونڈنا نہیں پڑتا تھا کہ چلو سفر کر کے کسی متقی کو ڈھونڈیں اور اس کی زیارت کریں، وہاں گھر گھر میں تقوے کے باغ تھے اور ہر وقت روحانیت کے پھول کھلتے تھے، پوری society مسلم امہ کا یہ منظر پیش کرتی تھی۔ اس تقوے کے گلشن میں خزاں آگئی اور پھر اجڑ گیا، یہ سلسلہ ختم ہوتا گیا۔

ایک تو بندہ اپنے لحاظ سے تغیر کو سمجھتا ہے اور ایک اجتماعیت کے لحاظ سے پوری قوم میں تغیر موجود ہے تو اس تغیر کو اس تنزل کو تنزل ماننا حقیقت کے معترف ہونے کا انداز ہے چونکہ جو کبھی مانے گا نہیں، وہ بہتری سوچ نہیں سکے گا۔

Marfat.com

ہر کس کہ نداند وبداند کہ بداند
درجہل مرکب ابدالدہر بماند

جس بندے کو آتا کچھ نہ ہو، پڑھا ہوا کوئی نہ ہو اور سمجھے کہ میں پڑھا ہوا ہوں، وہ قیامت تک بھی نہیں پڑھ سکتا۔ اور جس کو آتا نہ ہو لیکن جانتا ہو اور مانے کہ مجھے نہیں آتا، اس کو دوسرے دن بھی آسکتا ہے۔

جس کو کچھ نہ آتا ہو سمجھے کہ مجھے آتا ہے، اس کی ڈبل جہالت ہے کہ ایک تو آتا نہیں، دوسرا نہ آنے کا بھی پتہ نہیں، اس کی جہالت زیادہ ہے اور جس کو کوئی علم آتا تو نہ ہو لیکن مانے کہ مجھے نہیں آتا اس کی جہالت سنگل ہے، وہ ختم ہو سکتی ہے۔

اس واسطے حقیقی ترقی پانے کے لئے پہلے ہمیں تنزل ماننا پڑے گا کہ واقعی تنزل آیا ہوا ہے اس تنزل کو مان کے اس ترقی والے گھاٹ سے پانی پئیں گے جہاں سے حضرات ابوبکر وعمر وعثمان وعلی اور طلحہ وزبیر اور سعد وسعید اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم، ان لوگوں نے پیا تھا، ادھر سے پئیں گے، وہ چشمہ آج بھی خشک نہیں ہے۔ جب وہ چشمہ خشک نہیں ہے، پینے والوں کو جام ضرور ملیں گے پھر وہ ترقی بھی آسکتی ہے۔

اب ایک صورتحال ہمارے **Current Affair** کے لحاظ سے ہے کہ جس میں ہمیں ان حالات کو سامنے رکھنا ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ ہم کیا تھے اور ہمیں کیا ہو گیا، کتنی بلندی تھی اور ہمارا رتبہ کیا تھا، ہم ہوتے کون تھے، ہمارا مقام کتنا اونچا تھا اور کس انداز سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سردار بنایا تھا۔

Marfat.com

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا

آخر ہم کتنے اونچے تھے، ہم گرے ہیں تو کہاں آ گئے ہیں، اب صورتحال دیکھو:

اسلامی دنیا میں ایک ابتلاء اور آزمائش ہے، World Help نامی ایک تنظیم امریکہ میں فنڈ اکٹھا کر رہی ہے، وہ عیسائیوں کی تنظیم ہے اور اس نے فنڈ اکٹھا کرنا شروع کیا ہے اور اس نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے اس کے سرورق عراق کی تصویر ہے، عراق کی تصویر کے ساتھ لکھا ہے "IRAQ PROJECT" وہ تنظیم امریکی عیسائیوں سے فنڈ اکٹھا کر رہی ہے اور انہوں نے اپنے مقاصد لکھے ہیں کہ ہمارے اہداف کیا ہیں، اس نے کہا کہ ہم انجیل چھاپ کر عراق میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں اور وہاں پر ایک Million انجیل کی ضرورت ہے، وہاں پر ہم اپنی عبادت گاہیں بنانا چاہتے ہیں، اتنے گرجے بنانا چاہتے ہیں، ہم وہاں پر اپنی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں اور یہ نیٹ ورک انہوں نے صرف عراق ہی میں نہیں بلکہ الجزائر، لیبیا، مراکش میں بھی قائم کر چکے ہیں۔

اب مسلم امہ جس وقت بین الاقوامی سطح پر سو رہی ہے، ان کی اپنی تنظیم O.I.C غیروں کی آلہ کار بنی ہوئی ہے اور اس انداز میں مسلمان تنزل میں آ گئے ہیں کہ کبھی یہ ہوتا تھا کہ مسلم امہ کا ایک سپوت حفظ قرآن کر کے عیسائیوں کی وادی میں داخل ہو جاتا تھا اور پوری دھرتی میں ایمان کی بہار لے آتا تھا کہ اس کے سینے سے نکلنے والا نور ان کے دلوں کو مدینہ بنا دیتا تھا۔ اب گھر ہمارے ہیں، ملک

Marfat.com

ہمارے ہیں اور محلے ہمارے ہیں لیکن وہاں عیسائیوں نے پنجے گاڑ لئے ہیں، یہودیوں نے اپنے پنجے گاڑ لئے ہیں۔

اب اسلامی دنیا میں 32 channels عیسائیوں کے چل رہے ہیں جو دن رات زہر اگل رہے ہیں، دن رات عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں، دن رات عیسائیت کے پراپیگنڈے ہو رہے ہیں، اب یہ وقت آن پہنچا ہے کہ ہمارے برادر اسلامی ملک افغانستان کے لئے اس سال انڈین حکومت نے چھ لاکھ ڈالر کی ایڈ اس لئے دی تھی اور اس کو معین کر کے انہوں نے کہا تھا کہ یہ چھ لاکھ ڈالر افغانستان میں میوزک اور گانے بجانے کی ترویج میں خرچ کیا جائے گا۔

اب گھر تو ہمارا ہو لیکن اس کے لئے موسیقی کا بندوبست کیا جائے اور وہ غیروں کی طرف سے، اس سے بڑی ندامت کیا ہوگی، اس سے بڑی تنزلی کیا ہوگی، وہ کہساروں کا دیس جس کو غیرت افغان کہا جاتا ہے کہ وہ جنہوں نے ہمیشہ اپنی حریت پر پہرے دیئے ہیں اور حمیت دینی کا اظہار کیا ہے۔ اب ان کے لئے انڈین حکومت نے وظائف اور سکالرشپ معین کر کے اور انکے 500 اساتذہ اور 500 طلبہ کو انڈیا میں تعلیم دی جارہی ہے، انڈین کلچر سکھایا جارہا ہے، انڈین ثقافت ان کو پڑھائی جارہی ہے تاکہ مسلمانوں کے چہرے تو اگرچہ رہیں مگر دماغ ہندوؤں والے ہو جائیں اور یہ پڑھ کے جائیں تو وہاں جا کے مزید تباہی اور بربادی پھیلانا شروع کر دیں۔

پورے خطے میں انسانیت کے لئے ایسی آزمائش اور ایسا ابتلا کا سلسلہ جاری

Marfat.com

ہے کہ جدھر دیکھو ایسی تنظیمیں ہیں صرف World Help نامی تنظیم نہیں بلکہ ان کی بیسیوں اس قسم کی تنظیمیں ہیں اور وہ ایسے کام کر رہی ہیں اور مسلمانوں کو انہوں نے مریض بنا دیا ہے اور دوائیاں تجویز کر رہے ہیں، کوئی کہتا ہے یہ دوا استعمال کرو اور دوسرا کہتا ہے یہ استعمال کرواؤ اور مسلمان اتنا گیا گزرا ہے اس کو پتہ ہی نہیں کہ اے دنیا کے بے وقوفو! مجھے بیمار نہ کہو میں تو کائنات کی بیماریاں صحیح کرنے آیا ہوں، تم میرے دماغ کو صحیح کرنا چاہتے ہو اور تم سارے اکٹھے ہو کے میٹنگ کرتے ہو تو میرے بارے میں کہتے ہو، اس کو روشن خیال بنانا چاہئے۔ تمہیں اور کوئی اندھیرے خیال والا نظر نہیں آیا۔

تمہیں نظر آتا ہے روشن خیالی کی ضرورت ہے تو صرف مسلمان ہی کو ہے، ہمیں اپنی فکر کو اجاگر کر کے ان لوگوں کے سامنے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کو بتانا چاہئے کہ دنیا کے بے وقوفو! اگر کسی کو روشن خیال بنانا ہے تو اسے بناؤ جس کے خیال میں اندھیرا ہے اور جس کے خیال میں طیبہ کا سویرا ہو اس کو روشن خیال بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

اب دیکھئے کیا صورتحال اس وقت ہمارے سامنے موجود ہے، وہ بیرونی دنیا کے جو فتنے ہیں، وہ اپنی جگہ رہے لیکن جو ہمارا ملک ہے اس میں ایسے فتنے اور ایسے ادارے بنا دیئے گئے ہیں کہ جن کا مقصد مسلمانوں کو امریکہ کی منڈی میں بیچنا ہے اور جن کا مقصد مسلمانوں کے اندر سے روح ایمان کو نکالنا ہے۔

آج ہمارے ہاں International Iqbal Institute For

Marfat.com

Research and Dialouge جو پہلا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا اس کے لئے پچاس کروڑ ڈالر کا فنڈ اکٹھا کیا گیا کہ وہ ادارہ چلایا جائے گا، اس کا کام کیا ہوگا کہ وہ مسلمانوں کو عیسائی بنائے گا، اس کا کام مسلمانوں کو یہودی بنانا ہوگا، اس کا کام مسلمانوں کے اندر سے ایمان کو نکالنا ہوگا، نکالنے کا انداز کیا ہوگا، فکر اقبال کو سامنے رکھ کے وہ اقبال جس کی تعلیمات کا ساٹھ فیصد حصہ مغرب کے خلاف ہے، یہ اس اقبال کی فکر کے کیپسول ہیں اور امریکی زہر بھر کے قوم کو دینا چاہتے ہیں، اس ساری میٹنگ کے اندر جو بکواسات کیے وہ یہ ہیں۔

''اب وقت آ گیا ہے کہ مغرب اور ہماری تہذیب ایک ہوگئی ہے، اب ہمارے بچے بھی V.C.R کھلے عام دیکھا کریں گے، اب ہمارے بچے بھی کلبوں میں جایا کریں گے'' یہ وہاں اپنی Achievement بیان کر رہے ہیں کہ ہم نے بہت کچھ حاصل کر لیا ہے اور بہت کچھ آگے کریں گے، اور پھر وہاں پر جو ایک کتاب متعارف کروائی ہے، اس کتاب کا مقصد صرف طالب علموں کو خراب کرنا ہی نہیں بلکہ قوم کے اساتذہ کو بھی خراب کرنا ہے۔ وہ کتاب جس میں انہوں نے ساری گفتگو کی ہے، اس کتاب کا نام "Modern Teaching And Islamic Traditions" رکھا ہے۔ اس کتاب میں نئے انداز پڑھانے کے کہ جس سے اسلامی روایات کو مسخ کیا جائے، وہ سارے اکٹھے کیے گئے ہیں۔

پہلی کھیپ میں ڈیڑھ سو اساتذہ وہ کتاب پڑھ رہے ہیں، ڈیڑھ سو پڑھیں گے تو خاکم بدہن ڈیڑھ لاکھ یا چار پانچ لاکھ طلباء کو خراب کر دیں گے۔ ادھر امریکہ

Marfat.com

کے لئے ہماری یونیورسٹیوں کو اڈے بنا دیا گیا ہے، وہ قوم کہ جن کے لئے قرآن نے حرام کیا تھا کہ تم غیروں کی بات سن ہی نہیں سکتے، تم ان کے پاس بیٹھ ہی نہیں سکتے۔

اِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ النسآء: ۱۴۰

جب تم اللہ کی آیتوں کو سنو کہ انکا انکار کیا جاتا اور انکی ہنسی بنائی جاتی ہے تو اُن لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو۔

اگر تم ان کے پاس بیٹھو گے اور ان کی باتوں کا رد نہیں کر سکو گے تو کافر ہو جاؤ گے۔

اس واسطے قرآن نے کہا کہ ان کے ساتھ بیٹھو ہی نہ۔ اب ان بیہودہ لوگوں کو ہماری یونیورسٹیوں میں بلوا کے لیکچر دلوائے جاتے ہیں۔ ایک طرف تو یونیورسٹیوں کا نظام سیکولر طاقتوں کو دے دیا گیا اور کالجوں کو بورڈ آف گورنرز کی شکل میں سیکولر ہاتھوں میں دے دیئے گئے ہیں اور یونیورسٹی ایکٹ میں تبدیلی کر کے ان یونیورسٹیوں کو سیکولر لوگوں کے ہاتھوں میں بیچ دیا گیا ہے۔

اب بچے ہمارے ہیں، روح ہماری ہے، مستقبل ہمارا ہے، اور نسل ہماری ہے مگر ان کو گندہ پانی دینے کے لئے امریکہ سے لوگ آتے ہیں نتیجہ یہ ہوگا کہ گندگی جڑوں میں آجائے گی، گندگی پھر پتوں تک پہنچ جائے گی تو یہ سارا دھندہ ہمارے ملک کے حکمران کر رہے ہیں، مغرب زدہ لوگ کر رہے ہیں اور یہ تو ہمارا کام تھا کہ ہم دنیا کے کونے کونے میں جہاں گندگی پھیل رہی تھی، ایک ایک صحابی نکلے ہیں اور صف بستہ ہو کر جہاں بھی گئے ہیں وہاں انہوں نے صفہ کا ماحول پیدا کیا ہے اور دلوں کو بجی

Marfat.com

فکر سے سیراب کیا ہے۔

آج اس نسل کو، اس قوم کو اور اس ملت کو پانی دینے کے لئے امریکہ سے لوگ آ رہے ہیں، جس قوم نے پوری انسانیت کو خود سیراب کیا ہے، یہ تنزلی ہے، اس پر جتنا ہم روئیں، اتنا کم ہے کہ کیا ہمارا یہ مرتبہ تھا اور کیا ہماری یہ شان تھی۔ ہم تو زمانے کے معلّم تھے، ہم نے آداب جہانداری لوگوں کو سکھائے تھے اور ہم نے دنیا کی آنکھوں میں تہذیب کے سرمے لگائے تھے، لوگ ہماری لکھی ہوئی کتابیں پڑھ کے تمام سرجری کے آلات کو ان کے نقشوں پر بنا رہے ہیں۔ ہم تو دنیا کے دامن میں علم کی بھیک ڈالنے والے ہیں اور آج یہ ہے کہ ہمیں علم کا یتیم قرار دے کر اور علم کا بھوکا اور نا آشنا قرار دے کر ہمارے لئے یہ دوائیاں وہاں سے منگوائی جا رہی ہیں، اس سے بڑی اور تنزلی کیا ہو گی۔

لہٰذا اس خطرے کو بھی پوری طرح محسوس کیجئے اور سمجھئے کہ اگر آپ نے اس سلسلہ میں کوئی اپنا کردار ادا نہ کیا تو کل پھر یہ امید نہ رکھنا کہ تم جو فصل کاشت کر رہے ہو، یہاں سے تمہیں کوئی اچھا اناج ملے گا اور اچھی پیداوار مل جائے، نہیں نہیں، جیسا بیج ہوتا ہے، ویسی ہی فصل ہوتی ہے۔

آج اگر تمہارے بچوں کے اذہان کی جو سرزمین ہے اور قلب و نظر کی جو زمین ہے، اس میں تخم امریکی بویا جا رہا ہے اور تخم اسرائیلی بویا جا رہا ہے اور تخم انڈین بویا جا رہا ہے اور برطانیوں کی سوچ کا بیج تمہارے بچوں کے دماغ کی سرزمین میں اگر بویا جا رہا ہے تو کل جب بالغ ہوں گے تو پھل بھی امریکی نظر آئے گا۔

Marfat.com

اس وقت ہاتھ ملو گے، بیٹا میرا تھا، نام اس کا میں نے محمد علی رکھا تھا، نام اس کا میں مبشر رسول رکھا تھا، نام اس کا میں نے عبدالخالق رکھا تھا مگر یہ باتیں کیسی کرتا ہے، بولتا کیسا ہے، اس کے افکار کیسے ہو گئے ہیں، یہ تو اپنی زبان سے یہودیوں کی بات کرتا ہے، اپنی زبان سے ہندوؤں کی بات کرتا ہے۔ ایسا تو ہوگا اس واسطے کہ یہی کاشت کی تھی۔ تو قبل اس کے کہ وہ وقت آئے آج یہ دھیان کرو کہ ہمارے بیٹے کہاں جاتے ہیں، کیا پڑھتے ہیں، ان کو پڑھایا کیا جاتا ہے، ان کو کیا سکھایا جا رہا ہے، ان کو دیا کیا جا رہا ہے اور کس انداز میں ان کے ذہنوں میں زہر بھرا جا رہا ہے، یہ تیس اور اکتیس مئی کو ہمارے ملک میں قومی تعلیم پالیسی کے بارے میں جو کانفرنس ہوئی تھی۔

اگر آپ اس کی رپورٹ پڑھ لیں تو آپ کو رونا آئے گا کہ وہ ملک جو کلمے کی بنیاد پر بنایا گیا تھا اس میں تعلیم کون سی دی جا رہی ہے، جس کے اندر ملک کا گورنر کہتا ہے کہ ہم پوسٹ گریجویٹ کے اندر میوزک کو بحیثیت نصاب رکھیں گے، جہاں پر پرائمری کلاسز میں Sex کی تعلیم دی جا رہی ہے، اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو کیسے ہماری قوم بچ سکے گی۔ اور کیسے ہم اچھے مستقبل کی امید رکھ سکیں گے۔

ہم کہتے کیا ہیں کہ ساون ہے، بچہ یہودی بن رہا ہو کہتے ہیں کہ بڑا دانشور بن رہا ہے۔ اور پڑھ کے نکلے گا تو زمانے میں انقلاب لائے گا، بچے کے دل کے اندر امریکی چور چھپا ہوا ہے اور تم سمجھے ہو کہ اس نے بہت کچھ حاصل کر لیا ہے۔

اگر اپنے بچے کے ناشتے کا خیال کرتے ہو تو خدارا اس کے نظریے کا بھی خیال کرو، اگر ناشتہ کمزور پسند نہیں تو نظریہ کمزور کیوں پسند ہے، اگر اپنے بچے کے لئے

Marfat.com

فلٹرڈ پانی چاہتے ہو تو اس کیلئے فلٹرڈ کہانی بھی چاہیے۔ اگر اس کا جسمانی لباس اچھا چاہتے ہو تو انکا ایمانی لباس بھی اچھا چاہیے۔

یہ صورتحال جو تنزل کی مسلسل ہمارے اندر آ گئی ہے اور ہمیں اس کا ادراک نہیں ہو رہا کہ ہمارا نقصان کتنا ہو رہا ہے کتنا ہو چکا ہے اور کتنا ہونے والا ہے، یہ صورتحال روشن کرنے اور واضح کرنے کے لئے کسی بھول میں نہ رہنا، باطل پوری طرح اپنے دانت تیز کر کے ہمیں ختم کرنے کے لئے میدان میں آ چکا ہے۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے غافل مسلمانو
تمہاری داستاں تک نہ رہے گی داستانوں میں

اب بیداری کا وقت ہے، بیدار ہو کے اس کا مشاہدہ کیا جائے، بالخصوص جو ہماری یونیورسٹیز کا شعبہ ہے، اس میں جو کچھ اچھا پڑھایا جاتا ہے، وہ ٹھیک ہے لیکن یہ بات علامہ اقبال کی ضرور ذہن میں رکھنا، پھر بھی ایک ان کی سازش ہے، اچھی چیز کیساتھ جو ہمیں کلچر دیتے ہیں، اب ایک ہے انگلش پڑھنا اور ایک ہے انگریز بننا، ان دونوں باتوں میں فرق ہے، انگلش بولنا اور چیز ہے مگر قلب و نظر سے انگریز بن جانا، یہ اور بات ہے۔

ہم انگلش کے خلاف نہیں ہیں، ہم سائنس کے خلاف نہیں، ہم ٹیکنالوجی کی تعلیم کے خلاف نہیں، ان تمام **Fields** میں ریسرچ کے خلاف نہیں ہیں۔ ہم انگلش کے خلاف نہیں، ہم تو انگریز بننے کے خلاف ہیں اور تم یہ سوچ لو کہ جو انگلش پڑھ رہے ہیں، ان میں سے کتنے ہیں جن کو انگلش تو آ ئے لیکن وہ انگریز نہ بن

Marfat.com

جائیں، اگر ساتھ ساتھ انگریز بھی بن جائے تو پھر اس انگلش کا ہمیں فائدہ کیا ہوگا۔ ہاں اگر ان کے پیچھے کنٹرول تمہارے ہاتھوں میں ہے، اپنے بچوں کے ذہن کی روزانہ تلاشی لو، روزانہ سمجھاؤ اور روزانہ دیکھو کہ کہیں بگاڑ تو پیدا نہیں ہو رہا پھر سلسلہ صحیح چلتا جائے گا اور اگر تم نے تلاشی لینا چھوڑ دی، تیسرے چوتھے دن کوئی چور ان کو لوٹ کے لے جائے گا۔

اس واسطے یہ جو ہمارے لئے پورا سلسلہ ہے، تعلیم کا جواز تو ہے مگر امتحان اس کا والدین کے لئے بڑا لازم ہے اور بالخصوص بزرگوں کے زیر سایہ ان بچوں کے ٹیسٹ کروانے چاہئے، ان کے ذہن کے فکری ٹیسٹ، ان کی سوچ کے ٹیسٹ، ان کے خرد اور شعور کے ٹیسٹ، ان کے ایمان اور ایقان کے ٹیسٹ تاکہ پتہ چلتا رہے کہ یہ ابھی تک ہمارا ہے، غیروں کا آلہ کار نہیں بنا، اقبال کہتے ہیں: غیروں کا ایجنڈا ہے۔

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے ادھر پھیر

مومن کی خودی بہت مضبوط تھی جو نہ ہتھوڑوں سے ٹوٹنے والی تھی اور نہ تلواروں سے کٹنے والی تھی تو غیروں نے کہا کہ

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے ادھر پھیر

اب یہ تمہارے سامنے ڈٹ جاتا ہے کہ میں نہیں کرنے دوں گا، میں جان دے دوں گا، میں خون بہاؤں گا، اپنا ایمان بچاؤں گا، یہ جوان کی خودی سر اٹھاتی ہے

Marfat.com

اور یہ بولتا ہے، اس کو یوں ختم کرو کہ اس کو ذرا تعلیم کے تیزاب میں ڈالو، جس وقت مغربی تعلیم کا پروردہ بنے گا تو پھر افرنگی دو کانوں کا کھلونا بن جائے گا، پھر اس میں فولادی پاور نہیں ہوگی پھر جب وہ ملائم ہو جائے تو جدھر چاہو ادھر پھیر لو۔

پہلے یہ ڈٹ جاتا تھا، عزت بے عزتی کا مسئلہ اور موت وحیات کا مسئلہ بنالیتا تھا، اب وہ باتیں ساری ہورہی ہیں اور مسلمان اٹھتا نہیں ہے، تو پتہ چلا کہ وہ تعلیم کے تیزاب میں خودی کو ڈال کے اس کو بالکل یوں بنا دیا گیا ہے کہ اب اپنی حیثیت ہی کھو چکا ہے۔

تاثیر میں اکسیر سے یہ بڑھ کے ہے تیزاب
سونے کا ہمالہ ہو تو مٹی کا ہے اک ڈھیر

اس تعلیم میں جو مغرب کا تیزاب ہے اس میں تاثیر اتنی گندی ہے کہ یوں سمجھو جیسے سونے کا ہمالہ پہاڑ ہو اس کو مٹی کا ڈھیر بنا دیا جائے اتنی تبدیلی کہ سونے کا پہاڑ مٹی کا ڈھیر بن جائے۔ یہ کس بنیاد پر ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ گندے نصاب تعلیم کی وجہ سے ہے، برے نصاب تعلیم کی وجہ سے ہے۔

اب پہلے تو کوئی کسر نہیں تھی اب جو آغا خان بورڈ اور بالخصوص ہماری وزارت تعلیم کے وزیر تجہیل بولتے ہیں تو کہتے ہیں اب ہمیں خوشی ہے کہ ہم نے ملاؤں سے اپنا نصاب تعلیم آزاد کر لیا ہے، اب ہمارے نصاب تعلیم میں انڈیا پہ تنقید نہیں ہے، اب ہمارا نصاب تعلیم جو ہے، وہ گندھارا سے چلا ہے اور ہمارا کلچر وہاں سے آیا ہے ایسی ساری باتیں جو کی جارہی ہیں، یہ اس ملت کیلئے زہر ہے، جو کہ ہر

Marfat.com

طرف پھیلا جا رہا ہے۔

ادھر والدین خوش ہیں کہ ہمارے بچے بڑے تعلیم یافتہ ہو رہے ہیں، روزانہ پڑھنے جاتے ہیں، روزانہ پڑھ کے آتے ہیں، ماں کی آنکھ بھی ٹھنڈی ہے، باپ کا کلیجہ بھی ٹھنڈا ہے اور بیچاروں کو پتہ نہیں کہ ہم تو بیٹا بیچ رہے ہیں، ہم نے بیٹا غیروں کے آگے بیچ دیا ہے، ہم نے فروخت کر دیا ہے، یہ ہمارا نہیں رہے گا، دس سال کے بعد یہ غیروں کا بن جائے گا ان کی بولی بولے گا۔ اس وقت اپنی امی اور ابو کو کہے گا، تمہیں کیا پتہ کہ زمانہ کیا ہوتا ہے اور جدت کیا ہوتی ہے اور زمانے کے کیا حالات ہیں، تم پرانے لوگ ہو تمہیں کوئی حیثیات کا پتہ ہی نہیں، اس وقت اپنے والدین کا منہ بھی بند کرنے کی کوشش کرے گا، قبل اس کے کہ وہ وقت آئے، آج یہ سوچنا چاہیے کہ کہاں سے دھواں اٹھ رہا ہے اور کہاں کہاں لوگوں نے ساون بنا رکھا ہے۔

بالخصوص ایک شعبہ جو پورا اس سلسلے کا ہے جو ہے دھواں اور لوگ ساون سمجھتے ہیں، وہ ہیں بدعقیدگی کے اڈے اور بدعقیدگی کے وہ کیمپ جہاں تمہارے بچوں کے عقیدے گندے کیے جاتے ہیں یا اللہ تعالیٰ سے بغاوت اور رسول اکرم ﷺ کی گستاخی کے نقش جو ہیں وہ سبق دیئے جاتے ہیں۔

تم سمجھتے ہو بیٹا حفظ قرآن کرنے گیا ہے اور تم سمجھتے ہو کہ بیٹا درس قرآن سننے گیا ہے لیکن جب بیٹا پلٹتا ہے اور عمر گزرتی ہے، تو وہ کہتا ہے ابا جی تم تو ساری عمر شرک ہی رہے تم اللہ کے ولیوں کے درباروں پر کیوں جاتے ہو، یہ گیارھویں شریف کیوں کرواتے ہو، یہ ختم شریف کہاں سے آیا ہے، یہ میلاد شریف تو بدعتی

Marfat.com

لوگوں کا کام ہے، اب اس وقت باپ کی ٹانگیں قبر میں ہیں اور کانپتا ہے کہ میں نے تو سب کچھ کھو دیا ہے، اب میرا بیٹا تو میرے لئے دعا بھی نہیں کرے گا، یہ تو آج ہی مجھے مشرک کہہ رہا ہے تو کل قبر میں میرے ساتھ کیا کرے گا۔ یہ میرے لئے کیا کرسکتا ہے، یہ جو آج دھواں ہے اس کو بھی دھواں سمجھو، یہاں بھی ساون نہیں ہے، اصل میں دھواں ہے جس کی وجہ سے دنیا میں بھی، قبر میں بھی دھواں آسکتا ہے۔

اس واسطے کہ ہر وہ اڈہ کہ جہاں پر فکر قرآن اور فکر حدیث اور عقیدہ الوہیت ومنصبِ رسالت کے خلاف حملے ہو رہے ہیں، اپنے بچوں اور اپنی اولاد کو وہاں نہ بھیجو۔

اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ پڑھ کے سلامت نکل آئیں گے، قرآن تو قرآن ہے نا، صرف قرآن پڑھنا، قرآن تو ایک ہے، انہیں سوچنا چاہیے۔

مولانا روم نے کہا تھا:

بارش ایک ہے آسمان سے برتی ہے لیکن طریقے دو ہیں، ایک ڈریکٹ آتی ہے اور ایک چھت پر برتی ہے اور چھت سے نیچے آتی ہے۔

کہتے ہیں:

آب باراں باغ صد رنگ آورد

آب ناوداں ہمسایہ در جنگ آورد

وہ جو ڈائریکٹ آتی ہے وہ جہاں برسی ہے وہاں پہ پھول کھلے ہیں، گلشن آباد ہوا ہے اور جو چھت پر برسی ہے وہ پرنالے کی شکل میں نیچے آئی ہے۔

تو کیا ہوا، کہتے ہیں:

Marfat.com

پڑوسی سے ہی جھگڑا ہو گیا۔

پرنالے سے جو نیچے آیا اس سے جھگڑ ہو گیا اور جو ڈائریکٹ برسی ہے، اس کے قطرے صدف میں گریں تو ہیرے بنتے ہیں اور پھول بنتے ہیں اور جو چھت پر برسی ہے تو جتنی اس پر گندگی ہوتی ہے وہ اس میں شامل ہو جاتی ہے۔

اب پرنالے سے پانی وہی اتر رہا ہے، جو آسمان سے آیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں مگر چھت گندی تھی تو کپڑے بھی گندے، ایک ایک قطرے سے بدن بھی گندہ، اب کیا ہوا بارش تھی، مگر سبب گندگی کا بن گئی، بارش تھی مگر سبب پلیدی کا بن گئی۔ انسان کے لئے جینا مشکل ہو گیا۔

اس واسطے سمجھو قرآن بارش ہے مگر ڈریکٹ جو ابر کرم ماہ مدینہ سے ہو کر آرہا ہے، اس سے دل میں پھول کھلتے ہیں اور اگر یہی قرآن کسی اس اڈے سے ملتا ہے جہاں گندے عقیدے کی چھتیں لگی ہوئی ہیں، وہاں جب بارش برسے گی تو چھت کی گندگی ضرور مل جائے گی، قرآن کے پاک ہونے کا انکار نہیں ہے، قرآن قرآن ہے لیکن جس وقت ساتھ یہ گندگی آئے گی تو پھر:

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا

پھر گمراہی بھی آسکتی ہے اور یقیناً ایسا ہو رہا ہے۔ اس واسطے یہ صورتحال جو نشیمن کے دھواں کی ہے، اس کو بھی سامنے رکھنا چاہئے اور اپنے اندر اصلاح کی صورتحال اس انداز کی رکھنی چاہئے، جب اللہ کا وعدہ ہے کہ تم اگر اپنے دل نہیں بدلو گے تو میری رحمت کی بارش بھی نہیں بدلے گی تم بدلتے ہو تو پھر میری طرف سے بھی

Marfat.com

فیصلے بدل جاتے ہیں۔ لہٰذا اگر کہیں ہمارے اندر کمی آ گئی ہے تو ہم نئے سرے سے اپنے دل سیدھے کرلیں اور یہ نورانی ماحول برکات کے مہینے میں ہمارے لئے دوبارہ پھر مستقل رحمتوں کا نزول شروع ہو جائے گا۔

اصل میں مدار بندے کی نیت پر ہے، نیت اچھی ہو تو کام سنور جاتے ہیں، نیت خراب ہو تو سب کچھ خراب ہو جاتا ہے، امام رازی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے۔

'نوشیروان شکار کے لئے نکلا اور اپنی سلطنت سے کافی دور چلا گیا۔ اسکو پیاس محسوس ہوئی، ایک باغ میں داخل ہوا، وہاں ایک بچہ نگرانی کر رہا تھا، نوشیرواں کہنے لگا:

أَعْطِنِي رُمَّانَةً وَّاحِدَةً

مجھے ایک انار دو۔

بچے نے توڑا، بادشاہ کو دیا، اسے یہ پتہ نہیں تھا کہ یہ بادشاہ ہے، اس نے پانی نچوڑا تو بہت سا پانی دانتوں سے نکلا، بڑا لذیذ پانی تھا، نوشیرواں وہ پی گیا۔

فوراً اس کے دل میں خیال آیا کہ میں بادشاہ ہوں، ایسا باغ تو میرا ہونا چاہیے، یہ غریب بندے نے کیوں رکھا ہوا ہے۔ لہٰذا اس نے فیصلہ کرلیا کہ ابھی واپس جاؤں گا اور آرڈر بھیجوں گا کہ یہ باغ تمہارا نہیں بلکہ میرا ہے، اتنے میں پھر پیاس محسوس ہوئی تو پھر کہنے لگا:

أَعْطِنِي رُمَّانَةً

مجھے ایک اور انار دو۔

Marfat.com

بچے نے توڑ کے دیا، اس نے نچوڑا تو بالکل تھوڑا سا پانی نکلا اور وہ بھی بڑا کڑوا۔ اب بادشاہ حیران ہو گیا کہ اسی باغ سے ابھی اتنا لذیذ پانی تھا اور کثیر پانی تھا، اب بالکل خشک ہو گیا۔ اور وہ بھی کڑوا ہو گیا ہے۔

بادشاہ بڑے تعجب سے بچے سے پوچھا کہ اتنی جلدی تبدیلی آ گئی، یہی درخت ہے اور اسی کا انار تھا، اسی سائز کا تھا اور پانی پہلے تو بہت تھا اب کم ہو گیا، اس کی وجہ کیا ہے؟

وہ بچہ جو بظاہر ایک باغ کا مالی تھا لیکن حقیقت میں وہ اللہ کی رحمت کا ایک مالی تھا، ولی تھا، اس نے فوراً یہ کہا:

لَعَلَّ مَلِكَ الْبَلَدِ عَزَمَ عَلَى الظُّلْمِ

شاید اس ملک کے بادشاہ نے ظلم کا ارادہ کیا ہے۔

اگر اس انار میں اسی انار کے سائز کا ہوتے ہوئے پانی کم ہو گیا ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس ملک کے بادشاہ نے ظلم کا ارادہ کیا ہے جس کی وجہ سے برکت اٹھ گئی ہے۔

اب دیکھو سائز وہی رہتا ہے، برکت کیسے ختم ہوتی ہے، انار کا سائز وہی ہے، مگر برکت ختم ہو گئی۔ بادشاہ بڑا حیران ہوا کہ بچہ بڑا بیدار مغز ہے، اس نے تو میرے دل کی بات سمجھ لی ہے، اس نے ٹیسٹ کرنا چاہا، اس نے فوراً توبہ کر لی۔

اس نے کہا میرے دل میں پکا ارادہ ہے کہ میں یہ باغ نہیں لوں گا، کہنے لگا:

اَعْطِنِی رُمَّانَةً اُخْرٰی

اب مجھے ایک اور انار دو۔

بچے نے توڑ کر دیا، جب اس نے انار کو نچوڑا تو پھر بہت سا پانی نکلا اور میٹھا

Marfat.com

بھی تھا، بادشاہ کہنے لگا، اب دیکھو بچے! بہت سا پانی نکلا ہے اور میٹھا بھی ہے۔ یہ کیوں ایسا ہوگیا؟

تو اس نے جواب دیا کہ مجھے لگتا ہے کہ اس بادشاہ نے اپنے دل میں توبہ کر لی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے برکتیں بحال کر دی ہیں۔

اصل میں جب بندے کے دل کی حالت تبدیل ہوتی ہے، ادھر رحمت کی بدلی بھی آجاتی ہے، جوں جوں یہ بدلتا جاتا ہے، اللہ کی رحمتیں شامل ہو جاتی ہیں۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اصلاح قلب کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر

7

دختران اسلام کے لیے آئیڈیل کردار

Marfat.com

اَحْمَدُکَ اللّٰھُمَّ یَامُجِیْبَ کُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ ھُوَ

اَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ ذَوِی الْفَضَائِلِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰنِسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ

فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ

وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہٗ واتم برھانہٗ کی حمد وثناء اور حضور سرورِ کائنات، مفخر موجودات، زینتِ بزمِ کائنات، دستگیرِ جہاں، غمگسارِ زماں سید سروراں، حامی بیکساں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد:

Marfat.com

وارثانِ منبر و محراب، اربابِ فکر و دانش، اصحابِ محبت و مودّت، حاملینِ عقیدۂ اہلِ سنت

نہایت ہی معزز و محتشم حضرات و خواتین سامعین و ناظرین!

رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ہم سب کو ادارہ صراطِ مستقیم کے زیرِ اہتمام فہمِ دین کورس کے سولھویں پروگرام میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

دختران اسلام کے لئے آئیڈیل کردار

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت کا فہم عطا فرمائے اور قرآن و سنت کے ابلاغ و تبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

یقیناً خواتین سوسائٹی کا اہم رکن ہیں اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ان کے لئے باقاعدہ قرآن مجید میں احکامات نازل فرمائے ہیں۔ سید عالم ﷺ نے خواتین کیلئے اپنے فرامین میں ہدایات کا ایک جامع نصاب فراہم فرمایا ہے بلکہ صحابیات کے تقاضے پر رسول اکرم ﷺ نے ان کے لئے خصوصی درس کا اہتمام بھی متعدد بار فرمایا تھا۔

ماں کی گود سب سے پہلی درسگاہ

اس حقیقت کا کوئی انسان انکار نہیں کر سکتا کہ ایک خاتون خانہ کی اصلاح سے پورے گھر کی اصلاح ہوتی ہے اور گھر کی اصلاح سے قوم کی اصلاح ہوتی ہے، بلکہ عرب کے ایک بہت بڑے مفکر کہتے ہیں:

Marfat.com

اَلْاُمُّ مَدْرَسَۃٌ اِذَا ھَذَّبْتَھَا
اَعْدَدْتَ شَعْبًا طَیِّبَ الْاَعْرَاقِ

ماں ایک مدرسہ ہے اور ماں ایک درس گاہ ہے

اِذَا ھَذَّبْتَھَا

اگر آپ ماں کو مہذب بنا دیں، ماں کی اصلاح کر دیں تو کیا ہوگا۔

اَعْدَدْتَ شَعْبًا طَیِّبَ الْاَعْرَاقِ

تو آپ ایک پاکیزہ قوم تیار کر لیں گے۔

اس واسطے یقیناً اس میں خواتین کا بڑا اہم کردار ہے اور اس کردار کی اسی نہج پر تعمیر کی ضرورت ہے جو رب ذوالجلال کو پسند ہے اور جس کی تعلیمات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے عام فرمائی ہیں۔

موجودہ حالات میں عورت کی تعلیم پر زور تو ہر طرف سے دیا جا رہا ہے مگر یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے کہ وہ کونسی تعلیم ہے کہ جس سے عورت کا عورت ہونا محفوظ رہتا ہے اور وہ کونسی تعلیم ہے کہ جس سے عورت اپنے نام سے ہی محروم ہو جاتی ہے۔

علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کہا کرتے تھے:

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نا زن
کہتے ہیں اس علم کو ارباب نظر موت

یعنی جو علم پڑھنے سے عورت عورت ہی نہ رہے تو اس علم کو علم نہیں کہا جاتا بلکہ اس کو موت کہا جاتا ہے۔ عورت کے لئے علم وہ علم ہے کہ جس کو پڑھ لینے کے بعد اس

Marfat.com

کا کردار محفوظ ہوتا ہے اور رب ذوالجلال کی طرف سے جو اس کو نام دیا گیا ہے، اس نام کے تقاضے پورے ہوتے ہیں۔

آج ہمارے لئے یہ سعادت افزاء لمحات ہیں کہ ہم قرآن مجید کی تعلیمات کی روشنی میں اور رسول اکرم ﷺ کے شائستہ اور شستہ افکار کی روشنی میں نسل نو کے لئے اس پیغام کو عام کر رہے ہیں کہ حقیقی کردار ایک خاتون کا کیا ہونا چاہئے اور اس کو رب ذوالجلال نے کتنی زیادہ عظمتیں عطا فرمائی ہیں۔

ازواج مطہرات کی زندگی ایک آئیڈیل کردار

قرآن مجید کی سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۳۲ میں خالق کائنات جل جلالہ کا فرمان ہے:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

اے رسول اکرم ﷺ کی ازواج تم دیگر عورتوں کی طرح نہیں ہو

اِنِ اتَّقَيْتُنَّ

اگر تم تقوی اختیار کرو

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ

اور بات میں تم نرمی پیدا نہ کرو

فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ

وہ بندہ جس کے دل میں بیماری ہے، لالچ کر سکتا ہے۔

یعنی بات کرتے وقت کہ جب کوئی آدمی چیز لینے کیلئے آتا ہے تو پردے سے

Marfat.com

تم نے ان کو چیز دینی ہے اور ایک اجنبی کیلئے گفتگو میں لہجہ سخت ہونا چاہیے

وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا

اور تم کہو اچھی بات

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کے سینہ پاک پر قرآن کو نازل کیا ہے اور آپ کے کاشانہ کی عظمت کے پیش نظر جو آپ کے گھر میں آپ کی ازواج ہیں، رب ذوالجلال نے ان سے direct گفتگو کی ہے۔

یٰنِسَآءَ النَّبِيِّ

وحی تو نبی اکرم ﷺ پہ نازل ہوئی لیکن گفتگو آپ کی ازواج سے کی اور ان کو یہ احساس دلایا کہ تمہارا مقام ومرتبہ محبوب ﷺ کی نسبت کی وجہ سے عام عورتوں جیسا نہیں ہے، تمہارا خاص مرتبہ ہے اور تمہارا خاص مقام ہے اور اس مقام کے پیش نظر تمہیں عظیم کردار کی ضرورت ہے۔ بولتے وقت آواز کے لہجے میں بھی وہ ادا ہونی چاہئے کہ جس سے پتہ چلے کہ کاشانہ نبوت سے کسی بات کا جواب آرہا ہے۔ تاکہ قیامت تک کے لئے تمہاری بیٹیاں جو تمہیں امہات المومنین کہیں گی، انکو ایک سبق ملے کہ سید عالم ﷺ کے عقد نکاح میں جو ازواج آئی تھیں، جن کی تربیت رب ذوالجلال نے کی ہے، ان کا جو کردار ہے وہ ہمارے لئے آئیڈیل کردار ہے۔ ان کا جو چال چلن کا طریقہ ہے وہ ہمارے لئے واضح طور پر زندگی گزارنے کا طریقہ ہے۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا ایمان کامل، ایک آئیڈیل کردار

اللہ تعالیٰ نے سورۃ التحریم کی آیت نمبر ۱۱، ۱۲ میں ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کی ہے۔

اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

جب انہوں نے کہا کہ اے اللہ میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا

وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ

اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے

وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

اور مجھے ظالم قوم سے نجات دے

فرعون کا گھر فرعون کی وجہ سے نحوستوں والا تھا مگر یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ وہاں جو گھر والی تھی۔ اس کو رحمتوں کا محور بنایا تھا۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ اس آیت میں کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بطور مثال جن کے جن دو خواتین کا ذکر کیا، وہ ایک حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا ہیں، دوسری حضرت مریم رضی اللہ عنہا ہیں۔

دونوں کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے بڑے عجیب انداز میں کیا ہے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ لیا تو فرعون نے آپ پر بڑا تشدد کیا، جلالین میں ہے کہ

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو لٹا کر دونوں قدموں پر اور دونوں ہاتھوں پر میخ لگا دیئے جاتے تھے۔ اس کے بعد سینے کے اوپر پتھر رکھ دیئے جاتے تھے اور پھر ان کو دھوپ میں چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اس کے باوجود ان کا دل حق کی گواہی دیتا تھا، وہ زبان

Marfat.com

سے اللہ کی توحید کا تذکرہ کرتی تھیں اور بار بار اس کا اقرار کرتی تھیں۔

اب اتنے تشدد کے باوجود انہوں نے رب ذوالجلال کا ذکر نہیں چھوڑا، اللہ کی توحید کو نہیں چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے ان کے کردار کو ایک آئیڈیل کردار بنا کے قرآن مجید میں پیش کیا کہ جس طرح انہوں نے قربانی دی ہے، وہ بہت بڑی قربانی ہے۔

اگر وہ دنیا کو دیکھتی تو ان کو پتہ تھا کہ اگر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھوں گی تو فرعون مجھے نہیں چھوڑے گا بلکہ الٹا مجھ پر وہ تشدد کرے گا اور ایسا ہوا بھی مگر انہوں نے کسی چیز کی پرواہ نہیں کی اور قیامت تک کے لئے انہوں نے حق پرست خواتین کو یہ سبق دیا ہے کہ تم کبھی بھی دنیا کی چمک، دنیا کی آرائش اور دنیا کے کسی فائدے کے لئے حق کی طرف پیٹھ نہ کرنا بلکہ دنیا عارضی ہے اور اس کا مختصر سا وقت ہے، اگر تم مختصر وقت جدوجہد میں، کوشش میں، ابتلاء اور آزمائش میں صبر سے گزار لوگی تو اللہ تعالیٰ تمہیں دائمی سہولتیں عطا فرمائے گا۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو یوں دھوپ میں جب رکھا جاتا تھا۔

فَكَانَتْ اِذَا تَفَرَّقَ عَنْهَا مَنْ وُّكِّلَ بِهَا

جب پہرہ دار پیچھے ہٹتے تھے فرعون نے ملازم رکھے ہوئے تھے، جن کی ڈیوٹی تھی کہ تم نے پہرہ دینا ہے کہ کہیں کوئی میخ اکھڑ نہ جائے اور کہیں اس کے سینے سے پتھر ہٹ نہ جائے یا کہیں اس کو کوئی سایہ فراہم نہ کرے، لیکن جونہی وہ لوگ پیچھے ہٹتے تھے تو یہ رب ذوالجلال کی طرف سے اعزاز تھا

Marfat.com

اَظَلَّتْهَا الْمَلَائِكَةُ   جلالین: ص:۴۶۶

فرشتے آ کے اس پر سایہ کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ شان دی تھی اور ان کے کردار کو قرآن مجید میں قیامت تک مضبوط اعصاب والی عورتوں کے لئے بیان کر دیا کہ عورت اگرچہ صنف نازک ہے مگر جب اس میں حق جلوہ گر ہوتا ہے تو پھر فولاد سے بھی مضبوط ہو جاتی ہے، پھر اس کو کوئی چیز شکست نہیں دے سکتی اور کوئی تشدد اس کو راہ حق سے پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔

یہ جرأتمند خاتون ہے جو شیطان کی راہوں سے نکل کے آزاد ہو کے رحمان کے جلوے اور عشق میں یوں آباد ہو جاتی ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کو اللہ کی محبت سے پیچھے نہیں ہٹا سکتی۔

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی، ایک آئیڈیل کردار

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

اور مریم بنت عمران جنہوں نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی

فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُّوحِنَا

ہم نے ان میں اپنی روح پھونکی

وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ

اور انہوں نے اپنے رب کے کلمات اور اس کی کتب کی تصدیق کی

وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ

Marfat.com

اور وہ خاتون اللہ کے مطیع بندوں میں سے شمار ہوئی

حالانکہ وہ مونث ہے تو قانتات کا بظاہر لفظ استعمال ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ قانتین تو مردوں کے لئے آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، قانتین میں سے تھیں۔ حالانکہ ایک عورت کا شمار عورتوں میں ہوتا ہے۔ اگر مُسلمہ ہے تو کہا جائے کہ یہ مسلمات میں سے ہے۔ مومنہ ہے تو یہ مومنات میں سے ہے۔ صالحہ ہے تو صالحات میں سے ہے تو جب وہ قانتہ تھیں تو بظاہر چاہیئے تھا کہ کہا جاتا

وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتَاتِ

وہ قانتات میں سے تھیں۔

یعنی اللہ کی جو مطیع عورتیں ہیں، ان میں سے تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِيْنَ

وہ قانتین میں سے تھی۔

یعنی وہ کمالات جو کہ مرد بندگی کر کے حاصل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کو وہ کردار عطا فرما دیا ہے۔ کہ ہے تو یہ عورت لیکن بندگی کے لحاظ سے مردوں میں شمار ہوتی ہے۔ یعنی انہوں نے بندگی میں اتنی کمائی کر لی ہے اور اس انداز میں رب ذوالجلال کو راضی کیا ہے کہ وہ اونچے اونچے مرتبے جو مردوں کو بڑی جدوجہد اور مجاہدہ کے بعد حاصل ہوتے ہیں، یہ خاتون ہو کے اس بلند مرتبے پر فائز ہو چکی ہے۔

قرآن مجید سے اس موضوع کے مختصر سے پس منظر کے بعد اب تعلیمات نبوی کے لحاظ سے جو عورت کے لئے آئیڈیل کردار ہے وہ سننے کے قابل

Marfat.com

ہے۔ بالخصوص اس لئے بھی کہ سید عالم ﷺ نے پہلے عورت کی عظمت کو اجاگر کیا اور پھر ساتھ اس کی ڈیوٹی اور اس کے جو کام ہیں، ان کی بھی وضاحت فرمائی ہے۔

بیٹی رحمت خداوندی کا پیکر

وہ معاشرہ جہاں بچیوں کو زندہ درگور کردیا جاتا تھا اور جہاں عورتوں کو ایک بالکل الگ تھلگ مخلوق شمار کیا جاتا تھا، اس ماحول کے اندر میرے محبوب ﷺ کا یہ جملہ کتنا عظیم جملہ تھا۔

رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان کشف الغمہ میں موجود ہے۔

وَكَانَ ﷺ يَقُوْلُ لَا تَكْرَهُوا الْبَنَاتِ

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا! اپنی بچیوں سے کبھی نفرت نہ کیا کرو۔

اگر گھر میں بچی پیدا ہو جائے تو اس سے نفرت نہ کرو، اس سے بیزاری کا اظہار نہ کرو۔ کیوں؟ فرمایا:

فَاِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْغَالِيَاتُ

کشف الغمہ: جلد۲، ۱: ۲۸۰

یہ بچیاں اپنے باپ سے بڑا انس کرتی ہیں۔

فالیات کا معنی ہے کہ یہ اپنے باپ کی جوئیں نکالتی ہیں، حالانکہ باپ کو جوئیں پڑی ہوئی نہیں مگر ایک خاص تعلق جو بیٹی کا باپ کے ساتھ ہے، باپ لیٹا ہوا ہے، بیٹی چھوٹی عمر میں دوڑتی ہوئی آئی اور اس نے باپ کے بالوں میں کھجلی کرنا شروع کردی، جیسے جوئیں تلاش کر رہی ہے، اس وقت جو ایک باپ کے لئے رحمت

Marfat.com

کا سماں ہوتا ہے اور جو بچی اپنی طرف سے باپ کو انس فراہم کر رہی ہے، یہ انس ایک مخصوص انس ہے جو اسے کہیں سے بھی میسر نہیں آ سکتا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان کو رحمت کی علامتیں بنایا ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایسا انس دیا ہے، اتنا مقدس انس اور مقدس محبت کہ جس کی تجھے مثال نہیں ملے گی۔ تم اپنی بچیوں سے نفرت نہ کیا کرو بلکہ بچیوں سے پیار کیا کرو، اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں تمہارے لئے انس کے کتنے سمندر پیدا فرما دیئے ہیں۔

امور خانہ داری میں قریش کی عورتوں کا آئیڈیل کردار

رسول اکرم ﷺ نے یہ احساس دینے کے بعد جو عورت کا سب سے بڑا کام ہے اس کی وضاحت کی کہ عورت کے کام امور خانہ کے ہیں، یہاں تک کہ بخاری شریف کی جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۷۶۰ پر ہے کہ

قریش کی عورتیں جو کلمہ پڑھ چکی تھیں جب وہ مکہ شریف سے مدینہ شریف پہنچیں تو ان کے معمولات بار بار نبی اکرم ﷺ کے سامنے بیان کیے گئے ایک دن رسول اکرم ﷺ نے انکی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ سب سے اچھی قریش کی عورتیں ہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَحْنَاهُ عَلٰی وَلَدٍ فِیْ صِغَرِهٖ

جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے تو اس سے بہت پیار کرتی ہیں

Marfat.com

ان کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کا بچہ جب چھوٹا ہوتا ہے تو جتنا یہ بچے سے پیار کرتی ہیں، اتنا دوسری مائیں پیار نہیں کرتیں۔

قریش کی عورتیں اس لئے افضل ہیں کہ اپنے بچے کے ساتھ حالت صغر اور بچپن میں جس طرح کا یہ پیار کرتی ہیں اور جتنی یہ شفقت اپنے بچوں کو دیتی ہیں، اتنی شفقت دوسرے علاقوں، دوسری قوموں اور دوسرے قبائل کی مائیں اپنے بچوں کو نہیں دیتیں۔ پھر یہاں تک فرمایا:

وَارْعَاهُ عَلٰی زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ یَدِہٖ

بخاری شریف: ۲/۷۶۰

جتنا یہ اپنے شوہر کے مال کا خیال رکھتی ہیں اتنا دوسری عورتیں اپنے شوہر کا خیال نہیں رکھتیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی افضلیت کی دو وجہ بیان کر دیں۔

ایک ہے اولاد کا خیال اور ایک ہے شوہر کے مال کا خیال۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش کی عورتوں کا یہ مقام ہے اور یہ ان کی افضلیت ہے۔

اگرچہ دیگر عورتیں بھی اپنے بچوں سے پیار کرتی ہیں اور اپنے خاوند کی خدمت کرتی ہیں لیکن اس سلسلہ میں جو پہلا نمبر ہے، وہ قریش کی خواتین کا ہے۔ وہ اپنے زوج کے مال کی حفاظت کرتی ہیں زوج کی عزت کی بھی حفاظت کرتی ہیں اور اسکی نسل کی طہارت کی بھی حفاظت کرتی ہیں۔ اس بنیاد پر سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو جو کردار دیا ہے ان میں سے پہلا کردار وہ ہے کہ جس کا تعلق گھرانے کے

Marfat.com

ساتھ ہے فیملی کے ساتھ ہے، شوہر کے گھر کے ساتھ ہے، شوہر کی اولاد کے ساتھ ہے اور شوہر کے رشتہ داروں کے آداب کے لحاظ سے ہے۔ اس کو میرے محبوب ﷺ نے صرف خانہ داری نہیں کہا بلکہ اس کو دینداری بنا دیا ہے کہ جس وقت شریعت مطہرہ کی روشنی میں ایک خاتون یہ کام کرے گی تو کوئی نہ کہے کہ یہ محض گھریلو خاتون ہے۔ اصل میں یہی خاتون ہے جو نسل نو کی حفاظت کر رہی ہے، ان کے نیکیوں کے گلشن پر پہرہ دے رہی ہے۔

دوسری حدیث شریف

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اِمْرَاَةٍ اَطَاعَتْ وَاَدَّتْ حَقَّ زَوْجِهَا

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر عورت جو اپنے زوج کی اطاعت کرتی ہے، اس کا کہنا مانتی ہے اور اس کا حق پورا کرتی ہے۔

وَتَذْکُرُ حَسَنَاتِهٖ

اور اپنے خاوند کی صفتیں بیان کرتی ہے، اس کی خوبیاں بیان کرتی ہے۔

یعنی اپنی سہیلیوں کے سامنے یا کہیں ایسا موقع ہو، اسکو بیان کرتی ہے۔

وَلَا تَخُوْنُهٗ فِیْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ

اس کے مال میں وہ خیانت نہیں کرتی اور اس کی ذات میں بھی خیانت نہیں کرتی۔

ذات میں خیانت کا تعلق کردار کے ساتھ ہے یعنی یہ اپنا کردار ستھرا رکھتی ہے اور اس کے مال کی بھی حفاظت کرتی ہے تو اس عورت کو کیا ملے گا۔

یاد رکھنا یہ وہ فیصلے ہیں جو عرش کے فیصلے ہیں اور میرے نبی اکرم ﷺ کی

Marfat.com

زبان نے بیان کیے ہیں، کل جنت میں پہنچتے پھر جا کے پتہ چلتا تو عورتیں ہاتھ ملتی رہتی کہ کاش ہمیں دنیا میں پتہ چل جاتا تو ہم اس کی مستحق بن جاتیں۔ گھر کے کام میں ہمارے لئے اتنا بڑا فائدہ تھا اور اپنے شوہر کی خدمت میں اتنی فضیلت تھی۔

میرے محبوب ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں:

جس نے اپنے شوہر کو حق دیا ہے، اس کی اطاعت کی ہے اور یہ باتیں اس میں موجود رہی ہیں۔ اس نے اپنے شوہر سے خیانت نہیں کی۔

تو کیا ہوگا؟

كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الشُّهَدَآءِ دَرَجَةٌ وَّاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ

جامع الاحادیث ۳/۲۱۹

جنت میں اس کے اور شہداء کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق رہ جائے گا۔

آپ دیکھیں کہ شہید کا مقام کتنا اونچا ہے، اس نے اسلام کے لئے اپنی جان دی ہے اور اس کو دائمی زندگی مل گئی ہے۔ شہید کا جنت میں بڑا اونچا محل ہے اور جنت میں بہت اونچی شان ہے۔ یہ عورت جو اپنے گھر بیٹھی اپنے گھر پہ پہرہ دے رہی ہے۔ خاوند کی عزت اور اپنی عزت پر پہرہ دے رہی ہے۔ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کر رہی ہے۔ اس کو سید عالم ﷺ نے آئیڈیل کردار ہی نہیں دیا بلکہ اس کے کردار کی عظمت کو بھی ظاہر کر دیا ہے۔ فرمایا:

اگر وہ خدمت کرے گی، وہ محروم نہیں ہے، اس کو اتنا کچھ ملے گا کہ جنت میں اس کے اور شہیدوں کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق رہ جائے گا۔

Marfat.com

اور رسول اکرم ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا:

اَنَا وَامْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ

مشکوۃ: ح ۴۹۷۸

میں اور وہ عورت جو اپنے بچوں کی دیکھ بھال میں میلی کچیلی رہتی ہے، اسکو اپنے کپڑے دھونے کا وقت بھی نہیں ملتا اور اسکو اپنی زیب و زینت کا وقت ہی نہیں ملتا، اس کی اولاد کافی ہے ان کا کھانا پکاتی ہے، کپڑے دھوتی رہتی ہے۔

سفعاء الخدین کا مطلب یہ ہے کہ اس کے رخساروں کا رنگ اڑ گیا ہے۔ اپنے بچوں کی خدمت کر کر کے وہ زرد مائل ہوئی ہے۔ وہ بہت زیادہ کام کرتی ہے میرے آقا ﷺ فرماتے ہیں:

میں اور وہ قیامت کے دن دو انگلیوں کے ملنے کی طرح ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اتنا بلند مقام عطا فرمائے گا کہ

اب دیکھو رسول اکرم ﷺ جو کردار دے رہے ہیں اور کردار پر جو حوصلہ افزائی فرما رہے ہیں، دنیا کے کسی چارٹر میں ایک خاتون کو یہ عظمت نہیں دی گئی ہے، یہ اسلام کا دامن ہے کہ جس نے ایک خاتون کو عظمتوں کے کئی آسمان عطا فرمائے ہیں۔

عظیم خواتین کا کردار

اب بطور مثال چند عظیم خواتین کا جو کردار ہے، اس کو ہم سامنے رکھتے ہیں۔ اس میں ہماری ماؤں اور بہنوں کے لئے کتنا سبق موجود ہے۔

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا آئیڈیل کردار

سب سے پہلے اس عظیم خاتون کا کردار جو ایک جہت میں ساری عظمتوں کی

Marfat.com

مستحق ہیں، سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے کائنات کو جتنا بڑا تحفہ دیا ہے، اتنا بڑا تحفہ اور کوئی ماں کائنات کو نہیں دے سکی۔

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا کردار البدایہ والنہایہ میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

وَهِيَ يَوْمَئِذٍ سَيِّدَةُ نِسَاءِ قَوْمِهَا

جس وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے شادی کا معاملہ طے ہو رہا تھا، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اس سے پہلے بھی اپنے کردار کے لحاظ سے پوری قوم کی سیدہ شمار ہوتی تھیں۔

یعنی خلق اتنا اچھا تھا اور کردار اتنا صاف تھا، صفات اتنی عمدہ تھیں اور حیا اتنی تھی کہ انہیں پیکر صدق و صفا اور حکیمۃ القوم کہا جاتا تھا یہ پوری قوم کی حکیمہ ہیں۔ یعنی پوری قوم کی حکمت ان کے پاس ہے اور پوری قوم کی دانائی ان کے پاس ہے پھر جس وقت آنکھوں نے وہ لمحہ دیکھا جب ابواء کی پہاڑی کی چوٹیاں تھیں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے آخری لمحات تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ننھی سی عمر میں اپنی والدہ کے ساتھ تھے اور مدینہ شریف سے واپسی ہو رہی تھی۔ ابواء کی چوٹیوں پر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال کا وقت قریب آ گیا، اس وقت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے جو جملہ بولا تھا، وہ قیامت تک کی ماؤں کے لئے ایک سونے کی شیلڈ کی حیثیت رکھتا ہے۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں، میں آج دنیا سے جا رہی ہوں

كُلُّ حَيٍّ مَيِّتٌ وَكُلُّ جَدِيدٍ بَالٍ وَكُلُّ كَبِيرٍ يَفْنٰى وَاَنَا مَيِّتَةٌ وَذِكْرِىْ بَاقٍ وَقَدْ تَرَكْتُ خَيْرًا وَوَلَدْتُ طُهْرًا البدایہ والنہایہ ۲/ ۲۷۹

Marfat.com

آپ فرمانے لگیں:

ہر زندہ نے فوت ہونا ہے اور ہر نئی چیز کو پرانا ہونا ہے۔ مفکرۂ کائنات اور حکیمۂ امت کی گفتگو سنئے۔

فرمایا:

ہر زندہ مرجائے گا اور ہر نئی چیز پرانی ہوجائے گی اور ہر بڑی عمر والا فنا ہوجائے گا یہ کوئی نئی بات نہیں کہ میں دنیا سے جارہی ہوں، یہ بات کائنات کے دولہا کے ساتھ، اپنے بیٹے کے ساتھ کررہی ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی والدہ کے سرہانے بیٹھے ہیں۔

ابواء میں جن لوگوں نے قبر مبارک کی زیارت کی ہے، وہ اس بلند چوٹی کا تصور کریں، جہاں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا بیٹھی یہ نصیحت کررہی تھیں کہ میں جارہی ہوں مگر میرے بیٹے حوصلہ رکھنا

اَنَا مَيِّتَةٌ

میں ابھی فوت ہوجاؤں گی

وَذِكْرِىْ بَاقٍ

لیکن قیامت تک میرے تذکرے ہوتے رہیں گے، قیامت تک مجھے یاد رکھا جائے گا۔ کیوں؟

قَدْ تَرَكْتُ خَيْرًا

میں ویسے نہیں جارہی، میں دنیا کو خیر دے کے جارہی ہوں، میں نے خیر چھوڑا ہے۔

Marfat.com

وَوَلَدَتُ طُهراً

اور میں نے طہارت کو جنم دیا ہے، میں نے دنیا کو طہارت دی ہے، میں دنیا کو نفاست دے کے جارہی ہوں۔

اب حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے قیامت تک کی ماؤں کے لئے یہ پیغام دیا کہ اگر تم دنیا سے اس حال میں جاؤ کہ تم نے سوسائٹی کو کوئی نیک بیٹا دیا ہے یا کوئی نیک بیٹی عطا کی ہے تو پھر حوصلہ رکھو کہ تم مر کے بھی مر نہیں سکو گی، تمہارا نام باقی رہے گا، تمہارا کردار باقی رہے گا۔

اور اگر تم جارہی ہو، جنم تم نے کئی دیئے ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو معاشرے کیلئے ابر کرم ہو یا رحمت ہو یا تھوڑی سی روشنی ہو، وہ سارے بیٹے اور بیٹیاں تمہارے نام کو بقا نہیں دے سکیں گے اور اگر تم چاہتی ہو کہ تمہارا نام باقی رہے تو پھر اپنی اولاد کی یوں تربیت کرو کہ تم چلی بھی جاؤ مگر تمہاری قبر پھر بھی کائنات کو خوشبو بخشتی رہے۔

تاریخ الخمیس میں حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی یہ پوری تقریر موجود ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا آئیڈیل کردار

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا یہ وہ عظیم خاتون ہیں کہ جس وقت اسلام کے لئے میرے محبوب ﷺ نے قدم اٹھایا تو جو دوسرا قدم ساتھ اٹھا وہ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا قدم تھا اور یہ خواتین اسلام کے لئے ایک عظمت ہے

Marfat.com

کہ سید عالم ﷺ جب حراء سے اتر کر نیچے آئے اور آپ نے دعوت حق کا اظہار کیا سب سے پہلے اس دعوت پر جس نے لبیک کہا تھا، وہ ایک خاتون تھیں، اور سب سے پہلے اس دعوت کا جھنڈا لے کے جو نکلی، وہ اک خاتون تھیں۔

سب سے پہلے شریعت کی تنفیذ کے لئے اور اس کے اجراء کے لئے ہمارے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جس نے کوششیں کی ہیں وہ ایک خاتون تھیں۔ ان کے فوراً بعد دوسرے مرحلے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنے والے ہیں اور آگے دین کو پھیلانے والے ہیں۔

جس وقت محبوب ﷺ گھر آئے تو سب سے پہلے حضرت خدیجہ الکبریٰ نے بات سنی ہے اور ساتھ حوصلہ بھی فراہم کیا ہے۔ اس وقت نبی اکرم ﷺ کو پہلی وحی کے بعد تڑپ یہ تھی کہ ذمہ داری بہت بڑی آگئی ہے۔ اب اس کو نبھانا بھی ہے، اس کیلئے بہت زیادہ کوششیں ہیں۔ سب کچھ سامنے تھا۔ مکہ شریف سے نکلنا اور بدر میں تلواریں چلانا حنین کے معرکے، یہ ساری ذمہ داریاں پیش نظر تھیں۔

جس وقت آ کے اپنی اہلیہ محترمہ سے یہ اظہار کیا کہ میرے ساتھ یہ معاملہ ہے اور میں یہ دیکھ رہا ہوں تو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں:

كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا

ہرگز نہیں، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ تجھے کبھی پریشان نہیں کرے گا۔

کیوں؟

اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ

آپ ﷺ کی شان یہ ہے کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔

Marfat.com

وَتَحْمِلُ الْكَلَّ

اور لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہو۔

یہ پہلے دن جو شان بیان ہو رہی ہے کہ تم لوگوں کے مشکل کشا ہو، حاجت روا ہو اور جن کے بوجھ کوئی نہیں اٹھاتا، ان کے بوجھ تم اٹھاتے ہو۔

وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ

جن کو کوئی کما کے نہیں دیتا، تم ان کو کما کے دیتے ہو

وَتَقْرِي الضَّيْفَ

اور تم مہمان نوازی کرتے ہو۔

وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ

بخاری شریف: ۱/۳

اور جب بندوں پر مصیبتیں آجائیں تو مددگار تم ہوتے ہو۔

، یہ ساری صفتیں جب رب نے تمہیں دی ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو غمگین نہیں کرے گا، حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کا یہ اندازہ تھا اور یہ تجزیہ تھا کہ جس رب نے اتنی بڑی نشانیں تمہیں دی ہیں، اس رب نے جو ڈیوٹی دی ہے تو تمہارا اخلق بتاتا ہے کہ تمہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی، تم سارے امتحانات میں پاس ہو جاؤ گے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا جو یہ انداز ہے اس میں ایک طرف تو خواتین کے لئے یہ سبق ہے کہ جس وقت کوئی اہم معاملہ شوہر کے ساتھ پیش آجائے تو یہ نہیں کہ وہ آگے حق کی خلاف ورزی میں نکل آئیں۔ وہ ایک نیکی کا فیصلہ کر کے آگیا ہے

Marfat.com

اور یہ آتے ہی اس کو روکنے میں مصروف ہو جائیں، اس کو برا بھلا کہنا شروع کر دیں یا یہ کہے کہ یہ کام ہو نہیں سکے گا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جو تقریر کی ہے، اگر چہ وہ کام ایک مستقل نوعیت کا تھا، اس کام کا تصور اور کہیں ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ نبوت آسکتی ہے اور نہ کوئی ایسا اعلان کر سکتا ہے لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خواتین کو یہ سبق دیا ہے کہ جس وقت تمہارا شوہر نامدار کوئی منصوبہ بنا کے آجائے اور کام وہ اچھا ہو تو تمہارا یہ کام ہے کہ اس کی سیرت میں جو حوصلہ افزائی والی باتیں ہیں، وہ سامنے رکھو اور حوصلہ افزائی کرو اور تم اس کام کی تکمیل کے لیے اس کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے کردار نے ایک طرف تو قیامت تک کے لئے دین حق کی جڑوں کو سیراب کرنے والا پانی عطا فرمایا ہے اور دوسری طرف آپ نے خواتین اسلام کو ایک چمکتا کردار عطا فرمایا ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا آئیڈیل کردار

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کردار کو جس وقت ہم دیکھتے ہیں تو ان کا کردار بڑا عظیم کردار ہے، میرے نبی ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں:

لَوْ جُمِعَ عِلْمُ نِسَاءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِيْهِنَّ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ عِلْمُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَكْثَرَ مِنْ عِلْمِهِنَّ

طبرانی معجم الکبیر: ۱۸۴/۲۳

اس پوری امت کی عالمات کو، فاضلات کو، محدثات اور مفسرات کو،

Marfat.com

مفکرات، مجتہدات اور فقیہات کو ایک طرف رکھ دیا جائے ان میں ازواج مطہرات بھی ہوں تو رسول اکرم ﷺ کی ساری امت کی پڑھی لکھی خواتین ایک طرف ہوں اور دوسری طرف اکیلی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم ہو تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم سب سے بھاری ہوگا۔

اتنا: یاد و اللہ نے انکو علم دیا اور ان کو اس انداز کی فقاہت دی ہے، نبی اکرم ﷺ نے تو صحابہ کرام سے کہا تھا:

خُذُوْا شَطْرَ دِيْنِكُمْ عَنِ الْحُمَيْرَاءِ

الاسرار المرفوعہ: ۳۸۹

اے میرے صحابہ! حمیراء رضی اللہ عنہا سے آدھا دین سیکھ لینا۔

اس حدیث شریف میں آپ کو حمیراء کہا گیا ہے۔ روایت حدیث کے لحاظ سے آپ کو دیکھیں اگرچہ سارے صحابہ کا کتنا بڑا علمی مقام ہے لیکن ایک صحابی کے سوا باقی سارے صحابہ کرام میں سے جس نے زیادہ حدیثیں روایت کی ہیں، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کے باقی تمام صحابہ کرام میں سے جن کا حدیث روایت کرنے میں پہلا نمبر ہے، وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ۵۳۷۴ (پانچ ہزار تین سو چوہتر) حدیثیں روایت کی ہیں اور ان کے بعد دوسرا نمبر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے، جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی ۲۲۱۰ (دو ہزار دو سو دس) حدیثیں روایت کی ہیں اور

Marfat.com

ان کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے درجات اور مقامات ہیں۔

روایت حدیث کے لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو خواتین کا کتنا بڑا حصہ ہے کہ نصف دین ان کی روایت سے ہے اور بالخصوص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اتنا کثیرۃ الروایۃ ہونا، اس بات کا سبق تھا کہ اے خواتین اسلام! تمہارے لئے شروع سے باقاعدہ اشاعت دین میں حصہ ہے اور اسلام نے باقاعدہ تمہارے لئے ایک علم کا کوٹہ مختص کیا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی ماں کہنے والی بیٹیو!

جیسے ان کا علم تھا تم بھی وہ علم حاصل کرو، تم بھی وہ شعور حاصل کرو اور تم بھی وہ دین حاصل کرو، دین کی فقاہت حاصل کرو۔ تمہیں تفسیر، حدیث اور فقہ کے لحاظ سے ایک مقام ملنا چاہئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قیامت تک کے لئے اس قوم کی بیٹی کے لئے اور مسلم خاتون کیلئے یہ کردار واضح کر رکھا ہے کہ تم ایسی نہیں ہو کہ تمہارے لئے علم کے دروازے بند ہوں اور یہ ایک اجنبی چیز ہو بلکہ علم تمہارا ورثہ ہے تمہیں ازواج مطہرات سے ورثہ ملا ہے اور اس کو معین کیا گیا ہے۔

لہٰذا ایک دختر اسلام آج بھی اس علم کی طرف جس وقت متوجہ ہوتی ہے تو ان عظیم ماؤں کی برکت سے اللہ اس کو بھی زیورِ تعلیم عطا فرما دیتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے فرائض کے علم کا حصول

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

اِنَّہٗ کَانَ یَحْلِفُ بِاللّٰہِ

وہ قسم اٹھا کے کہتے تھے کہ مجھے خدا کی قسم ہے۔

Marfat.com

لَقَدْ رَأَیْتُ الْاَکَابِرَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

یعنی میں نے رسول اکرم ﷺ کے اکابر صحابہ کو دیکھا ہے۔

یَسْأَلُوْنَ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ الْفَرَائِضِ

وہ فرائض کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فتوی لیتے تھے۔

وہ صحابہ کرام کہ جن کی شان یہ ہے کہ

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ

مشکوۃ شریف: ۵۵۴

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی تم اقتداء کرو گے، ہدایت پا جاؤ گے۔

صحابہ کرام جو خود ہدایت کے ستارے ہیں مگر ان کو بھی جو ہدایت عطا کرے، اس کا کتنا بڑا مقام ہے۔ اس واسطے اسلام میں عورتوں کا جو کردار ہے، وہ بہت عظیم ہے، جس نے قیامت تک کے لئے ایک راہ دی ہے کہ گھر کے کام کاج کے ساتھ ساتھ دین کا علم حاصل کرنا چاہئے اور یہ پیچھے جو ورثہ آ رہا ہے، یہ آسانی کی دلیل ہے۔

یہ دین ایسا نہیں ہے کہ اس کو مرد پڑھے تو آجائے اور عورت پڑھے تو اس کو نہ آئے، نہیں نہیں، پیچھے دین کا منبع جو ہے، وہاں سے نصف دین آ رہا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے آ رہا ہے تو پتہ چلا کہ عورت کے لئے اس میں مناسبت بھی موجود ہے اور آسانیوں کا پہلو بھی موجود ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ کا کردار سخاوت کے لحاظ سے

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت کا کردار ہماری بیٹیوں کو

Marfat.com

سامنے رکھنا چاہئے۔ آپ کے پاس حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم بھیجے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فوراً ایک تھال منگوایا اور ان درھموں کو اس میں ڈال کر تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ شام تک مکمل سارے کا سارا تقسیم کر دیا۔ آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔

فَلَمَّا اَمْسَتْ قَالَتْ يَا جَارِيَةُ هَلُمِّي فِطْرِي

جس وقت مغرب کا وقت ہوا تو آپ نے ایک بچی سے کہا کہ افطاری کا سامان لاؤ۔

فَجَاءَتْ بِخُبْزٍ وَزَيْتٍ

وہ بچی روٹی اور زیتون لیکر آئی

اس کے علاوہ گھر میں کچھ نہیں تھا

فَقَالَتْ لَهَا اُمُّ ذَرَّةٍ اَمَا اسْتَطَعْتِ مِمَّا قَسَمْتِ الْيَوْمَ اَنْ تَشْتَرِيَ لَنَا بِدِرْهَمٍ لَحْمًا نُفْطِرُ عَلَيْهِ

تو پاس بیٹھی ہوئی ام ذرہ نے کہا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا ایک لاکھ تم نے لوگوں میں تقسیم کر دیا ہے، اس میں سے افطاری کے لئے گوشت ہی منگوا لیتی، کھانا بھی بنا لیتی۔

فَقَالَتْ لَهَا لَا تُعَنِّفِيْنِي لَوْ كُنْتِ ذَكَّرْتِنِي لَفَعَلْتُ

صفۃ الصفوۃ: ۲/۲۹

آپ نے ام ذرہ سے کہا مجھ سے سختی نہ برتو اگر تم اس وقت مجھے یاد دلاتی تو

Marfat.com

میں ایسا کرتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کے انداز میں کہا، کہ تم نے مجھے اس وقت مشورہ دینا تھا، اب مجھے مشورہ دے رہی ہو۔

یعنی اس سخاوت میں بھی اتنا ان کا مقام ہے اور اس قدر ریاضت و مجاہدہ ہے، رب نے اتنا دیا ہے اور اس کو پھر رب کے راستے میں یوں دے دیا ہے کہ کچھ بھی پاس نہیں رکھا سب تقسیم کر دیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے یہ کھلے ہاتھ انکے علم کے ساتھ ساتھ ان کے اس وصف کو بھی اجاگر کر رہے ہیں اور خواتین اسلام کے جو آئیڈیل کردار ہے اس کے لحاظ سے سخاوت والے پہلو کو اجاگر کر رہے ہیں۔

عشق رسول ﷺ میں آئیڈیل کردار

اب چند شعبے ہیں ان کے لحاظ سے خواتین کا ایک مستقل کوٹہ ہے اور وہ بھی آج بڑا ضروری ہے۔ خواتین اسلام کے لئے جو عشق رسول ﷺ میں کردار آئیڈیل ہے، وہ کیسا ہونا چاہئے۔ یہ ایسی بات ہے کہ انسان اس کو لے کر ساری زندگی سوچتا رہے تو کبھی بھی اس کی مٹھاس ختم نہ ہو۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا عشق رسول ﷺ کے لحاظ سے آئیڈیل کردار

رسول اکرم ﷺ کے ساتھ آپ کی ازواج مطہرات کا جو تعلق ہے اور اس

Marfat.com

میں جو سبق ہے، وہ بہت عمدہ ہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جو ہمارے محسن ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے ابھی کلمہ نہیں پڑھا تھا کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا پہلے ہی سید عالم ﷺ کے عقد نکاح میں تھیں۔ جس وقت صلح حدیبیہ کی مدت پوری ہو رہی تھی تو ابوسفیان مدینہ شریف میں سیاسی دورہ پر گئے اور وہ نبی اکرم ﷺ سے مدت بڑھوانا چاہتے تھے۔

چونکہ انہیں پتہ چل گیا تھا کہ مسلمان پوری تیاری کر کے مکہ شریف پہ حملہ کرنے کے لئے آ رہے ہیں اور فیصلہ کر چکے ہیں۔ اب ادھر کفار کی کمر ٹوٹ چکی تھی، وہ سمجھتے تھے جتنے دن صلح چلتی ہے، چلے۔ وہ آئے تاکہ کچھ مدت بڑھائی جائے مگر نبی اکرم ﷺ نے مدت بڑھانے سے انکار کر دیا کہ جو پہلے معاہدہ تھا وہاں تک رہے گا، آگے نہیں چلے گا۔

ابوسفیان نے کہا میں آیا ہوا ہوں تو میری بیٹی یہاں ہے اس سے ملتا جاؤں۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ابوسفیان آ گئے تو وہاں حجرہ مبارک میں سید عالم ﷺ کا بستر لگا ہوا تھا۔

فَلَمَّا ذَهَبَ لِيَجْلِسَ عَلٰى فِرَاشِ النَّبِيِّ ﷺ

جب وہ چلے کہ نبی اکرم ﷺ کے بستر پر بیٹھیں اب باپ اپنی بیٹی کے گھر میں جائے تو بستر لگا ہوا اس کو کوئی جھجک نہیں کہ وہ بستر پہ بیٹھ جائے، ابوسفیان آگے بڑھے کہ بستر پہ بیٹھوں۔

Marfat.com

طوتہ دونہ

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہ نے بستر لپیٹ دیا۔

ابوسفیان حیران رہ گئے، کتنے سالوں کے بعد بیٹی کے ساتھ ملاقات ہوئی ہے اور میں بیٹھنے لگا ہوں تو بیٹی نے بستر ہی اٹھا دیا ہے۔ ابوسفیان کو دوہرا خیال آیا۔ اس نے کہا فیصلہ کروانا چاہئے کہ میری بیٹی نے میرے ساتھ کیا کیا ہے؟ کہنے لگے:

یَابُنَيَّةُ أَرَغِبْتِ هٰذَا الْفِرَاشَ عَنِّي

۔ میری بیٹی! اس بستر کو تم نے میرے بیٹھنے کے قابل نہیں سمجھا یا مجھے اس پر بیٹھنے کے قابل نہیں سمجھا۔

دونوں پہلو ہو سکتے ہیں۔ تم سمجھتی ہو کہ میرا باپ قریش کا سردار ہے اور یہ بستر اتنا اچھا نہیں ہے کہ ابا جی کو اس پر بٹھاؤں، اس لئے تم نے سائیڈ پر کر دیا ہے یا اس لئے سائیڈ پہ کیا ہے کہ یہ بستر بڑا اعالی شان ہے اور میں اس پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہوں۔ جس وقت ابوسفیان نے پوچھا تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا جواب کتنا عجیب تھا۔

قَالَتْ بَلْ هُوَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

کہنے لگیں یہ تو اللہ کے رسول ﷺ کا بستر ہے یہ بات نہیں کہ یہ بستر تمہارے شایانِ شان نہیں بلکہ اس بستر کے تم مستحق نہیں ہو۔ تم اس پر نہیں بیٹھ سکتے، تمہارا یہ مقام نہیں ہے کہ تم اس بستر پہ بیٹھو، مطلب یہ تھا اس پہ وہ بیٹھتے ہیں جو اللہ کے عرش پہ بھی جا کے بیٹھتے ہیں۔

Marfat.com

بَلْ هُوَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر ہے۔

وَاَنْتَ اِمْرَءٌ نَجَسٌ

صفۃ الصفوۃ: ۴۶/۲۰ ازواج النبی: ص ۱۶۴

اورتم پلید بندے ہو۔اس لیے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ

سورۃ توبہ:۲۸

بیشک مشرک پلید ہیں تم سراسر پلید ہو۔کون بیٹی اپنے باپ کو یوں کہتی ہے۔

یہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے دل میں بول رہا تھا۔

فرمایا:

میرے باپ تم باپ تو ہو مگر تم مشرک ہو، پلید ہو اور میں کسی مشرک کو اپنے پاک محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک بستر پہ نہیں بیٹھنے دوں گی۔

قیامت تک کے لئے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کی آنکھیں کھول دیں، آج جو کہتے پھرتے ہیں کہ ان میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ان کے لئے باقاعدہ یہ سبق رکھا کہ باپ میرا ہے اور معاملہ صرف بستر پہ بیٹھنے کا ہے، آگے تو کوئی بات نہیں ہے مگر میرا ضمیر گوارا نہیں کرتا کہ جس بستر پر میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھیں، اس بستر کو عام بستروں جیسا سمجھا جائے۔نہیں بلکہ اس بستر کی بھی کوئی مثال نہیں ہے۔

اگر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ کو بیٹھنے بھی نہیں دیا اور منہ پہ

Marfat.com

ان کو پلید کہا، کافر و مشرک کہا اور بستر کی عظمت کو بیان کیا، تو انہوں نے قیامت تک کے لئے اپنی بیٹیوں کو یہ پیغام دے دیا کہ جس پیغمبر کے بستر کی مثال کوئی نہ ہو، اس پیغمبر کے سر کی مثال کیسے ہو سکتی ہے۔

یہ عشق رسول ﷺ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے دیا ہے اور یہ خواتین اسلام کیلئے آئیڈیل کردار ہے۔ اگر آج بھی کوئی بیٹی سمجھتی ہے کہ اس کا باپ نبی اکرم ﷺ کی توہین کرتا ہے اور گستاخی کرتا ہے، تو اس بنیاد پر محبوب ﷺ کے عشق کو نبھاتے ہوئے اسکو یہ اعلان کرنا چاہیے کہ وہ محبوب ﷺ جس بستر پہ بیٹھ جائیں ہیں، رب ذوالجلال تو اس بستر کو بھی بے مثال بنا دیتا ہے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا یہ جملہ بھی اثر کر گیا اور بالآخر وہ وقت ہیں کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو بھی کلمہ اسلام نصیب ہوا یا وہ بھی مومن ہو گئے، اس سے پتہ چلا کہ ایمان کوئی کچی لسی کا نام نہیں ہے کہ کافر باپ آجائے یا کافر ماں آجائے، اس کے ساتھ ہو جائے، نہیں نہیں، اسلام نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کیا ہے۔

محمد ہیں متاع عالم ایجاد سے پیارے
پدر مادر برادر جان و مال اولاد سے پیارے

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ثابت کیا اباجی اگر تم عاشق رسول ﷺ ہو تو پھر عزت والے اباجی ہو اور اگر تم میرے محبوب ﷺ کو نہیں مانتے تو میں تجھے مشرک کہوں گی، پلید کہوں گی اور کبھی بھی اپنے محبوب ﷺ کے بستر پہ نہیں بیٹھنے دوں گی۔

عشق رسول ﷺ میں انصاری عورت کا کردار

عشق رسول ﷺ کا مزید آئیڈیل کردار دیکھئے۔

Marfat.com

جب احد کی جنگ ہوئی تو مدینہ شریف میں ایک بڑی ناخوشگوار سی خبر آئی۔ وہ محبوب ﷺ کی شہادت کی خبر تھی یہ سنتے ہی ایک انصاری عورت گھر سے نکلتی ہے اس کو اس سلسلے میں بڑی تشویش ہے، سامنے سے ایک دستہ آ رہا ہے، اس سے پوچھتی ہے۔

مَافَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

محبوب ﷺ کا حال کیا ہے؟

افواہ کے لفظ نہیں بولتی، آپ کا حال پوچھتی ہے کہ حال کیا ہے، تو کہنے لگے:

قُتِلَ اَخُوْكِ

تمہارا تو بھائی شہید ہو گیا۔

اب یہ پوچھتی نہیں ہے کہ بھائی کہاں شہید ہوا، لاشہ کہاں پڑا ہے اور کس انداز میں ہے، آگے جاتی ہے، پھر ایک وفد آتا ہے، ان سے پوچھتی ہے

مَافَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

اللہ کے محبوب ﷺ کا کیا حال ہے؟

وہ کہتے ہیں:

قُتِلَ اَبُوْكِ

تمہارا تو والد بھی شہید ہو گیا۔

اب یہ صنف نازک ہے، دو تیر غم کے چبھ گئے ہیں، مگر پھر بھی رکی نہیں، آگے جاتی ہے، اب ان کے بارے میں نہیں پوچھتی بلکہ پھر بھی یہ ہی پوچھتی ہے:

مَافَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

مجھے یہ بتاؤ میرے رسول ﷺ کا کیا حال ہے؟

Marfat.com

تو آگے سے خبر ملتی ہے

قُتِلَ زَوْجُكِ

تمہارا تو خاوند بھی شہید ہو گیا۔

اب تین شہادتوں کی خبر مل گئی۔

اُصِيبَ زَوْجُهَا وَاَخُوْهَا وَاَبُوْهَا

باپ بھی، بھائی بھی اور زوج بھی سارے شہید ہو گئے۔

یہی عورت کے سہارے ہوتے ہیں، اس کے سارے سہارے ختم ہو گئے ہیں لیکن پھر بھی ابھی شکست نہیں کھائی، کہتی ہے مجھے یہ بتاؤ:

مَافَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

میرے محبوب ﷺ کا کیا حال ہے؟

صحابہ کرام نے کہا:

هُوَ بِحَمْدِ اللّٰهِ كَمَا تُحِبِّيْنَ

وہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں، جیسے تم چاہتی ہو، ویسے ہی ہیں۔ اللہ کے فضل سے بالکل درست ہیں اور ٹھیک ہیں۔

کہنے لگی:

اَرُوْنِيْهِ حَتّٰى اَنْظُرَ اِلَيْهِ

مجھے ایک بار دکھاؤ تب مجھے چین آئے گا۔

جبکہ یقین ہے کہ صحابہ کرام سچ بولتے ہیں۔ مگر کہنے لگی مجھے دکھاؤ۔

Marfat.com

جس وقت نبی اکرم ﷺ کا چمکتا ہوا چہرہ دیکھا تو کہتی ہے:

كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ

عیون الاثر: ۲/۳۳

تمہارے دم سے ہے آباد میرا گلشن ہستی
جو تم ہو تو خزاؤں کا کوئی خطرہ نہیں مجھ کو

یارسول اللہ ﷺ میرا سہارا میرا خاوند نہیں، میرا سہارا میرا باپ نہیں، میرا سہارا میرے بھائی نہیں، میرا دونوں جہاں میں سہارا تم ہو اور اگر تم صحیح ہو تو مجھے کونسا غم پریشان کرسکتا ہے۔

اس خاتون کا عشق دیکھو، اس انداز میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے وہ ساری شہادتوں کے غم ایک طرف اور محبوب ﷺ کے ٹھیک ٹھاک ہونے والی خوشی سارے غموں پہ غالب آ گئی ہے۔

اس طرح کا عجیب منظر حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بھی بیان کرتے ہیں۔

مدینہ شریف میں رات کا وقت تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کو گشت کر رہے ہیں

فَرَاى مِصْبَاحًا فِي بَيْتٍ

آپ نے ایک گھر میں چراغ جلتے ہوئے دیکھا۔

آپ کو تجسس ہوا کہ رات کا آخری پہر ہے اور گھر میں چراغ کیوں جل رہا ہے

فَرَاى عَجُوزًا تَنْفُشُ صُوفًا

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بڑھیا کو دیکھا وہ بیٹھ کے اون کات رہی تھی مدینہ شریف کا پر کیف نظر ہے، ایک نہایت بوڑھی خاتون چرخہ کاتتے کاتتے نعت شریف پڑھ رہی ہے اور اس کا بڑا عجیب انداز ہے۔ کہتی ہے:

عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَاۃُ الْاَبْرَارِ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر نیک لوگوں کا درود ہو۔

صَلّٰی عَلَیْہِ الطَّیِّبُوْنَ الْاَخْیَارُ

یہ وہ محبوب ہیں کہ جن پر ہر پاک بندہ ہی درود پڑھتا ہے۔

ہر اچھا بندہ ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود پڑھتا ہے۔ دوسرے شعر میں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تصور میں سامنے رکھ کے کہنے لگی:

قَدْ کُنْتَ قَوَّامًا بَکَّاءً بِالْاَسْحَارِ

میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری ساری رات قیام میں گزر جاتی تھی اور تم سحر کے وقت روتے تھے، امت کے لئے آنسو بہاتے تھے۔

یَالَیْتَ شِعْرِیْ وَالْمَنَایَا اَطْوَارُ

مجھے پتہ نہیں ہے موت کے اسباب کئی ہوتے ہیں کہ موت کب آتی ہے کس سبب سے آتی ہے، مجھے معلوم نہیں ہے۔

رو رو کے کہتی ہے۔

ھَلْ یَجْمَعُنِیْ وَحَبِیْبِیَ الدَّارُ

کیا جنت مجھے اور میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اکٹھا کرے گی۔

Marfat.com

کیا جنت کا انتظار کرنا پڑے گا۔ اتنی دیر تک میں تڑپتی رہوں گی، مجھے پتہ نہیں چل رہا کہ میری اپنے محبوب ﷺ سے ملاقات کیسے ہوگی، کیا مروں گی تو مرنے کا پتہ نہیں، وقت معین ہے، کب جا ملوں گی۔ رو رہی ہے، رات کا آخری پہر ہے اور وہ چرخہ کات رہی ہے۔

جس وقت وہ یہ شعر پڑھ رہی تھی تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے گلی میں کھڑے ہو کے سنا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے اور روتے روتے دروازے پہ دستک دی آپ نے جب دروازہ کھٹکھٹایا:

فَقَالَتْ مَنْ هٰذَا؟

اس نے کہا دروازہ پر کون ہے؟

فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں عمر بن خطاب ہوں۔

میں بھی اندر آنا چاہتا ہوں، کہنے لگی:

مَالِیْ وَلِعُمَرَ فِیْ هٰذِهِ السَّاعَةِ؟

عمر کو میرے ساتھ اس وقت کیا کام ہے۔

میری نعت میں تو نے خلل ڈالا ہے، عمر دروازہ کیوں کھٹکھٹاتا ہے، یہ آخری وقت ہے، میں اپنے محبوب ﷺ سے بات کر رہی ہوں

مَالِیْ وَلِعُمَرَ

عمر کون ہوتا ہے میرا دروازہ کھٹکھٹانے والا؟

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بھی اس نعت میں شریک ہونا چاہتا ہوں، دروازہ کھولو تو سہی۔

فَقَالَ اِفْتَحِیْ یَرْحَمُکِ اللّٰہُ فَلَا بَاْسَ

آپ نے کہا: دروازہ کھولو، اللہ تجھ پہ رحم کرے، کوئی حرج نہیں، میں امیر المومنین ہوں۔

تمہیں کوئی خطرہ نہیں ہے، میں دروازہ کھولنے کے لئے کہہ رہا ہوں، جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر اس بڑھیا نے دروازہ کھولا تو آپ نے فرمایا:

اَدِی الْکَلِمَاتِ الَّتِیْ قُلْتِیْھَا آنِفًا

وہی کلمات پھر پڑھو جو تم ابھی پڑھ رہی تھیں، اس نے پھر وہی پڑھنا شروع کر دیا۔

جس وقت وہ عورت پڑھتے پڑھتے

ھَلْ یَجْمَعُنِیْ وَحَبِیْبِیْ الدَّارُ

پر پہنچی تو عمر کہنے لگے، اگلا مصرعہ میرے بارے میں بھی شامل کر دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے

وَعُمَرُ فَاغْفِرْ لَہٗ یَا غَفَّارُ

نسیم الریاض: ۴/۴۲۸

اے غفار عمر کو معاف کر دے، عمر کو بخش دے۔

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا کہ رحمتوں کے نزول کا وقت ہے، اس بوڑھی صحابیہ پر عشق کا اس وقت عروج ہے۔ اس نعت میں ایک مصرعہ عمر کے بارے میں شامل ہو جائے گا تو عمر کی مغفرت ہو جائے گی۔

یہ ہیں اسلام کی مائیں اور اسلام کی خواتین۔ اور اسلام میں عشق رسول کے لحاظ سے جو خواتین کو کردار دیا گیا ہے کہ راتیں گزر رہی ہیں، عشق رسول ﷺ کا وظیفہ پڑھا جا رہا ہے اور اس انداز میں وہ خالص عشق ہے کہ انہیں کائنات کی کسی چیز سے کوئی سروکار نہیں ہے، اور اپنے محبوب ﷺ کے عشق میں آنکھیں بہا رہی ہیں۔

حق گوئی کے لحاظ سے آئیڈیل کردار

محتشم سامعین حضرات!

اگر یہی کردار حق گوئی کے لحاظ سے خواتین ڈھونڈنا چاہیں تو کہاں ملے گا۔

حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات موجود ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

مَا رَاَیْتُ اَحَدًا کَانَ اَصْدَقَ لَهْجَةً مِنْ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اِلَّا اَنْ یَّكُوْنَ الَّذِیْ وَلَدَهَا

حاکم فی معرفۃ الصحابۃ: ۳/۴۷۵۶ سیر اعلام النبلاء: ۳/۴۳۲

مجھے سب سے سچا لہجہ جن کا ملا ہے، میرے مطالعہ کے مطابق وہ نبی ﷺ کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہے۔

حضرت فاطمہ کی صداقت کی گواہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دیتی

Marfat.com

ہیں کہ ان کے بعد جن کی یہ بیٹی ہیں، پہلے اُن کا ہے پھر ان کا ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا یہ جو اصدق لہجہ ہے، اس میں امت کی بیٹیوں کے لئے سبق ہے کہ صرف ان سے محبت کافی نہیں ہے بلکہ ان کا کردار ہمیں دعوت دے رہا ہے کہ جس وقت اتنا شائستہ کردار اور اتنی صداقت ان میں ہے کہ کسی معمولی سی بات میں یہاں تک کہ بچوں کے ساتھ مذاح کرتے ہوئے بھی جھوٹ نہیں بولنا اور ہر وقت سچ بولنا ہے۔ جنہوں نے سب سے زیادہ خواتین اسلام میں یہ نام پیدا کیا ہے، ان کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہا جاتا ہے۔

پردہ کے لحاظ سے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا کردار

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے والد کی ایک لونڈی تھی، اس لونڈی کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھائی عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کا اس بچے کے بارے میں جھگڑا تھا، کہ یہ میرا بچہ ہے اس لئے انہوں نے حضرت سعد کو وصیت کی کہ یہ بچہ تم اس سے لے لینا جب فتح مکہ ہوئی تو اس بچے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ عبد بن زمعہ کہتا تھا کہ یہ میرے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے لہٰذا یہ میرے ابا جی کا بیٹا اور میرا بھائی ہے۔ حضرت سعد کہتے تھے کہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اور میرا بھتیجا ہے۔

جب یہ فیصلہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ نے قانون کے مطابق فیصلہ کیا کہ جس کی وہ لونڈی ہے بیٹا اس کا شمار ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بیٹا زمعہ کا

Marfat.com

شمار ہوگا اور عبد کا بھائی ہوگا، لہٰذا یہ سعد بن ابی وقاص کو نہیں دیا جائے گا۔

اس کے بعد رسول اکرم ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ جو شریعت کا فیصلہ تھا وہ تو میں نے کر دیا اس کے مطابق یہ بچہ تیرا بھائی بنتا ہے لیکن اس کی شکل عتبہ کے ساتھ ملتی ہے، اس لئے آپ نے فرمایا:

اَحْتَجِبِیْ عَنْہُ

تم پر اس سے پردہ کرنا لازم ہے۔

اگرچہ تمہارا بھائی بنا اور فیصلہ تمہارے بھائی کی شکل میں اس کا ہوا کہ تم زمعہ کی بیٹی ہو اور یہ زمعہ کا بیٹا ہے مگر اس کا چہرہ میں نے عتبہ کے ساتھ ملتا دیکھا ہے۔ اس واسطے تم پر اس سے پردہ کرنا لازم ہے۔

مَارَاٰھَا حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ

بخاری شریف: ۲۷۶/۱

وفات تک حضرت سودہ نے اپنے بھائی کا منہ نہیں دیکھا۔ فرمایا:

جس وقت رسول اکرم ﷺ نے مجھ پر اس سے پردہ لازم کر دیا ہے تو میں پردہ کر کے دکھاؤں گی۔

اس لحاظ سے جہاں جہاں جن رشتوں کے لحاظ سے پردہ نہیں ہے اور جن کے لحاظ سے پردہ ہے ان بہترین شخصیات کے کردار کے اندر غیر محرم کیلئے ایک آئیڈیل کردار ہے کہ جنہوں نے خود ایسا عملاً ثبوت دیا کہ رسول اکرم ﷺ نے جو حکم فرما دیا، اس کے مطابق زندگی گزاری ہے اور جس کے کردار کو بھی دیکھو گے، وہ

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوں یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہوں، ان کا پردے کے لحاظ سے بھی بڑا اونچا مقام ہے۔

اس واسطے فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے۔

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس رداء نزاہت پہ لاکھوں سلام

خاتون اسلامی اور جہاد

اس طرح پردے میں ان شخصیات اسلام نے زندگی گزاری ہے۔ ہماری بیٹیوں کو ان کا کردار اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

جوش جہاد کے لحاظ سے آج کی ماؤں اور بہنوں کو جو کردار سامنے رکھنا چاہئے، اس کا تذکرہ کتاب الاذکار میں موجود ہے۔

جوریہ بنت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے چچا سے روایت کرتی ہیں، کہتی ہیں:

تین سگے بھائی تُستر کی جنگ میں شہید ہو گئے، یہ ایران کا مغربی علاقہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی قیادت میں وہ علاقہ فتح ہوا تھا، اس میں تین سگے بھائی شہید ہو گئے۔

جب تستر کے غازی ایک غازی سے مدینہ شریف واپسی پر ان شہدا کی والدہ نے انکا حال پوچھا تو اس غازی نے کہا۔

اِسْتُشْهِدُوْا

وہ تو شہید ہو گئے

...ت مُقْبِلِيْنَ اَوْ مُدْبِرِيْنَ

Marfat.com

کہا آگے بڑھ کے حملہ کرتے ہوئے شہید ہوئے یا پیٹھ دے کر بھاگتے ہوئے شہید ہوئے۔

پیش قدمی کرتے ہوئے شہید ہوئے ہیں یا کافروں سے ڈر کے بھاگ رہے تھے کہ پیچھے سے تیر لگ گئے اور شہید ہو گئے تو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے چچا نے کہا کہ تینوں کو سینوں میں تیر لگے اور تینوں نے آگے بڑھتے بڑھتے جام شہادت نوش کیا ہے۔

ان تین شہزادوں کی ماں نے کیا نعرہ لگایا؟

قَالَتْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

کہنے لگی، اللہ کی تعریف ہے اور اللہ کا شکر ہے

نَالُوا الْفَوْزَ وَحَاطُوا الذِّمَارَ　　　　الاذکار:۱۵۲

میرے بیٹوں نے کامیابی پالی ہے اور میرے بیٹوں نے خاندان کی عظمت و عزت بچالی ہے۔

اسلام کے بیٹے جو ہیں، بھاگ کے پشت میں تیر نہیں کھاتے، یہ سینے میں تیر کھاتے ہیں۔ یہ ایک ماں کا کلیجہ ہے، جس نے تین جگر پارے اسلام کو دیئے ہیں، وہ ایسی نہیں ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کی شہادت پہ روتی رہے اور اپنے بیٹوں کی شہادت کو مرثیہ بنا دے۔

نہیں نہیں، اس کا کردار ایسا ہے کہ تین سگے بیٹے اسلام کو دے دیئے ہیں اور پھر اللہ کا شکر بھی ادا کیا ہے کہ وہ تینوں آگے بڑھتے ہوئے راہ حق کے مسافر بن گئے ہیں۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس حسین کردار کے لحاظ سے آگے پیغام پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ بالخصوص جو ہماری بہنیں سن رہی ہیں، وہ بھی آگے

Marfat.com

پہنچائیں تو پھر وہ ایک منصب جو عورت کا ہوتا ہے، ادا ہوگا۔

حضرت رابعہ رضی اللہ عنہا کی زبان کا اثر

حضرت رابعہ رضی اللہ عنہا حج کرنے گئیں تھیں، واپسی پہ آرہی تھیں تو اونٹ مر گیا۔ اللہ کے ہاں ان کا مرتبہ بڑا تھا اور بہت زیادہ عبادت گزار تھیں، جب اونٹ مر گیا تو وہ کہنے لگیں:

اَھٰکَذَا فَعَلَ الْمُلُوْکُ عَبِیْدَھُمْ ضُعَفَاءَ

کیا بادشاہ اپنے کمزور غلاموں سے یوں ہی کرتے ہیں۔

لَقَدْ دَعَوْتَنِیْ اِلٰی زِیَارَۃِ بَیْتِکَ

تو نے خود ہی اپنے گھر کی زیارت کے لئے بلایا تھا۔ میں وہاں گئی اور واپس اپنے گھر نہیں پہنچی کہ تو نے میرا اونٹ مار دیا

مَاتَمَّتْ رَابِعَۃُ کَلَامَھَا حَتّٰی عَادَتِ الْحَیٰوۃُ

نساء من التاریخ: ۲۷۳

ابھی ان کے جملے پورے نہیں ہوئے تھے کہ اللہ نے اونٹ کو دوبارہ زندہ کر دیا۔

جس وقت اسلام کی ایک بیٹی اپنے آپ کو اس کردار میں لے آتی ہے، جس کا تذکرہ ہم کر رہے تھے، تو اسکو بالآخر یہ مرتبہ ملتا ہے کہ اللہ کے نزدیک اسکا مقام بہت بلند ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

OOOOOO

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر

8

عہدِ شباب کا اسلامی نصاب

Marfat.com

اَحْمَدُكَ اللّٰهُمَّ يَا مُجِيْبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ هُوَ

اَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِى الْفَضَائِلِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ

جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ

وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ، وعم نوالہ، واعظم شانہ، واتم برہانہ کی حمد وثناء اور حضور سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، زینتِ بزمِ کائنات، دستگیرِ جہاں، غمگسارِ زماں سید سروراں، حامیٔ بیکساں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد:

Marfat.com

وارثانِ منبر و محراب، اربابِ فکر و دانش، اصحابِ محبت و مودّت، حاملینِ عقیدۂ اہلِ سنت

نہایت ہی معزز و محتشم حضرات و خواتین سامعین و ناظرین!

رب ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ہم سب کو ادارہ صراطِ مستقیم کے زیرِ اہتمام فہمِ دین کورس کے سترہویں پروگرام میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

عہدِ شباب کا اسلامی نصاب

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت کا فہم عطا فرمائے اور قرآن و سنت کے ابلاغ و تبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمارا یہ موضوع نہایت اہم موضوعات میں سے ہے چونکہ انسان کی زندگی ایک بہت بڑا سرمایہ ہے اور پوری زندگی میں شباب سب سے قیمتی حصہ ہے، اس کے بارے میں احکام ایزدی کو جاننا، اور شباب کے اسلامی مصرف کو پہچاننا نہایت ضروری ہے۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس پیغام کی روشنی میں اپنی زندگی کے لمحات گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انسانی زندگی کے مراحل قرآن کی روشنی میں

قرآن مجید میں چونکہ ہر چیز کا ذکر موجود ہے، آج کے موضوع کی مناسبت

Marfat.com

سے میں نے سورۃ الروم کی آیت نمبر ۵۴ تلاوت کی ہے۔ خالق کائنات جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے:

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ

اللہ وہ ہے کہ جس نے تمہیں کمزوری سے پیدا کیا

ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک اور کمزوری کے بعد تمہیں قوت عطا فرمائی

ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَيْبَةً

پھر اس رب نے قوت کے بعد تمہیں کمزوری دی اور بڑھاپا

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ

وہ جو چاہتا ہے، پیدا فرماتا ہے

وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ

وہ اللہ علم والا اور قدرت والا ہے

اللہ تعالیٰ نے جن صفات سے اپنا تعارف اپنے بندوں کو کروایا ہے، ان صفات میں سے یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی اس صفت کا ذکر کیا کہ وہ کس طرح تمہیں پیدا کر کے زندگی کے مختلف مراحل سے گزارنے والا ہے۔

اس اسلوب کا مطلب یہ ہے کہ تم اگر اپنے رب کو پہچاننا چاہو تو اپنی زندگی کے مختلف مراحل کو پہچانو، یہیں سے تمہیں اپنے رب کا پتہ چلے گا۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ

Marfat.com

اللہ وہ ہے جس نے تمہیں ضعف سے پیدا کیا۔

اس پہلے ضعف سے مراد ماءِ مہین ہے، وہ پانی کی ایک بوند اور ایک قطرہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، تجھے اس کمزوری چیز سے پیدا کیا،

ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد ایک اور کمزور حالت تمہیں دی اور اس کے بعد قوت دی۔

یہ عربی زبان کا قانون ہے کہ جب نکرہ کو نکرہ کر کے لوٹایا جائے تو وہ دونوں آپس میں جدا جدا ہوتے ہیں تو لفظ ضعف دوبار ذکر ہوا تو پہلے ضعف سے مراد پانی کا ایک بے مقدار قطرہ ہے اور دوسرے ضعف سے مراد بچپن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں معمولی سی چیز سے پیدا کیا اور پھر پیدا کرنے کے بعد کچھ وقت کے لئے کمزور سا رکھا، اس کے بعد اللہ نے تمہیں قوت دی، یہاں قوت سے شباب مراد ہے، جوانی کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے تمہاری طاقتوں کو عروج دیا۔

ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَيْبَةً

پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں قوت کے بعد کمزوری دی اور بڑھاپا دیا۔

یعنی جوانی کا وقت جب گزر گیا، اس کے بعد انسانی قوتیں کمزور ہونے لگیں، پھر وہ بوڑھا ہو گیا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ

اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے، بناتا ہے۔

Marfat.com

اور اس کو پتہ ہے کہ کیسے ان کو بنانا ہے اور کیسے باقی رکھنا ہے۔ لہٰذا اس کی حکمتیں ہیں کہ اول میں بھی وہ بندے کو کمزوری کی حالت میں رکھتا ہے اور آخر میں بھی کمزور کر دیتا ہے، تاکہ اس کو پتہ چلے کہ اصل قدرتوں والی ذات اللہ کی ذات ہے اور قوتوں والی ذات اللہ کی ذات ہے، یہاں پر اللہ تعالیٰ نے انسانی مراحل کو جو بیان کیا، یہ ماں کے پیٹ میں کچھ وقت جنین کی حالت میں گزارتا ہے۔

جب ولادت ہو جاتی ہے تو بلوغ تک اس کو طفل، صبی اور غلام کہا جاتا ہے، بالغ ہونے سے لے کر ایک قول کے مطابق 35 سال تک اور دوسرے قول کے مطابق 40 سال تک شباب کا زمانہ ہوتا ہے۔ چالیس سال کے بعد سنِ کہور شروع ہو جاتی ہے، وہ پچاس سال تک ہے، پچاس سال کے بعد شیخوخت اور بڑھاپا ہے جو ایسا مرحلہ ہے کہ جس میں زیادہ کمزوری آجاتی ہے۔

شباب جنون کا ایک شعلہ

اللہ تعالیٰ نے ان تمام مراحل میں انسانی زندگی کا جو ایک حصہ ہے، اس کو قوت کیساتھ تعبیر کیا اور وہ یہ ہے کہ جس کو ہم شباب اور جوانی کہہ رہے ہیں، جوانی اور شباب جنون کا ایک شعبہ ہے۔ یعنی یہ ایک قسم کا پاگل پن ہے، جس طرح پاگل کو کوئی پتہ نہیں چلتا کہ میرا نفع کس میں ہے اور میرا نقصان کس میں ہے، ایسے ہی جوانی بھی اس کی مستی ہوتی ہے، بہت کم انسان ہوتے ہیں جن کو اپنے حقیقی نفع و نقصان کا پتہ ہوتا ہے، ورنہ انسان اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اور اپنی قیمتی جوانی کو نہایت ادنیٰ کاموں میں ضائع کر دیتا ہے۔

Marfat.com

اس سلسلہ میں سید عالم ﷺ کا فرمان ہے:

اَلشَّبَابُ شُعْلَةٌ مِنَ الْجُنُوْنِ

جامع المسانید: ۲/۵۵۴

جوانی جنون کا ایک شعلہ ہے

جس طرح شعلہ بندے کو جلاتا ہے، اسی طرح یہ جنون بھی جلاتا ہے، یعنی انسانی کردار کو جلا دینے میں اس کا بہت بڑا کردار ہے، انسان بچپن میں اتنا نہیں لگتا اور بڑھاپے میں اتنا نہیں لگتا جتنا جوانی میں لگتا ہے۔

یعنی اس کا جتنا نقصان علم کے لحاظ سے فکر ونظر کے لحاظ سے جوانی کے زمانہ میں (جو تھوڑا سا ٹکڑا ہے) ہوتا ہے، اتنا اور کسی زمانہ میں نہیں ہوتا، تو اس سے پتہ چلا کہ سب سے قیمتی ٹائم بھی یہی ہے اور سب سے خطرناک ٹائم بھی یہی ہے، جوانی کو جو شخص سنبھال لیتا ہے، اس نے گویا کہ پوری زندگی کو محفوظ کر لیا اور جو شخص اپنی جوانی کو بے لگام کرتا ہے تو اس نے پوری زندگی کو گویا کہ خراب کر دیا ہے، یہ شباب ہر ایک کی تمنا ہے، بچہ شباب کی تمنا کرتا ہے اور شباب میں اس کو بڑھاپا پسند نہیں ہے، شباب کے پانے کی اس وقت آرزو ہے جب شباب آسکتا ہے مگر اس کے گزر جانے کے بعد بھی بندہ شباب کو ترستا ہے مگر کبھی بھی شباب لوٹ کے اس کے پاس نہیں آتا۔

شباب ایک خواب ہے اور ایک خیال ہے۔ شباب آتا ہے اور چلا جاتا ہے، جوانی آتی ہے، دیکھتے دیکھتے ڈھل جاتی ہے اور اس کے بعد اس کی یادوں کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہتا، ایک پل، ایک لمحہ اور بڑی تیز رفتاری سے گزر جانے والی چیز

Marfat.com

کہ جس کو پھر انسان حسرت کی یادداشتوں میں محفوظ رکھتا ہے۔ سوائے اس انسان کے جس نے اپنی جوانی کو تقوی کے سانچے میں ڈھال لیا ہو اور اس نے جوانی میں وہ کام کئے ہوں کہ قبر میں جاتے وقت بھی جب اسکو لحہ لحہ یاد آئے تو رب کا شکر ادا کرے کہ میں نے جوانی کو محفوظ کیا تھا اور میری جوانی اچھے کاموں میں گزر گئی تھی، اس شخص کو بوقتِ وصال جوانی کا افسوس نہیں ہوگا، یا دوہ بھی کو ے گا لیکن جس نے جوانی کی قدر نہیں کی اور اس قیمتی حصے کو بے قدری کے انداز میں گزارا ہے، یقیناً وہ افسوس کرتا ہے اور پھر اتنی تلخ یادیں اور اتنی کڑوی یادیں اس کو آتی ہیں اور ہر شخص ہی جو اس سٹیج سے گزر کے آگے چلا گیا ہے، اس وقت اس کو یہ پتہ چلتا ہے جب وہ بڑھاپے تک پہنچا تو شاہ حسین علیہ رحمۃ کہتے ہیں:

کتھے گیا تیرا سوہڑا روپا
کتھے گئی تیری حسن جوانی
کتھے گئے تیرے نال دے ہانی
کتھے گئے تیرے ترکی تازی
اوہ ویکھ تیری جج کھلوتی

اس کو سارا گزرا ہوا زمانہ بار بار آنکھوں کے سامنے آتا ہے اور وہ اسکو خیال سمجھتا ہے اور خواب سمجھتا ہے لیکن اگر یہ لمحات اس کے سجدوں میں گزرے ہیں، قیام میں گزرے ہیں، رکوع میں گزرے ہیں، صوم و صلوٰۃ میں گزرے ہیں، تہجد و جہاد میں گزرے ہیں، تبلیغ و وعظ میں گزرے ہیں اور اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے

Marfat.com

اور دین متین کے احکام کے اجراء میں گزرے ہیں۔

یقیناً جب اسے یہ لمحے یاد آئیں گے تو ساتھ وہ لمحوں کا منظر بھی یاد آئے گا تو اس کو سکون ملے گا کہ اللہ نے مجھے ایک قیمتی ٹائم عطا کیا تھا اور میں نے اس کو اس کے حقیقی مصرف میں خرچ کر کے دکھا دیا۔

جوانی قدرت کا انمول تحفہ

محتشم سامعین حضرات!

اس میں کوئی شک نہیں کہ جوانی قیمتی اوقات میں سے سب سے قیمتی وقت ہے اور جو اللہ کو قیمتی چیز دیتا ہے اس کو اجر بھی اسی لحاظ سے ملتا ہے، جتنا دو گے اتنا لو گے۔

بڑھاپے میں بھی نیکی نیکی ہے مگر اس نیکی میں وہ لطف نہیں جو جوانی کی نیکی کے اندر لطف ہے جوانی میں اصل یہ ہے کہ ایک انسان کے اندر بدی کی طاقت جوش مار رہی ہے اور ابھی عقل جوان نہیں ہوئی، عقل میں عروج عمر کے بڑھنے کے ساتھ آتا ہے۔ بندے کے اندر حیوانیت عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ گھٹتی جاتی ہے تو شباب کے زمانے میں جو حیوانیت بندے کے اندر ہے وہ پورے جوبن پر ہے اور ابھی عقل کی بہار آنے والی ہے، جوں جوں بڑھے گا، عقل مکمل ہوتی چلی جائے گی اور کامل ہوتی جائے گی تو جس بندے نے ابھرتی جوانی کو لگام دے لی اور اس کو تقوی کا پابند کر لیا اور عقل کے دائرے میں اس کو رکھا تو اس شخص نے اپنی جوانی کے قیمتی پن کا فائدہ اٹھا لیا ہے اور اس کی نیکی پر اجر اس واسطے زیادہ ملتا ہے کہ یہاں پر نیکی کو روکنے والی پاور تھی اس کے باوجود اس نے اس پاور کو موثر نہیں ہونے دیا بلکہ

Marfat.com

اس کو مغلوب کیا ہے، وہ پاور کیا تھی، حیوانیت اور جو نیکی کا تقاضا کرنے والی پاور ہے، وہ عقل ہے۔ جو نیکی کا تقاضا کرتی ہے، وہ پاور کمزور ہے اور جو نیکی سے روکتی ہے، وہ پاور طاقتور ہے، لیکن اس کے باوجود اس کا کمال یہ ہے کہ اس نے کمزور عقل کو پاورفل حیوانیت پر غلبہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی نیکی کا زیادہ ریٹ لگا دیا۔

جوانی میں کی گئی نیکی کا ریٹ

ایک شخص وہ ہے جس کو مالک نے یہ کہا کہ تم یہاں سے اٹھ کے وہاں نہیں جاسکتے اور وہ اٹھنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا، اب مالک کو اس کے کام کے اندر جو اس نے اطاعت کی ہے، اتنا سرور نہیں آئے گا جتنا سرور اس مزدور کے بارے میں اور اس اپنے خادم کے بارے میں اس کو آئے گا کہ جس کی ٹانگیں سلامت ہیں، جا بھی سکتا ہے، اٹھ بھی سکتا ہے اور بڑا پھرتیلا ہے مگر جب مالک نے کہا کہ تو وہاں سے نہیں اٹھنا۔ تو اس نے مالک کا کہنا مانا ہے اور آخر دم تک وہاں بیٹھا رہا ہے، جس کے اندر طاقت تھی، جو مجبور بھی کرتی تھی اتنی دیر کیسے بیٹھے رہو گے، کہ اس کے باوجود بھی وہ نہیں اٹھا تو دونوں کے اندر جو صلاحیت ہے، اس کے لحاظ سے مالک کو سرور بھی ملے گا، اگر اطاعت دونوں کی پائی گئی، جس میں جانے کی صلاحیت تھوڑی تھی، چلنے پھرنے میں تنگی محسوس کرتا تھا، وہ بھی نہیں گیا اور جو جانے کی طاقت رکھتا تھا، جس میں جانے کا جذبہ بھی تھا، وہ بھی نہیں گیا۔ دونوں نہ جانے میں برابر ہیں مگر جتنا مالک اس پہ خوش ہوگا کہ جو جا سکتا تھا اور پھر بھی نہیں گیا، اتنا اس کے بیٹھے پہ خوش نہیں ہوگا کہ جس میں نہ جانے کی صلاحیت تھی اور پھر اس نے مالک کا حکم بھی مان لیا ہے۔

جوان اور بوڑھے کی بندگی

Marfat.com

ایسی ہی صورتحال ایک جوان کی بندگی میں اور ایک بوڑھے کی بندگی میں ہے۔ جوان کے اندر بدی کی طاقت جوش مار رہی ہے، اس کے اندر شہوت شعلے مار رہی ہے، اس کے اندر اتنی زیادہ طاقت ہے کہ اس کو کسی بھی برے کام میں لگا سکتی ہے لیکن اس نے زندگی کو بہت اچھے انداز میں بسر کیا، پابندیاں لگا دیں، اپنے آپ کو پابند کیا، دوسری طرف ایک بوڑھا آدمی ہے، اس کے اندر بدی کرنے کی یا شیطان کے ساتھ سنگت اختیار کرنے کی اتنی طاقت نہیں ہے کہ جتنی نوجوان کے اندر ہے، نہ رات کو اٹھ کے ڈاکے مار سکتا ہے، نہ اٹھ کر کہیں بدکاریوں کی طرف جا سکتا ہے۔

اب ایک جوان کے اندر ایسی ساری طاقتیں موجود تھیں لیکن اس کے باوجود جس وقت اس نے اپنی جوانی کو کنٹرول کر لیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس نیک عمل پر اس کو زیادہ ثواب عطا فرمانے والا ہے۔

مثالیں

اس صورتحال کا جائزہ لینے کے لئے چند مثالیں ذہن میں رکھئے۔

اب ایک شخص تمہیں ایک ایسی سواری دیتا ہے کہ جو اپنی عمر گزار چکی ہے اور اس کا بڑا پرانا ماڈل ہے، وہ بھی سواری ہے، دوسرا latest ماڈل ہے، وہ بھی سواری ہے۔ اب سواری ہونے میں دونوں برابر ہیں مگر جس نے Latest ماڈل والی دی ہے اس کو اور سمجھا جائے گا اور جس نے عمر گزار کے پرانی سی سواری دی ہے، اس کو اور سمجھا جائے گا۔

Marfat.com

اب یہی صورتحال ادھر بھی دیکھیں کہ بندے نے اپنے آپ کی سواری خدا کے لئے پیش کردی ہے، جس کا شباب ہے اس نے وہ دی ہے جو بالکل Latest ماڈل والی ہے اور اس نے اپنے آپ کو وقف کردیا ہے اور دوسری وہ ہے کہ جس نے پہلی زندگی پتہ نہیں کن راہوں میں گزاری ہے، اور اب آ کے اس نے کہا ٹھیک ہے میں خدا کے لئے اس کو وقف کرتا ہوں۔ فائدہ اس کا بھی ہے اور قبول وہ بھی ہو جائے گی مگر جس نے بھرپور انداز کے اندر اپنی طرف سے ایک تحفہ پیش کیا ہے، رب ذوالجلال اس کو اسی کی چاہت کے مطابق اجر عطا فرمانے والا ہے۔

زرخیز زمین میں کاشت کرنے کا فائدہ

اب اس میں کتنی وضاحت ہے، ایک زمین ہے، وہ بڑی زرخیز ہے، اس زمین کے اندر زرخیزی ہے، اب ہوسکتا ہے کہ اس کے اندر اس کی زرخیزی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سب سے قیمتی فصل کاشت کردے اور ہوسکتا ہے اس میں وہی لیلی پاپڑہ ہو، اس میں کوئی قیمتی بیج نہ بویا جائے، اب اس کی زرخیزی اپنی جگہ ہے۔

اگر اس میں گندم کاشت کی گئی تو اتنی خوبصورت گندم اگی کہ دنیا حیران رہ گئی، اتنی سرسبز شاداب اور بڑے قد کی گندم اور اتنا بڑا بڑا اس کا خوشہ اور اتنے بڑے بڑے اس کے دانے اور دوسری طرف اسی طرح کی زرخیز زمین ہے مگر کسی نے کاشت کچھ بھی نہیں کیا، اس میں کوئی ادنی سی فصل ہے، اب برابر کی صلاحیت کے لحاظ سے زمین میں کوئی فرق نہیں ہے، زمینیں دونوں ایک طرح کی ہیں مگر کاشت کے لحاظ سے فرق موجود ہے۔

پرہیزگار اور فاسق نوجوان میں فرق

Marfat.com

یہی انداز ہے ایک فاسق جوان کا اور ایک متقی اور پرہیزگار جوان کا۔ جوانی میں زرخیزی ہے، جوانی میں قوت ہے، جیسے وہ زرخیز زمین کا کام فصل کو پوری طرح پروان چڑھانا ہے اور اس کو ایک جوبن دینا ہے، آگے جس طرح کا بیج ہوگا، اس طرح کا جوبن اس کو زمین عطا کرے گی۔

لہٰذا ایک انسان جو کہ متقی اور پرہیزگار انسان ہے، اس نے اپنی جوانی میں تقویٰ کا بیج بو دیا ہے، طہارت کا بیج بو دیا ہے، تقدس کا بیج بو دیا ہے، نماز اور روزہ کا بیج بو دیا ہے، اس میں اصلاح کا بیج بو دیا ہے۔ لہٰذا جوانی والی پاور جب ملی تو فصل اگی، لوگ حیران رہ گئے، بوڑھا دس سال میں بھی اس سٹیج پر نہ پہنچ سکا، جس سٹیج پر دو سال کے اندر ایک جوان پہنچ گیا، اس واسطے کہ اس نے اپنی زرخیز زمین کو اس کام کیلئے استعمال کیا ہے اور اس نے بیج اچھا ڈالا ہے۔

اگر یہی جوان اپنی زرخیز زمین میں تقویٰ نہیں رکھتا، فسق و فجور ہے، شراب ہے، اس کے اندر بدکاری ہے، اس کے اندر ڈاکے ہیں اور اس طرح کی باتیں ہیں تو پھر اس جوانی میں تو پاور ہے اور بیج جیسا ہوگا ویسی فصل اگے گی۔ فوراً اس کے اندر ایک انقلاب آجائے گا، ایک تبدیلی آجائے گی۔

لہٰذا فاسق و فاجر کو پہچاننے کے لئے اور اس کے ساتھ متقی اور پرہیزگاری کا جو فرق ہے، اس کو جاننے کے لئے اس زمین کی زرخیزی کو سامنے رکھتے ہوئے، بیج کا جو انقلاب ہے، اس کو پیش نظر رکھو تو پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ ایک جوان بدمعاش کیسے ہوتا ہے اور ایک جوان اللہ کا ولی کیسے بن جاتا ہے۔ جس وقت ایک مومن اپنے

Marfat.com

دل کی زمین کو پہچان جاتا ہے اور اس میں اچھا بیج ڈالتا ہے اور اچھا پانی اس کو دیتا ہے یہ وہ ہے کہ جس کو کہا جاتا ہے۔

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری
وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیزگار

جس وقت انسان اپنے شباب کی زمین کو محفوظ کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ہاں فرشتوں جیسا مقام عطا فرما دیتا ہے۔

انسان کی ظاہری اور باطنی نشو ونما اور معرفت حقیقی

اصل میں اس کا فلسفہ یہ ہے کہ انسان جس وقت شکم مادر میں تھا، آنکھوں کی جگہ تھی مگر آنکھیں دیکھنے کے لائق بھی نہ تھیں۔ اگر کوئی کھولتا پھر بھی کھل نہ سکتیں۔ پہلے تو جگہ ہی نہیں تھی، پھر جگہ بنی، آنکھ اندر بن گئی، جب پیدا ہوا، آنکھ بند تھی، اس کے کچھ عرصہ بعد آنکھ کھلی مگر پھر بند ہو گئی، کچھ وقت تھا کچھ کھولتا تھا، کچھ بند کر لیتا تھا، اس کے بعد وقت آ گیا کہ آنکھیں کھولی ہیں، تو پھر کافی دیر کھلی رہی ہیں لیکن جن کو دیکھتا ہے ان کو پہچانتا نہیں۔ ابتداء میں اس کو یہ بھی پتہ نہیں کہ یہ میری ماں ہے یا کوئی اور عورت ہے۔ پھر یہاں تک وقت آیا کہ اس کو پتہ چلنے لگا کہ یہ میری ماں ہے، یہ کوئی اور خاتون نہیں ہے، اس کو اپنی ماں کا تعارف ہو گیا، اس کے اندر ایک تبدیلی آ گئی تو جس طرح ایک ظاہر کی آنکھ ہے، اسی طرح ایک باطن کی بھی آنکھ ہے۔

ظاہری آنکھ کھلنے کے تدریجی مراحل

جس طرح ظاہر والی آنکھ آہستہ آہستہ کھلتی ہے، ایسے ہی باطن والی آنکھ آہستہ

Marfat.com

آہستہ کھلتی ہے۔ ظاہر کی آنکھ پہلے کھل جاتی ہے، باطن کی آنکھ بالغ ہونے کے ساتھ کھلتی ہے، جب انسان شباب کو پہنچتا ہے، اس وقت اس کی آنکھ پوری کھل جاتی ہے، اب اس سے پہلے جس طرح ظاہری آنکھ کھلی تھی، وہ بچہ جب اپنی ماں کو پہچان نہیں رہا تھا تو ماں کو بچے سے نفرت نہیں تھی کیونکہ اسے پتہ تھا کہ آج تو اس کو میرا علم نہیں ہے، کل اس کو میرا پتہ چل جائے گا، جب آنکھیں کھولتا تھا، ماں چاہتی تھی میری طرف متوجہ ہو جائے، بچہ متوجہ نہیں ہوتا تھا، ماں کو رغبت تھی، اس کو پیار تھا اور وہ جانتی ہے کہ وقت آنے والا ہے کہ یہ مجھے میٹھی نگاہوں سے دیکھے گا اور مجھے پہچانے گا کہ اس کا احسان کیا ہے، یہ ماں کے سامنے ایک منظر تھا، ماں اس سے پیار کرتی رہی۔

روحانی آنکھ کے کھلنے کا وقت

بالتمثیل دوسری طرف ایک روحانی آنکھ ہے، وہ باطن کی آنکھ ہے، بالغ ہونے سے پہلے کھلتی تھی، بند ہو جاتی تھی، وہ دیکھتا تھا اور پھر بند کر لیتا تھا، پہچاننے کے قابل ہو چکا تھا، ابھی پہچان نہیں آرہی تھی، تو رب ذوالجلال اس کو دیکھ رہا تھا، فرمایا:

یہ میری طرف دیکھتا تو ہے مگر ابھی تک اس کو پتہ نہیں کہ محسن کون ہے اور غیر محسن کون ہے، جیسے وہ ماں بچے سے بے زار نہیں تھی، کیونکہ اس کو امید ہے کہ یہ ابھی دیکھے گا تو اس کو پتہ چلے گا کہ مجھے دودھ پلانے والی کون ہے، اس کو محسنہ کا پتہ چل جائے گا۔

ایسے ہی بالغ ہونے سے پہلے رب ذوالجلال اپنے بندے سے ناراض نہیں تھا، بے زار نہیں تھا، اس کو پتہ ہے کہ ابھی اسکی پوری آنکھیں نہیں کھلی، آنکھیں کھلیں

Marfat.com

گی تو ضرور جانے گا اور جب آنکھیں کھلیں تو شباب آ گیا، شباب کے بعد نصاب شروع ہو گیا، اور بندہ مکلف ہو گیا، اس کے بعد بھی رب کو نہیں دیکھتا، یعنی اس کے دربار میں نہیں جاتا اس کا کہنا نہیں مانتا، اس کی بات نہیں سنتا، اس کے احکام کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تو اب خطرہ ہے کہ اللہ بے زار ہو جائے۔ اللہ اس سے اپنی رحمتوں کو روک لے، خالق کائنات اس سے اپنے فضل کو پیچھے ہٹا لے۔

لہٰذا شباب اس لئے حساس موڑ ہے کہ یہاں سے آگے رب ذوالجلال بندے کو امتحان میں ڈالتا ہے۔ جو پہلا مرحلہ تھا وہ تو یونہی تھا، جیسے وہ بچہ کبھی آنکھیں کھولتا تھا، کبھی بند کر لیتا تھا اور امی اس سے ناراض نہیں تھی، وقت آئے گا تو اس کو پتہ چلے گا۔

یہ شباب اب روحانی آنکھ کھولنے کا وقت آ گیا ہے۔ لہٰذا اس کے بعد بھی جو بندہ رب کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس سے اپنی رحمتوں کو پیچھے روک لیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے گناہ کرتا تھا تو دل پر دھبہ نہیں لگتا تھا، دل ستھرا رہا۔ اگرچہ اس سے غلطی ہو گئی، لیکن دل پر کوئی اثر نہیں پڑا لیکن اگر بالغ ہونے کے بعد اس نے گناہ کیا تو دل پہ سیاہ داغ لگ گیا۔ اب پتہ چلا کہ اللہ کی رحمت پیچھے ہٹ گئی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کروڑوں ماؤں سے بڑھ کے اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے، اس نے توبہ کا دروازہ اس لئے کھول دیا۔ فرمایا:

تم اشک بہاؤ، یہ سیاہی اشکوں سے دور ہو جائے گی۔

شباب کی زرخیزی

اس گفتگو سے یہ بات سامنے آ گئی کہ شباب کی اہمیت کیا ہے۔

Marfat.com

اس شباب سے جس وقت انسان آگے نکلتا ہے تو پھر اس کو یہ دیکھنا چاہئے کہ میری جوانی کے ایام کیسے گزرے ہیں، جوانی کی زمین بڑی زرخیز تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ مخالف قوت ہے وہ powerfull ہے اور جو موافق ہے، وہ کمزور ہے۔ اس کے باوجود بندہ عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اجرت دیتا ہے، کتنی دیتا ہے اتنی دیتا ہے کہ جس کا عام بندہ تصور کرنا چاہے تو تصور بھی نہیں کرسکتا قربان جائیں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ رحمت پہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس بات کی تفصیل سے وضاحت فرمادی۔

متقی نوجوان کے لئے ننانوے صدیقوں کا ثواب

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اَیُّمَاشَابٍّ نَشَاءَ عَلٰی عِبَادَةِ اللّٰهِ

وہ بندہ جو بالغ عبادت کی حالت میں ہوا ہے

اللہ کی عبادت کرتے ہوئے اس نے بلوغت تک کا سفر کیا، بچپن سے ہی اللہ کے دربار سے لگاؤ تھا، ساتھ بالغ ہوتا گیا اور بندگی بھی ساتھ ساتھ تھی اسی حالت میں وہ پروان چڑھا۔ وہ شیطان کے ہتھے نہیں چڑھا، وہ شیطان کا ہم نوالہ نہیں بنا، اس نے شیطان سے دوستی نہیں کی، ابھی امتحان شروع ہونا تھا کہ وہ پہلے ہی کمربستہ تھا کہ کب بلوغت کی گھڑی آئے، میرا عمل جب اللہ کے دربار میں خصوصی نگاہ سے دیکھا جائیگا اس لیے میں تیار ہو کے بیٹھا ہوں، جس وقت یہ انسان اس حالت میں تھا تو کیا ہوا، میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

Marfat.com

حَتّٰی یَمُوْتَ

بالغ ہونے کی سرحد سے لے کر مرنے تک اس کی عبادت برقرار رہی ہے۔

اس کی صورت حال کیا ہوگی۔

أَعْطَاهُ اللّٰهُ أَجْرَ تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ صِدِّيْقًا (جامع الاحادیث: ۳/ ۴۲۶)

اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو ننانوے صدیقوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔

ایک صدیق کی بڑی Value ہے، اس کا بڑا مرتبہ ہے، ننانوے صدیق ایک بندے کی شخصیت میں اکٹھے ہو جائیں گے، وہ نوجوان جس نے اپنی جوانی کو بے لگام نہیں ہونے دیا، اس کو لگام میں رکھا اور اس کو سینما گھروں کی طرف نہیں جانے دیا، جوانی کے آغاز سے پہلے ہی اس بندے نے اپنی جوانی کو اللہ کے دربار میں مقبول اطاعت کا لباس پہنا کے پیش کر دیا ہے۔

میرے آقا ﷺ فرماتے ہیں،

اللہ تعالیٰ اس کو ننانوے صدیقوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔

اب یہاں سے یہ بات سامنے آئی کہ جس وقت شباب اتنی قیمتی چیز ہے تو اس کا جہاں انتظار ہے، وہاں اس کے بارے میں منصوبہ بندی بھی ہونی چاہئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شباب آجائے لیکن ہماری تیاری نہ ہو، نسل نو کے لئے پیغام ہے کہ پہلے منتظر ہوں کہ شباب آرہا ہے اور اس سے پہلے میں نے اپنے آپ کو تیار کرنا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ میری تیاری نہ ہو، میری جوانی کا ایک دن گزر جائے یا دو دن گزر جائیں یا ایک مہینہ گزر جائے، یا ایک سال گزر جائے۔ پہلے سے وہ اپنی پوری

Marfat.com

منصوبہ بندی کر کے رکھے اور یہ وہ نقطہ ہے جس کی طرف اس وقت آپ ﷺ نے توجہ دلائی تھی۔

جوانی قبل از پیری غنیمت

حضرت عمرو بن میمون روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک بندے کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا!

اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو

یعنی ابھی تک وہ آئی نہیں ہیں، ان کے آنے سے پہلے جو تمہارے پاس آ چکی ہے، اس کو غنیمت جانو اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھاؤ، پھر نہ کہنا کہ کاش اب وہ وقت دوبارہ آئے تو میں یہ کام کرلوں۔ اس لیے میرے آقا ﷺ فرمانے لگے:

شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ (مشکوۃ شریف حدیث نمبر: ۵۱۷۴)

اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت جانو

جب بڑھاپا آجائے تو پھر کہو کاش جوانی ہوتی، ایک ہزار رکعت نوافل پڑھتا، روزانہ پانچ پارے منزل پڑھتا، تہجد کا اہتمام کرتا اور نماز پنجگانہ بھی باجماعت پڑھتا اور روزہ بھی رکھتا ساتھ جہاد بھی کرتا تو پھر یہ صرف خواب ہوگا خیال ہوگا، اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی، یہ کوئی کام نہیں کرسکے گا میرے محبوب ﷺ ارشاد فرمانے لگے۔

وہ بڑھاپے والا وقت دوڑتا ہوا آرہا ہے، اس نے تمہاری طرف منہ کیا ہوا ہے، تم آنکھیں بند کیے ہوئے ہو، اس نے تمہیں Focus کیا ہوا ہے، وہ دوڑ کے

Marfat.com

تمہاری جوانی کو کھا جانا چاہتا ہے، قبل اس کہ وہ بڑھاپا آئے، تم اپنی جوانی کو اچھے کام میں لگاؤ۔

یہ شریعت کا قانون ہے کہ جب بندہ وقت پر اچھا کام کرتا ہے، بعد میں معذور بھی ہوجائے، رب ذوالجلال پہلے والے سارے عمل اس کے نامہ اعمال میں لکھتا رہتا ہے، یہ حدیث شریف میں باقاعدہ موجود ہے کہ:

ایک شخص بیماری سے پہلے نمازیں مسجد میں باجماعت پڑھتا تھا، اور پھر بیمار ہوگیا، مسجد میں نہیں جاسکتا، اسے گھر میں ہی جماعت کا ثواب ملے گا۔

اس واسطے جو بندہ یہ چاہتا ہے کہ میرا بڑھاپا جوان ہو، میرے بڑھاپے میں جوانی والی نیکیاں ہوں اور میرا بڑھاپا جوانوں والا ہوتو یہ شریعت نے اس کو گُر بتایا ہے کہ اپنی جوانی کو اسلامی جوانی بنادو، اللہ تعالیٰ تمہارے بڑھاپے میں بھی جوانی والے نیک کام کا ثواب عطا فرمادے گا، اس واسطے جوانی اور شباب کو غنیمت جاننا چاہیے۔

اب دیکھو جس طرح رمضان المبارک کی آمد سے پہلے محبوب ﷺ نے تقریر کی اور فرمایا قبل اس کے کہ رمضان گزر جائے اور عید آجائے اور پھر تم افسوس کرتے رہو، کاش کہ مجھے پہلے پتہ چلتا تو میں رمضان میں بڑے نیک کام کرتا پھر سال کا انتظار کرنا پڑے گا، پتہ نہیں زندگی وفا کرے گی یا نہیں۔

ایسے ہی بڑھاپا دوڑ کے آرہا ہے، جوانی جب تمہیں میسر آگئی ہے تو بڑھاپے سے پہلے جوانی کا منٹ منٹ قیمتی جانو، جس وقت قیمتی سمجھ کے اللہ کے لئے صرف

Marfat.com

کردو گے، اللہ اس پہ منفرد اجر عطا فرمادے گا۔ اس میں حکمت اور فلسفہ یہ بھی ہے کہ سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ

انسان جو کچھ اسلام کو دیتا ہے، اسی کے عوض اس کو ملتا ہے۔

اب ایک شخص ساری زندگی اللہ کے دربار کا سرکش رہا اور ساٹھ سال کے بعد تائب ہو گیا اگر چہ پھر بھی یہ فضیلت والا ہے جو اس کو توبہ کا دروازہ کھلا ملا اور اس نے توبہ کر لی ہے، مگر اس وقت کی نیکی جب ساٹھ سال کا ہو چکا ہے، یہ وہ حیثیت نہیں رکھے گی جو جوان کی نیکی کی حیثیت ہو گی، کیوں؟

ابھرتی جوانی میں صدقہ کا اجر

میرے محبوب ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

اَنْ تَصَدَّقَ وَ اَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ (مشکوٰۃ شریف: ۱۶۴)

جب تندرست بھی ہو اور تمہیں امید بھی ہے کہ ابھی میں زندہ رہوں گا، اس وقت کا صدقہ بہتر ہے اس وقت سے جب جان حلق میں آچکی ہو، پھر کہو کہ میرا پلاٹ فلاں مدرسہ کو دے دو اور میری فلاں چیز فلاں کو دے دو۔

اب ثواب تھوڑا ہو جائے گا کیوں ابتلاء ختم ہو گیا، آزمائش تھوڑی رہ گئی، بندہ سمجھ رہا ہے ٹانگیں قبر میں ہیں، یہ میرے کس کام ہے، میں اس کو کسی شعبے کیلئے وقف کر دوں۔ محبوب ﷺ فرماتے ہیں:

پتہ تو تب چلتا تھا ابھرتی جوانی ہوتی، پیسہ ہوتا اور اس کو پتہ ہے کہ چالیس

Marfat.com

سال اللہ کے فضل سے امید ہے کہ زندہ رہوں گا، ابھی میں شباب میں ہوں۔ جو شخص اس وقت اپنا پیسہ دیتا ہے، یہ اس سے کہیں افضل ہے کہ جو مرنے کے قریب پہنچ کر اپنا پیسہ دینے رہا تھا، چونکہ اب صورتحال بدل گئی، حیثیات بدل گئی ہیں، ایسے ہی جو مرتے وقت دے جاتا ہے، یہ بعد میں جو اس کے بیٹے دیتے ہیں، اس کے مقابلے میں بہت اچھا ہے، اس واسطے کہ پھر بھی یہ خود کام کر رہا ہے۔

صدمہ اول کے ساتھ صبر کا مقام

ایسے ہی آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى (مشکوٰۃ شریف:۱۵۰)

ایک شخص وہ ہے اسلام نے روکا ہے کہ جب کوئی فوت ہو جائے تو ماتم نہ کرو، اللہ سے شکوے نہ کرو، اور بین نہ کرو۔ اس نے پہلے دن ہی صبر کر لیا اور اس پر وہ قائم ہو گیا، وہ عورت ہے یا مرد ہے، اس نے اللہ تعالیٰ سے شکوے نہیں کیے، حالانکہ جو فوت ہوا وہ بڑا قریبی تھا، لیکن پھر بھی اس نے بین اور ماتم کا سلسلہ نہیں کیا، اب رب ذوالجلال نے اس کو توفیق دی ہے اور دوسرا وہ ہے کہ جس نے پہلے تو دس دن رو رو کے گزارے ہیں اور صبر نہیں کیا، پھر کیا ہوا رونے کی صلاحیت ہی نہ رہی، پھر رونے کی طاقت نہ رہی اور پھر کہنے لگا کہ میں صبر کر رہا ہوں تو نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں، صبر یہ نہیں ہے۔

الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى

جب سخت تکلیف ہوتی ہے اس وقت صبر کی Value ہوتی ہے، اس وقت صبر

Marfat.com

کے اجر ملتے ہیں۔ ایسے ہی شریعت کے ہر پہلو میں ہمارے سامنے اس حیثیت کو رکھا گیا کہ جب شیطانیت بندے کو اکسارہی ہو اور اس کا خون جوش مار رہا ہو، اور شعلے مار رہا ہو، اس وقت جو اپنے آپ کو نکیل ڈال کر مصلے پہ کھڑا کر کے اللہ کے دربار میں سجدے کروائے تو اس بندے نے جو حق ادا کیا ہے، اتنا اس نے حق ادا نہیں کیا جو ساٹھ سالہ اپنی زندگی کو لے کے اللہ کے دربار میں آگیا ہے، رب فرماتا ہے:

جب بدی کی قوتیں پوری طرح تیرے ساتھ تھیں اور تمہیں گمراہ کرنا چاہتی تھیں، اس وقت جو تو نے میرے اسلام کو ٹائم دیا ہے، اس پر جو اجر ملے گا وہ بعد میں کبھی بھی نہیں مل سکے گا۔

جاہلیت میں سرداری کرنے والا اسلام میں بھی سردار ہے

ایسے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس وقت دین میں داخل ہو رہے تھے تو میرے محبوب ﷺ فرمانے لگے:

خِیَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ

جو ان میں جاہلیت کے اندر چودھری تھے، وہ اسلام میں بھی چودھری ہیں، جو جاہلیت کے لیڈر تھے، اگر انہوں نے کلمہ پڑھ لیا ہے تو انہوں نے اپنی لیڈری اسلام کو دی ہے۔

یعنی انہوں نے اپنی لیڈروں والی صلاحیتیں اسلام کو دی ہیں، ایک نارمل سا بندہ کلمہ پڑھتا ہے، جس کا اثر و رسوخ صرف محلے تک ہے اور دوسرا پورے شہر پہ حاوی ہے، اب اس کی صلاحیت جو اسلام کے لئے آئی ہے تو اس کی زیادہ فضیلت ہے۔

Marfat.com

ایک عام شخص کلمہ پڑھتا ہے تو اس کا اور انداز ہے اور اگر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کلمہ پڑھتے ہیں تو عرش تک دھوم مچ جاتی ہے، حالانکہ کلمہ تو دونوں کا ایک ہے لیکن اتنا فرق کیوں ہے؟

فرق اس واسطے ہے کہ ایک کی صلاحیت نارمل سی ہے، وہاں اسلام کو اتنا فائدہ نہیں ملے گا جتنا وہاں مل رہا ہے جہاں ایک لیڈر نے اسلام قبول کرلیا تو اس کے اثرات دور دور تک پھیل جائیں گے۔

لہٰذا ہر وہ لمحہ جس میں بندہ اپنی طرف سے قیمتی چیز اسلام کو پیش کرتا ہے، اسلام بھی اس کو قیمتی اجر عطا فرمادیتا ہے۔ اس واسطے شباب کی جو نیکیاں ہیں اور شباب کے جو حوالے ہیں، ان کی ایک اپنی لذت ہے، اب اس کو اپنے بدن پر منطبق کرلیجئے۔

ایک شخص آج جوان ہے اور آج کہتا ہے کہ جب میں بوڑھا ہو جاؤں گا تو پھر جا کے نیکی کرلوں گا، پھر میں روزے بھی رکھوں گا، نمازیں بھی پڑھوں گا۔

یا وہ کہتا ہے کہ ابھی تو میں جوان ہوں، ابھی داڑھی نہیں رکھتا، میں بوڑھا ہو جاؤں گا تو داڑھی رکھ لوں گا، تو اس پوری تشریح کی روشنی میں ایک شخص جس نے ساٹھ سال کی عمر میں جا کے داڑھی رکھی، اس کی داڑھی کے مقابلے میں اس نوجوان کی داڑھی اللہ کے دربار میں کتنی مقبول ہے کہ جس نے ابھرتی ہوئی جوانی کو داڑھی کے سائے میں پروان چڑھایا ہے، اس کے ساتھ ہی وہ تصوف کے لبادے میں ہے اور اخلاق حسنہ کا زیور پہن کے وہ آگے بڑھ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل کو اپنی طرف سے خصوصی فضل عطا فرمایا ہے۔

Marfat.com

ایسے ہی شباب کے لحاظ سے رسول اکرم ﷺ نے جو ہمیں تعلیمات دی ہیں، ان میں شباب اور دربار رب الارباب کا ایک مستقل شعبہ ہے کہ ایک جوان جس وقت اپنی جوانی پرہیز گاری میں گزار رہا ہے تو اللہ تعالیٰ کے قرب میں وہ کیسی جگہ پاتا ہے۔

نوجوان اللہ کی رحمت کے سائے میں

سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهٖ يَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّاظِلُّهٗ

سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے سایہ رحمت میں جگہ عطا فرمائے گا، جس دن اس کے سائے کے سوا کسی کا سایہ نہیں ہوگا۔

وہ حشر کا دن جب کسی کا کوئی protocol نہیں ہوگا اور بڑے بڑے نواب اس وقت پگھل رہے ہوں گے لیکن سات قسم کے انسان ایسے ہیں کہ جنہیں رب ذوالجلال کے فرشتے اس دن protocol عطا کریں گے اور وہ اللہ کے دربار میں خصوصی سیٹوں کے مستحق بن جائیں گے، نور کی کرسی پر نور کا چہرہ لے کر وہ بیٹھ جائیں گے، ان سات میں سے ایک انسان ایسا ہے جس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: (بخاری شریف ح: ٦٦٠)

شَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ

وہ نوجوان جس نے جوانی پرہیز گاری میں گزاری ہے اور جس نے اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزاری ہے، یہ جوان تھا، پھر بھی متقی تھا، یہ وہ انسان ہے

Marfat.com

جس کو اللہ قیامت کے دن اپنے دربار میں نور کے منبر پر بٹھادے گا۔

اب اس نے مشکل کام کیا، جوانی اسلام کے نصاب کے مطابق گزاری اور عہد شباب کو مربوط رکھا تو اس کیلئے رب ذوالجلال نے اجر رکھا ہے کہ جب بڑے بڑے لوگ گرے پڑے ہوں گے اور کوئی پرسان حال نہیں ہوگا، اس جوان کو کہ جس نے اپنی جوانی شیطان کے ساتھ نہیں گزاری، رحمان کے حکم کے ساتھ گزاری ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دربار میں بلند مقام عطا فرمانے والا ہے۔

نوجوان پرہیزگار کچھ فرشتوں جیسا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں، یہ حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ خود فرماتا ہے، جوان کو متوجہ کر کے ایک اسلامی نوجوان سے رب ذوالجلال خطاب کر رہا ہے، اس سے بات کر رہا ہے:

أَيُّهَا الشَّابُّ الْمُؤْمِنُ بِقَدَرِي

وہ جوان جس کا میری تقدیر پر ایمان ہے، تقدیر پر ایمان رکھنے والا ہے۔

الرَّاضِي بِكِتَابِي

میرے لکھے ہوئے پر راضی ہے۔

شکوے نہیں کرتا کہ اللہ نے فلاں کو اتنا دیا ہے، مجھے کچھ بھی نہیں دیا، میری تقدیر یا بنا ہے اور میری کتاب پر راضی ہے، جو میں نے لکھ دیا، اس سے شکوہ و شکایت نہیں کرتا

الْقَانِعُ بِرِزْقِي

Marfat.com

اور میں اس کو جو رزق دیتا ہوں اس پر قناعت کرتا ہے۔

یعنی ہاتھ مار کے حرام کھانے کی کوشش نہیں کرتا، وہ قناعت کرتا ہے۔

اَلتَّارِكُ لِشَهْوَتِهٖ مِنْ اَجْلِي

میری وجہ سے اپنی ساری خواہشات کو دیس نکالا دینے والا ہے۔

صرف میری رضا کے لئے وہ اپنی آنکھ بھی پاک رکھتا ہے، اپنے کان بھی پاک رکھتا، اپنی زبان بھی پاک رکھتا ہے، اپنی جلوت کو بھی پاک رکھتا ہے، اپنی خلوت کو بھی پاک رکھتا ہے، اس نے اپنی جوانی پرہیزگاری میں گزاری ہے، اس کا کردار عفیف ہے، یعنی وہ مرد ہے یا عورت ہے، وہ پاکدامن ہے، اس کے کردار پر کسی قسم کی کوئی آلودگی نہیں ہے، کوئی داغ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کی یہ چار صفتیں بیان کر کے کہ تو میری تقدیر کو مانتا ہے، میرے لکھے ہوئے پر راضی ہے، میرے رزق پر تو قناعت کرنے والا ہے اور تو میری وجہ سے برائیوں کو چھوڑنے والا ہے، یہ چار صفتیں بیان کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَنْتَ عِنْدِيْ كَبَعْضِ مَلٰٓئِكَتِيْ

وہ تو میرے ہاں بعض فرشتوں جیسا ہے۔

تیرا مقام میرے دربار میں فرشتوں جیسا ہے، اب انسان خاکی انسان ہے لیکن فرشتہ بن چکا ہے، اس نے اپنی شہوت کے جانور کو کنٹرول کیا ہے، وہ مرد یا عورت جنہوں نے اپنے شباب کے اندر اسلامی پرہیزگاری اور تقوی کو اپنے لئے زیور بنالیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو عام کسی جگہ کے لئے نہیں، خاص مقامات کے لئے

Marfat.com

منتخب کرلیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام ہم تک پہنچادیا ہے کہ وہ نوجوان محسوس کرے جس نے پرہیزگاری میں اپنی زندگی گزاری ہے کہ میں اس سے بول رہا ہوں اور میں رب ہو کے اس سے کہہ رہا ہوں کہ اے انسان! اگرچہ تو آدم زاد ہے، تو خاکی ہے مگر تو نیکی کرکر کے میرے ہاں بعض فرشتوں جیسا بن چکا ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نوجوانوں سے خطاب

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوانی کا جو نصاب ہمیں دیا ہے، اس کو بطور خاص، اختصار سے بیان کرتے ہوئے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات تمہارے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ، میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تقریر نوجوانوں سے کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَامَعْشَرَ الشَّبَابِ

اے میری امت کے جوانو!

مَنِ اسْتَطَاعَ مِنكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ

تم میں سے جو شادی کا خرچہ اٹھا سکتا ہے اور شادی کے تمام اخراجات پورے کرسکتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَلْيَتَزَوَّجْ

اس کو جلدی شادی کرلینی چاہیے۔

فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ

Marfat.com

شادی کرو گے تو آنکھیں جھک جائیں گی

واحصن للفرج

اور شرمگاہ محفوظ رہے گی۔

تم میں سے جس کے پاس پیسے ہیں اور جس کے پاس رقم ہے اور خرچہ برداشت کرنے کی صلاحیت ہے، وہ شادی کرے۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ

اور جس کے پاس شادی کرنے کے لیے پیسے نہیں ہیں وہ روزہ رکھے۔

جو یہ استطاعت نہیں رکھتا، وہ روزہ رکھے، شادی کا خرچہ ہے تو شادی کرے۔ رسول اکرم ﷺ نے جوان کو دو حالتوں میں بند کر دیا۔

انسان دولت مند ہے تو شادی کرے اور اگر دولت مند نہیں تو پھر وہ روزہ رکھے، تیسری کوئی قسم ہمارے جوان کی نہیں ہے۔ جو استطاعت کے باوجود نہ شادی کرے اور نہ ہی وہ روزہ رکھے، وہ شیطان کے ہتھے چڑھ جائے گا، اس کی جوانی خراب ہو جائے گی، اس کی جوانی جہنم میں جانے کا سبب بن جائے گی۔

روزہ کے بارے میں فرمایا:

فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ (مسلم شریف: ۱/۴۴۹، کنز العمال: ۱/۲۷۲)

یہ اس کے لیے یک گونہ اختصاء ہے۔

روزہ اس کے لیے گناہوں کے آگے ڈھال بن جائے گا۔

Marfat.com

اس کے کردار کو پاک رکھنے کے لئے وِجاء کا کام دے گا، یہ علاج بن جائے گا، اس کی جوانی محفوظ ہو جائے گی، اس کی جوانی بے لگام نہیں ہو گی۔ یہ میرے محبوب ﷺ کا دیا ہوا نسخہ ہے اور یہ ہمارے اس نصاب کا ایک حصہ ہے۔ اس میں ایسی صورتحال ہے کہ کوئی بندہ طلب علم میں ہے اور علمی مراحل میں شادی کرنے سے رکاوٹ آجائے گی تو پھر روزوں پہ کاربند ہو جائے، روزے کا دامن نہ چھوڑے اور اپنے آپ کو اس انداز میں رکھے کہ کہیں شیطان کے ہتھے نہ چڑھ جائے۔

امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کا فتویٰ

امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کا فتویٰ ہے کہ ایک عالم دین جو پڑھ رہا ہے اور دین کا علم جو طلب کر رہا ہے، طلب علم کے لئے جو نکلا ہے، اسے شادی پر علم کا حصول مقدم کرنا چاہیے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ادھورا رہ جائے اور پھر اس کے لئے ایسے مواقع نہ ہوں۔ اس لیے اب اس کے لیے ضروری ہو جائے گا کہ اس مرحلہ میں اب وہ روزے رکھتا رہے تاکہ کہیں کسی شہوت کے ہاتھوں وہ لٹ نہ جائے۔ اس کا کردار ہمیشہ کے لئے محفوظ رہے۔

یہ میں نے اس لئے کہا کہ جس کے والدین بیچارے بھوکے ہوں اور یہ ان کو آج شادی پہ مجبور کرنا شروع کر دے کہ ہمیں حدیث شریف سے حکم مل رہا ہے، ہماری شادی کرو تو حدیث شریف میں دوسرا حکم بھی موجود ہے، اس کے لحاظ سے بھی اپنے کردار کو صحیح کرنا چاہیے۔

Marfat.com

اوائل شباب میں شادی حفاظت ایمان کا سبب

میرے محبوب ﷺ کا حکمت بھرا فرمان کس قدر عظیم ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

اَیُّمَا شَابٍّ تَزَوَّجَ فِیْ حَدَاثَۃِ سِنِّہٖ عَجَّ شَیْطَانُہٗ

جس بندے نے اپنی جوانی کے آغاز میں شادی کر لی، اس کے شیطان کی چیخ نکل گئی، اس کا شیطان رو پڑا۔ کیوں؟ وہ کہنے لگا:

یَا وَیْلَہٗ عَصَمَ مِنِّیْ دِیْنَہٗ

(کنز العمال: ۲۷۶/۱)

جائے ہلاکت اس نے تو اپنا دین مجھ سے بچا لیا۔

اب اول عمر کی بلوغ کے بعد کی شادی یعنی اس کے پاس اسباب میسر ہیں، تو اس کے لئے کتنا بہتری کا سبب موجود ہے اور ویسے جو گمراہ ہو وہ دس شادیوں کے بعد بھی گمراہ ہوتے رہیں گے لیکن جو سید عالم ﷺ کی حکمت بالغہ ہے، اس نے یہ واضح کر دیا کہ یقیناً تم اس کو تجربہ کے لحاظ سے بھی دیکھتے ہو اور معاشرے کے لحاظ سے بھی دیکھتے ہو۔ ایسے میں میرے آقا ﷺ نے فرمایا کہ جب وہ جلد شادی کر لے گا تو شیطان روئے گا کہ اس بندے نے اپنا دین مجھ سے محفوظ کر لیا ہے۔

محمد بن حسن طوسی علیہ الرحمۃ اور قرآن وحدیث کی چاشنی

رسول اکرم ﷺ نے جو ہمارے لئے نصاب بیان کیا ہے، اس میں مختلف لذتیں ہیں۔ امام محمد بن حسن طوسی علیہ الرحمۃ رات کو مطالعہ کرتے تھے، مطالعہ کرتے

Marfat.com

کرتے جب رات کو دو بجے کا ٹائم ہو جاتا تو اپنے آپ سے باتیں کرتے ہوئے کہتے تھے:

اَیْنَ اَبْنَاءُ الْمُلُوْکِ عَنْ ھٰذِہِ اللَّذَّۃِ

جتنی لذت اب مجھے آئی ہے اتنی بادشاہوں کے شہزادوں کو نہیں آئے گی۔

یعنی سرِ شام مطالعہ شروع کیا تھا، اہم مسئلہ حل کر رہے تھے، پڑھتے پڑھتے رات گزر گئی اور آخری حصہ آ گیا اور ان کا مطالعہ جاری ہے، لوگ محوِ خواب ہیں اور وہ محوِ کتاب ہیں، کوئی قرآن وسنت سے نگینہ تلاش کر لیا، کوئی نقطہ ڈھونڈ لیا، کوئی مسئلہ حل کر لیا تو انکی طبیعت اتنی باغ باغ ہو گئی، کہنے لگے:

وہ شراب میں دھت بادشاہوں کے بیٹے ان کو اس لذت کا کیسے پتا چل سکتا ہے، جو لذت مجھے رب ذوالجلال نے عطا فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا طلب دین میں انوکھا کردار

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ میرے محبوب ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، اتنا بڑا خاندان کس کا ہوگا، اپنی جوانی کو لے کے نکلتے ہیں، کن راہوں میں:

فرماتے ہیں:

مجھے اگر پتہ چل جاتا تھا کہ فلاں شخص کو میرے نبی ﷺ کی ایک حدیث آتی ہے، تو میں سفر کر کے وہاں پہنچ جاتا تھا اور وہاں جا کے میں دروازے پہ دستک نہیں دیتا تھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ آ گیا ہے، آ کے مجھے وہ حدیث سنا دو۔

کہتے ہیں:

Marfat.com

میں جا کے دروازے پہ بیٹھ جاتا تھا، وہ صحابی جس کو حدیث آتی ہوتی، میں ان کو اپنے آنے کی اطلاع نہیں بھیجتا تھا کہ کہیں میری وجہ سے ان کو جلدی نہ کرنی پڑے اور میرے لئے کوئی اہتمام نہ کرنا پڑے۔

کہتے ہیں:

میں دروازے پہ چادر بچھاتا تھا، بیٹھا رہتا تھا، اگر دو تین گھنٹے تک کوئی باہر نہیں آتا تھا تو میں لیٹ جاتا تھا، ہوائیں چلتی تھیں، میرا چہرہ ریت سے بھر جاتا تھا اور میں خاندان نبوت کا فرد ہوتے ہوئے قیامت تک کے جوانوں کو یہ پیغام دے رہا تھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ جیسی خوبصورت جوانی ہو تو وہ بھی طلب علم کے لئے وقف کر دینی چاہئے۔

کہتے ہیں:

میں وہاں پہ لیٹا رہتا تھا، اتنے میں اچانک اندر سے استاذ صاحب نکلتے تھے، حیران ہو جاتے تھے اور کہتے تھے

يَا ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ ﷺ مَا جَاءَ بِكَ هَلَّا اَرْسَلْتَ اِلَيَّ۔

اے میرے نبی ﷺ کے چچازاد بھائی، آپ کیسے تشریف لائے ہو، آپ حکم فرماتے تو میں حاضر خدمت ہو جاتا۔

یعنی یہ جن سے پڑھنا چاہتے ہیں، ان کو بڑی ندامت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ میرے گھر پہ آ کے ڈیرہ لگائے ہوئے ہیں اور مجھے پتہ ہی نہیں چلا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے، مجھے وہ کہا کرتے تھے کہ آپ نے حکم کرنا تھا، ہم

Marfat.com

نے آپ کو گھر آ کے پڑھانا تھا لیکن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے قیامت تک کے لئے اساتذہ کا ادب اور علم کی شان اور طالب علم کی جو حیثیت ہے، اس کو واضح کرتے ہوئے یہ فرمایا:

لَا اَنَا اَحَقُّ اَنْ اٰتِیَکَ

نہیں، یہ میرا حق بنتا ہے کہ میں آگے پڑھوں۔

اس واسطے کہ اگرچہ میں خاندان نبوت کا فرد ہوں مگر حدیث تمہارے سینے میں ہے اور تمہارا کام نہیں کہ تم مجھے گھر میں آ کے پڑھاؤ، یہ میرا کام ہے کہ میں آ کے پڑھوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی نوخیز عمر مبارک ہے دوپہر کا وقت ہے، ایک محدث کے آستانے پر، دہلیز پر بیٹھے محدث کا انتظار کر رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ پاک جوانی کو پگھلانے کا ایک شعبہ یہ بھی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور لذت حدیث

حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا تھا اے امام شافعی ذرا بتائیں، علم پڑھنے میں لذت کیا ہے اور تم کیسے پڑھتے رہے ہو، اپنی جوانی کے دن تو بیان کرو اور کس انداز میں تم نے اس کے لئے کوشش کی ہے، امام شافعی علیہ الرحمۃ کہا کرتے تھے کہ میرے پاس اتنا پیسہ نہیں ہوتا تھا کہ میں کوئی سبق لکھنے کے لئے کاغذ خرید لوں، میں ہڈیوں پہ سبق لکھا کرتا تھا، کئی حدیثیں میں نے چاپا پہ لکھی ہیں، اتنی قلت کے باوجود یہ پڑھ کے وقت کے امام بنے، جن کے لئے سہولتیں میسر نہیں تھیں۔

کہنے لگے مجھ سے اگر پوچھتے ہو تو میں سارے اعضاء کی بولی تم کو سناتا ہوں،

Marfat.com

جب مجھے کانوں کے ذریعے علم ملتا تھا تو میرا ہر عضو مجھ سے تقاضا کرتا تھا، اے شافعی! اللہ مجھے بھی کان بنا دے کہ جو لذت کانوں کو ملی ہے وہ مجھے بھی میسر آ جائے، میرے ہاتھ مجھ سے تقاضا کرتے تھے اور دعائیں کرتے تھے کہ اللہ ہمیں بھی کانوں جیسی صلاحیت دے دے۔ پھر کسی نے پوچھا کہ جوانی میں تمہیں پڑھنے کا حرص کتنا تھا تو حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کہنے لگے:

طَلَبُ الْمَرْأَةِ الْمُضِلَّةِ وَلَدَهَا لَيْسَ لَهَا غَيْرُهُ

میں نے علم کو یوں ڈھونڈھا جیسے اکلوتے بیٹے کی ماں اس کو گم ہونے پر تلاش کرتی ہے۔

کسی ماں کا ایک ہی بیٹا ہو اور وہ گم ہو جائے تو جب اس کو ماں ڈھونڈنے نکلتی ہے، نہ جوتا پہنتی ہے، نہ اسے کوئی اور سوجھتا ہے، ہر طرف جاتی ہے، ہر گلی میں پوچھتی ہے، دشمن کے گھر بھی چلی جاتی ہے اور سب کے پاس جاتی ہے اور کوئی سوال نہیں ہے، ہر ایک سے پوچھتی ہے، اپنے بیٹے کی علامت پوچھتی ہے، اور اس کا کہیں جانا پوچھتی ہے، جیسے اکلوتے بیٹے کی ماں اس کے گم ہو جانے پر اپنی طرف سے سوز لے کر اور تڑپ لے کر اور چاہت لے کر نکلتی ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے اپنی جوانی کو طلب علم میں یوں پگھلایا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی جوانی اور شہادت

بالخصوص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں نوجوانوں کو جوانیوں کا جوگر سکھایا گیا، جس کا انداز بڑا خوبصورت ہے، اختصار سے صرف ایک دو مثالیں عرض کر دیتا ہوں۔

Marfat.com

الاصابہ اور طبقات ابن سعد میں ہے۔

حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے سعد رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ہو گیا،

کس بات پر؟

حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے، اے سعد رضی اللہ عنہ تم گھر پر رہو، لیکن حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں گھر نہیں رہوں گا، باپ بیٹے کی آپس میں اس سلسلے کے اندر بحث چل رہی تھی، بیٹا تو خیر تھا۔

باپ کہتا ہے کہ تمہاری عمر چھوٹی ہے لہٰذا تم گھر میں رہو، جہاد میرے ذمے ہے اور میں جا کے کرتا ہوں، جب بات کافی آگے چلی گئی تو دونوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں چلے گئے اور وہاں پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ان کے والد نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سمجھایا کہ تم گھر رہو، میں جہاد پہ جاتا ہوں، میری ضرورت ہے، تو سعد کا جواب کیا تھا؟

قَالَ سَعْدٌ لَوْ كَانَ غَيْرَ الْجَنَّةِ لَآثَرْتُكَ بِهٖ

اے میرے ابا جی! اگر جنت کے سوا کسی بات کا معاملہ ہوتا تو پھر میں تجھے ترجیح دیتا۔

لیکن بات چونکہ جنت کی ہے تو میں چاہتا ہوں تم سے پہلے میری شہادت کا وقت آئے، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھا کہ یہ تو بڑا ہی دیوانہ ہے اور شہادت کا تقاضا کر رہا ہے، ابھی تک اس نے اپنی جوانی کا پھل بھی نہیں کھایا اور جوانی کی کوئی لذت بھی حاصل نہیں کی، میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا۔

Marfat.com

ہم اپنی طرف سے کوئی فیصلہ نہیں دیتے تم باپ بیٹا قرعہ اندازی کرلو۔

اب نبی اکرم ﷺ کے سامنے قرعہ اندازی ہو رہی ہے، چشم فلک نے اسلام کے لئے جو جان دینے کا منتظر تھا، پہلے کبھی لوگوں کو یوں مخلص نہیں پایا تھا، جہاں جان دینے کیلئے قرعہ اندازی ہو رہی ہے، باپ کہتا ہے کہ میں جان دینا چاہتا ہوں، بیٹا کہتا ہے کہ میں جان دینا چاہتا ہوں۔ جب قرعہ اندازی کی گئی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا قرعہ نکل آیا، بیٹے کا قرعہ نکل آیا جب ان کا قرعہ نکلا:

فَخَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْبَدَرِ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ بدر میں پہنچے

فَقَتَلَهُ عَمْرُوْ بْنُ عَبْدِ وَدٍّ

وہ جو مشرکین کا پہلوان تھا، جو ایک ہزار مرد کے مقابلے میں سمجھا جاتا تھا، عمرو بن عبد ودّ، جس کو بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا، حضرت سعد، عمرو بن عبد ودّ پہ حملہ آور ہو گئے، لڑتے لڑتے راہِ حق میں شہید ہو گئے۔

یہ نوجوانی تھی اس کو نبوت کے زیر سایہ پروان چڑھایا گیا تھا، اس کا انداز یہ تھا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ جب وقت شہادت کا ہے تو شہادت کی باری میں ابا جی کو نہیں دوں گا، میں خود یہ باری حاصل کرنے والا ہوں۔ چشم فلک نے دیکھا جو انہوں نے قرعہ اندازی کے وقت نعرہ لگایا تھا، اس کا پاس بھی رکھا ہے اور ان کا خون بہتا ہوا بھی اعلان کر رہا تھا۔

اے عصر حاضر گواہ رہنا چراغ الفت جلایا ہم نے
راہ وفا کے قدم قدم پر ہمارے لہو کے دیئے جلیں گے

Marfat.com

حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بچپن اور شوق شہادت

یہی منظر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ الاصابہ میں یہ بھی موجود ہے، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

غزوہ بدر والے دن

رَأَيْتُ أَخِيْ عُمَيْرَ ابْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ

میں نے اپنے چھوٹے بھائی عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔

وہ سرکار ﷺ سے چھپنے کی کوشش کر رہا تھا، جدھر سرکار ﷺ ہوتے ادھر سے وہ ہٹ جاتا ہے، تو میں نے جب دیکھا تو اس سے کہا:

مَا بِكَ يَا أَخِيْ

میرے بھائی کیا وجہ ہے؟

تم کیوں چھپ رہے ہو؟ نگاہِ کرم جس پر پڑتی ہے وہ تو بڑا خوش نصیب ہوتا ہے، تم کیوں چھپ رہے ہو، اس جوان کی ابھرتی جوانی کا انداز دیکھئے، وہ کہنے لگا:

إِنِّيْ أَخَافُ أَنْ يَرَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيَسْتَصْغِرَنِيْ فَيَرُدَّنِيْ

میں چھپا اس لئے ہوں کہ میری عمر بدر جانے والی نہیں ہے، اگر میرے نبی ﷺ مجھے دیکھیں گے تو مجھے خطرہ ہے کہ آپ ﷺ مجھے چھوٹا سمجھ کے واپس لوٹا دیں گے۔

لیکن

أَنَا أُحِبُّ الْخُرُوْجَ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَرْزُقَنِيَ الشَّهَادَةَ

میں جنگ بدر میں جانا پسند کرتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ جنگ بدر میں

Marfat.com

جاؤں۔ شاید مجھے میرا خدا شہادت عطا فرمادے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا ایسے تو میں بھی تمہیں نہیں لے جاؤں گا۔

قَالَ فَعُرِضَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر دیا گیا۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی پیچھے آ گیا اور اب چھپتا پھر رہا ہے، کہتا ہے میں نے بھی جہاد کرنا ہے، اب دیکھو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تربیت ہے۔

ان مسکراتے ہوئے شگوفوں کو آگ سے ٹکرانے کا شوق ہے اور وہ ننھے منھے بچوں کو چٹانوں سے ٹکرا کر ان کو پاش پاش کرنے کا جذبہ ہے، جس وقت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ حاضر ہوئے، تو پھر کیا ہوا:

فَرَدَّهٗ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے طرف سے اجازت نہیں ہے۔

اس کی ابھی چھوٹی عمر ہے، ہم اس کو جانے کی اجازت نہیں دیں گے، والدین کے کچھ حقوق ہیں، ان کی کچھ تمنائیں ہیں اور جنگ کے اندر جو گرمی ہوتی ہے اور جو جنگ کے اندر مشکل مقامات ہوتے ہیں انکو برداشت کرنے کیلئے بندے کی کچھ عمر تو ہونی چاہئے، یہ عمیر بالکل ابھی چھوٹا ہے۔ تو کیا ہوا:

فَبَكٰى

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا۔

اور کبھی کبھی یہ انداز بھی کام دے ہی جاتا ہے، جب میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا

Marfat.com

کہ ننھا سا صحابی ہے اور رو رہا ہے۔

فَاَجَازَہٗ

آپ ﷺ نے اس کو اجازت عطا فرمادی کہ اگر عمیر آنا چاہتے ہیں تو آجاؤ۔

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو اجازت مل گئی، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ان کی اتنی عمر چھوٹی تھی کہ

كُنْتُ اَعْقِدُ حَمَائِلَ سَيْفِهٖ مِنْ صِغَرِهٖ

ان کی چھوٹی عمر کی وجہ سے بار بار تلوار لٹکانے والی حمائل میں باندھتا تھا، ان کو اس کے باندھنے کا طریقہ بھی نہیں تھا۔

جس وقت اس انداز میں آگے بڑھے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی حسرت کو پورا کر دیا اور سید عالم ﷺ کے زیرِ سایہ اگنے والے ان پھولوں نے اس بات کو ثابت کیا کہ محبوب ﷺ نے جو جوانی کے گر بتائے ہیں وہ واقعی ایسے ہیں کہ جو انسان ان کو دیکھتا ہے، ان پر پابند ہو جاتا ہے اور کاربند ہو جاتا ہے، وہ گر بندے کو اللہ کے دربار میں ولی کامل کے درجہ تک پہنچا دیتے ہیں۔

آج کا ہمارا موضوع Current Affairs کے لحاظ سے نہایت ہی اہم موضوع ہے، آج چونکہ ہمارے نوجوانوں کے لئے ترجیحات بدل چکی ہیں، ہر اس چیز کو Adopt کرنا چاہتے ہیں جو امریکہ سے اٹھے اور برطانیہ سے فیشن آئے اور جو بھی انڈیا اور اسرائیل سے آئے، یہ اس کو اپنانا شروع کر دیتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ

ہمیں کسی کے پیچھے لگنے کی ضرورت نہیں ہے، جن کے اتنے حسین قائد آگے لگے

Marfat.com

ہوئے ہوں اور جو سارے رسولوں کے بھی قائد ہوں، ان کے ہوتے ہوئے ہم اور کسی کے پیچھے کیوں لگیں۔ ہم نے سید عالم ﷺ سے وفا کا کلمہ پڑھا ہوا ہے اور جب تک روح جسم میں موجود رہے گی۔ ہم اس وفا کا نعرہ لگاتے رہیں گے، دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو ہمیں اپنی طرف راغب کر سکے، ہمیں چمک دکھا کے اپنی طرف لا سکے۔ اگر کوئی چمک سرکار مدینہ ﷺ سے بڑی چمک ہو تو پھر ہو سکتا ہے لیکن اس کے مقابلے میں دنیا کی کوئی چمک نہیں ہے۔

لہٰذا سنت کی پیروی کرتے ہوئے فیشن کے خلاف جہاد کرتے ہوئے اسوۂ حسنہ کا جھنڈا لہراتے ہوئے ہر مرد و زن کو رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اپنی پکی محبت کا ثبوت اس انداز میں دینا چاہئے کہ جو آپ نے ہمارے لئے زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا ہے ہم اس پر اول سے لے کر آخر تک کاربند رہیں رب ذوالجلال ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر

9

کاروباری شراکت کے اسلامی اصول

Marfat.com

اَحْمَدُكَ اللّٰهُمَّ يَا مُجِيبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ هُوَ

اَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِي الْفَضَائِلِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَآخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ

وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہٗ واتم برھانہٗ کی حمد وثناء اور حضور سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، زینتِ بزمِ کائنات، دستگیرِ جہاں، غمگسارِ زماں سید سروراں، حامیِ بیکساں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں ہدیۂ درود وسلام عرض کرنے کے بعد:

وارثانِ منبر ومحراب، اربابِ فکر ودانش، اصحابِ محبت ومودت، حاملینِ

Marfat.com

عقیدۂ اہلِ سنت نہایت ہی معزز و محتشم حضرات وخواتین، سامعین وناظرین!

ربِ ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے ہم سب کو ادارہ صراطِ مستقیم کے زیرِ اہتمام فہمِ دین کورس کے سولہویں پروگرام میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

کاروباری شراکت کے اسلامی اصول

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وسنت کا فہم عطا فرمائے اور قرآن و سنت کے ابلاغ وتبلیغ اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

موجودہ حالات میں سب سے زیادہ جس جانب توجہ کی ضرورت ہے، وہ اسلام کا معاملاتی نظام ہے، ہمارے ہاں اسلام کے نظام عبادات کے ساتھ کچھ نہ کچھ لوگوں کی لگن برقرار ہے مگر معاملات کو بالکل طاق نسیان میں رکھ دیا گیا ہے اور اس طرح ہمارے خلاف اُن کا پراپیگنڈہ کامیاب ہوتا نظر آرہا ہے جو کہتے ہیں کہ اسلام کا تعلق مختلف شعبہ جات سے نہیں ہے، ہم عملاً معاذ اللہ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ اسلام صرف مسجد تک ہے اور اس کا تعلق تھانے، کچہری یا بازار کیساتھ نہیں، جب کہ حقیقت اس سے بالکل مختلف ہے۔

ہمارا اسلام مسجد کا اسلام بھی ہے اور بازار کا اسلام بھی ہے، یہ تمام شعبہ جات زندگی کے لئے life Code ہے اور یہ مکمل ضابطہ حیات ہے۔ آج عمومی طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ جب دو حضرات آپس میں کاروبار کر رہے ہیں تو وہ راضی ہیں تو ان کی رضا کافی ہے، جب ایک نے دوسرے کے ساتھ کوئی شراکت کی ہے اور دونوں

Marfat.com

نے آپس میں معاہدہ طے کرلیا تو اس کے بعد اب تیسری کوئی چیز باقی نہیں رہی۔

جب کہ اسلام کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ اسلام صرف فریقین کی خوشنودی اور ان کی چاہت کا طلب گار نہیں ہے بلکہ اسلام نے مومنین پر یہ لازم کیا کہ تمہارے دنیاوی معاملات تب final قرار پائیں گے کہ جب اسلام بھی راضی ہوگا اور اسلام کی طرف سے بھی اس کو قانونی حیثیت دی جائے گی۔

یہاں پر بائع اور مشتری کا خوش ہو جانا کافی نہیں ہے یعنی ایک شخص جو کسی کے ساتھ partnership کرنا چاہتا ہے، ان دونوں کا آپس میں راضی ہونا کافی نہیں ہے، بلکہ باقاعدہ اسلام کو راضی کرنا پڑے گا اور اگر اسلام راضی ہوگا تو پھر وہ دنیاوی کاروبار نہیں ہوگا بلکہ وہ نیکیوں کا ایک گلشن بن جائے گا۔

جواز مضاربت دلائل کی روشنی میں

ہماری آج کی جو گفتگو ہے، وہ کاروباری شراکت کے اصولوں کے بارے میں ہے۔ کاروباری شراکت جس پر ایک مفہوم کے لحاظ سے سینکڑوں مسائل کے لحاظ سے بحث کی جاسکتی ہے، مگر ہم وقت کے اختصار کے پیش نظر آج کی گفتگو صرف شرکت مضاربت تک محدود رکھیں گے۔

شرکت مضاربت جس کو Sleeping Partnership کہا جاتا ہے اس کے چند اصول ہیں کہ اس کا معنی کیا ہے؟ اس کا رکن کیا ہے؟ اس کی شرائط اور مختلف صورتیں کیا ہیں؟ اور یہ کیسے معطل ہو جاتی ہیں؟

اس کو بیان کر کے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ ہمارا دین زندہ ہے اور اس کے تمام

Marfat.com

شعبہ جات زندہ ہیں اور جس نے محمد رسول اللہ ﷺ سے پڑھا ہے، اس نے صرف یہ نہیں پڑھا کہ میں نے آخرت پر ایمان، رسول ﷺ پر ایمان کا ہی معاہدہ کیا بلکہ اس نے رب سے یہ عہد کرلیا ہے کہ اے اللہ! نظام زندگی میں، کاروبار حیات میں جو تجھے پسند ہے، وہی مجھے پسند ہے، اور جو تیرا حکم ہے، میں اس کا پابند ہوں۔ اسلام Ideology کا ایک مکمل ضابطہ ہے۔ اس واسطے مومن کبھی بھی اسلام کی راہوں سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اسے ہر مسئلہ اسلام سے پوچھنا پڑے گا اور اسلام میں یہ جامعیت ہے کہ وہ کبھی بھی اپنے ماننے والوں کو پریشان نہیں کرتا، بلکہ ہر مسئلے میں رہنمائی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سورۃ المزمل کی آیت نمبر ۲۰ میں فرمان موجود ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قرآن مجید

وَآخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

اور کچھ دوسرے لوگ جو کہ زمین میں سفر کریں گے اور زمین میں سفر کر کے اللہ کا فضل تلاش کریں گے۔

یہاں پر اللہ کے فضل سے مراد کسب حلال اور رزق حلال ہے۔

اس کے لئے زمین میں سفر کرنا، یہ مضاربت ہے اور شراکت ہے کہ جس کی بنیاد پر وہ اپنے لئے لقمہ حلال تلاش کرتا ہے اور جانبین کے لئے اللہ تعالیٰ کے جو اصول ہیں ان کو جب وہ پیش نظر رکھتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے، جس طرح قرآن مجید، برہان رشید میں اس کا تذکرہ ہے۔

Marfat.com

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مضاربت کا معنی کیا ہے۔

لغوی معنی

شرکت کا لغوی معنی تو آپ جانتے ہیں کہ دو پارٹیاں آپس میں کسی کام کے اندر شریک ہو جائیں تو اس کو شرکت کہا جاتا ہے اور وہ ایک کمپنی بن جاتی ہے۔

مضاربت کا لغوی معنی

جانبین سے ایک دوسرے پر ضرب واقع کرنا۔

شرعی معنی

هِیَ شِرْکَةٌ بِمَالٍ مِنْ جَانِبٍ وَعَمَلٍ مِنْ جَانِبٍ

شرکت مضاربت یہ ہوتی ہے کہ ایک شخص اپنا مال دے اور دوسرا اپنا ٹائم دے۔

ایک کی طرف سے مال ہو اور دوسرے کی طرف سے ٹائم ہو اور آپس میں معاہدہ کرلیں کہ اتنا مال میں تجھے دے رہا ہوں اور تم نے اس میں کاروبار کرنا ہے اور جو profit ہوگا، وہ ہم آپس میں تقسیم کرلیں گے، جو بھی شرائط طے کرتے ہیں، ایک کہتا ہے کہ نصف نصف بانٹ لیں گے یا ایک کہتا ہے میرا دو حصے ہوگا، ایک حصہ تمہارا ہوگا، اس بنیاد پر وہ profit کو تقسیم کرتے ہیں۔

تو شرکت مضاربت میں دونوں طرف سے مال نہیں ہوتا، ایک طرف سے مال ہوتا ہے۔ ایک صاحب مال ہے اور دوسرا عامل ہے، دوسرا کام کرے گا، دوسرا کاروبار کرے گا، ایک خاص نفع کی شرح کے اوپر جو ان کا آپس میں معاہدہ ہوگیا اس

Marfat.com

کو شرکت مضاربت کہا جاتا ہے۔

تفصیلی تعریف

هِيَ اَنْ يَّدْفَعَ الْمَالِكُ اِلَى الْعَامِلِ مَالاً

مالک عامل کو مال دیتا ہے

لِيَتَّجِرَ فِيْهِ

تا کہ وہ اس میں تجارت کرے

وَيَكُوْنُ الرِّبْحُ مُشْتَرَكاً بَيْنَهُمَا

اس شرط پر کہ منافع مشترکہ ہوگا

بِحَسْبِ مَا شَرَطَا (الفقہ الاسلامی: ۵/۳۹۲۴)

جیسے ان دونوں کی مرضی ہو۔

یعنی اس میں اسلام پابندی نہیں لگاتا کہ اتنا صاحب مال کا نفع ہونا چاہیے اور اتنا عامل کا ہونا چاہیے، بلکہ وہ ان کی رضامندی پر چھوڑتا ہے لیکن آگے یہ شرط ہے کہ وہ کسی عدد کو معین نہیں کر سکتے کہ تیرا ہزار ہے اور میرا دو ہزار ہے، یا تیرا پانچ سو ہے اور میرا ہزار ہے، اس طرح عدد سے معین نہیں کر سکتے۔

یہ کہہ سکتے ہیں کہ جتنا منافع ہو، اس میں نصف تیرا ہے اور نصف میرا ہے، یا ثلث تیرا ہے اور ثلثین میرے ہیں، اس بنیاد پر حصوں کے لحاظ سے تقسیم کر سکتے ہیں، ویسے اگر وہ معین کریں گے، تو سود بن جائے گا۔

کیونکہ ہو سکتا ہے تجارت میں نقصان ہو اور profit ہو ہی نہ۔ ہو سکتا ہے

Marfat.com

profit کم ہو اور طے زیادہ کیا گیا ہو، تو اس میں کسی ایک کا نقصان ہو سکتا ہے، اس میں اس لحاظ سے یہ تقسیم کر دیا جائے کہ مہینے کے بعد پانچ ہزار میرا ہوگا اور باقی تیرا ہوگا، اس طرح کی صورتحال یا کوئی اور کسی عدد معین سے profit کو تقسیم کیا جائے تو وہ جائز نہیں ہے۔

یہ کہا جائے کہ جو کچھ ہو اس میں سے نصف تیرا ہے اور نصف میرا ہے۔ لہٰذا اس صورت میں اگر سو منافع ہوگا تو اس کا نصف ہو جائے گا، اگر ہزار ہوگا تو اس کا نصف ہو جائے گا، اور اگر نہیں ہوگا تو اس کا کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اس صورت میں کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔ اس انداز سے profit کو اس کی شرح کے لحاظ سے معین کر لینا چاہیے عدد کے لحاظ سے اس کو تقسیم نہیں کرنا چاہیے بلکہ حصوں کے لحاظ سے اس کو تقسیم کر لینا یہ مضاربت اسلامی کا ابتدائی حصہ ہے۔

دوسری شرط

مضاربت کی شکل میں جتنا خسارہ ہوگا، وہ مضارب کا ہوگا، خسارہ مالک کا شمار ہوگا۔ چونکہ اس صورت میں جو کاروبار کر رہا ہے، اس کی محنت ضائع ہوگی، جب کچھ بھی نہ بچا تو اس نے جتنی محنت کی، وہ ضائع ہو گئی اور جو خسارہ ہوا، وہ مالک کا شمار ہوگا، اس میں یہ اس پر نہیں ڈالا جائے گا کہ تم خسارے میں بھی برابر کے شریک ہو جاؤ، نہیں نہیں! نفع میں ایک شرح معین کر دی جائے گی اور خسارہ ہو گیا تو وہ رب المال کا ہوگا۔

Marfat.com

تعریف میں مختلف قیود کے فوائد

مضاربت کی تعریف میں جتنی قیود آئی ہیں، اب ہم ان کے فوائد کو بیان کرتے ہیں۔

پہلی قید کا فائدہ

اَنْ یَّدْفَعَ الْمَالِکُ اِلَی الْعَامِلِ مَالاً

مالک اپنا مال عامل کو دے گا۔

لہٰذا اگر مال نہ دیا جائے، بلکہ منافع دیا جائے تو اس کو مضاربت نہیں کہہ سکیں گے۔ مثال کے طور پر کوئی شخص کسی کو رہائش کے لئے مکان دیتا ہے، اب اس میں رہائش رکھنا ایک منافع ہے اور کہتا ہے کہ تم میری جگہ رہائش رکھو اور تم اپنے پیسوں سے کاروبار کرو، اس میں profit نصف نصف تقسیم ہو جائے گا، ایسی صورتحال میں اس کو مضاربت نہیں کہہ سکیں گے اور وہ جائز نہیں ہوگا، اس واسطے کہ یہاں مالک نے مال نہیں دیا بلکہ اس نے ایک منافع دوسرے کو دیا ہے اور اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

وہ دکان کا کرایہ پر دینا ہو یا رہائش پر مکان دینا ہو، تو مضاربت میں ابتدائی شرط یہ ہے کہ ایک شخص اپنی طرف سے مال پیش کرے اور دوسرا اس میں عمل کرے، اور اس میں کاروبار کرے۔

دوسری قید کا فائدہ

یَکُوْنَ الرِّبْحُ مُشْتَرَکاً بَیْنَھُمَا

Marfat.com

اور ان دونوں کے درمیان رنج مشترک ہو

اگر رنج مشترک نہ ہو تو اس کو مضاربت نہیں کہہ سکیں گے، خواہ اس طرح مشترک نہ ہو کہ سارا profit مالک کا ہو، پھر بھی یہ مضاربت نہیں ہے اور اگر سارا profit کاروبار کرنے والے کا ہو تو پھر بھی مضاربت نہیں ہے۔ اگر سارے کا سارا کاروبار کرنے والے کا بنائیں گے تو اس کو قرض کہا جائے گا اور اگر سارے کا سارا مالک کا بنائیں گے تو اس کو مباوہ کہا جائے گا۔ مضاربت اسی صورت میں بنے گی کہ ایک شخص اپنا مال پیش کرے، دوسرا اپنی محنت پیش کرے اور دونوں میں طے بھی ہو گیا کہ منافع تقسیم ہو گا۔

اگر منافع تقسیم نہ ہو، مال ایک کا ہو، کام دوسرا کرے تو اس کو وکالت کہتے ہیں کہ دوسرا اس کا وکیل بن گیا ہے اور وہ اس کی طرف سے کام کر رہا ہے، سارا منافع مالک کا ہے، اور وکیل کو تنخواہ ملے گی، اس کو اپنے کام کی اجرت ملے گی۔ اس کو partnership نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ ایک مال پیش کرتا ہے اور دوسرا کام کرتا ہے اور یہ طے ہو چکا ہے کہ جو profit ہے، اس کو تقسیم کیا جائے گا۔

حدیث شریف سے مضاربت کا جواز

یہ حدیث شریف طبرانی کی معجم الاوسط اور مجمع الزوائد میں موجود ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ایک تجارت کا طریقہ وضع کیا، وہ طریقہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچایا گیا تو ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

Marfat.com

کی تصدیق فرمائی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی تجارت کا طریقہ کیا تھا؟

اِذَا دَفَعَ الْمَالَ مُضَارَبَةً اِشْتَرَطَ عَلٰی صَاحِبِهٖ اَنْ لَّا یَسْلُكَ بِهٖ بَحْرًا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب کسی کو مال دیتے تھے تو یہ شرط لگا دیتے تھے کہ یہ میرا مال ہے، تم نے اس میں کاروبار کرنا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ

اَنْ لَّا یَسْلُكَ بِهٖ بَحْرًا

میرا مال لے کے تم بحری سفر نہیں کر سکتے۔

یعنی خطرہ ہے کہ کہیں ضائع نہ ہو جائے، یہ شرط اپنی طرف سے لگا دیتے تھے

وَلَا یَنْزِلَ بِهٖ وَادِیًا

اور میرا مال لے کے تم کسی وادی میں پڑاؤ بھی نہیں کر سکتے۔

کسی آسان رہائش کی جگہ پر تم نے ٹھہرنا ہے، کہیں جنگل میں تم نے ڈیرہ نہیں لگانا۔

وَلَا یَشْتَرِیَ بِهٖ دَابَّةً ذَاتَ کَبِدٍ رَطْبَةٍ

تم نے میرے پیسے سے کوئی جانور بھی نہیں خریدنا، یعنی وہ ذی روح کہ جس کے مر جانے کا خطرہ ہے، ہو سکتا ہے، سارے پیسے ڈوب جائیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ شرط بھی لگا دی کہ پیسہ میرا ہے اور یہ شرائط ہیں، کاروبار تم نے کرنا ہے مگر ان باتوں سے بچ کے کرنا ہے، نہ تو میرا پیسہ لے کر تم نے سمندری سفر کرنا ہے اور نہ ہی کسی وادی میں پڑاؤ کرنا ہے اور نہ ہی تم نے اس

Marfat.com

سے کوئی جانور خریدنا ہے۔

فَاِنْ فَعَلَ ذَالِكَ ضَمِنَ

اگر تم نے یہ کام کیا اور نقصان ہو گیا تو تمہیں ضمانت دینا پڑے گی۔

یہ پہلے انہوں نے شرط میں رکھ دیا

فَبَلَغَ شَرْطُهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک جب یہ شرط پہنچی

فَاَجَازَهُ (مجمع الزوائد: ۴/۱۶۱)

تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جائز قرار دے دیا۔

میرے پچانے تجارت کا ایک نیا طریقہ متعارف کروایا ہے، یہ میری شریعت کے مطابق ہے، پیسہ ایک طرف سے ہے اور عمل دوسری طرف سے ہے اور منافع آپس میں تقسیم ہوگا، اور مالک کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اگر شرائط لگانا چاہے تو وہ لگا سکتا ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جو شرائط لگائیں ان شرائط کے لحاظ سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقد کو جائز قرار دیا۔ تو پتہ چلا کہ یہ مضاربت کا جو طریقہ ہے، یہ آج کی ایجاد نہیں ہے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ رائج کردہ طریقہ ہے۔

آثار صحابہ میں مضاربت کا جواز

یہ اثر نصب الرایۃ میں موجود ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا، آپ امیر المومنین ہیں اور آپ کے دونوں بیٹے جہاد پر ہیں، یعنی عبداللہ بن عمر اور حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عراق کے جہاد پر تھے۔ عراق میں وہ لشکر

Marfat.com

کے ساتھ گئے ہوئے تھے تو وہاں پر جو گورنر تھے، وہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے، مفتوحہ علاقے سے آگے ایرانی سرحد کی طرف جہاد بڑھ رہا تھا تو جس وقت یہ دونوں صاحبزادے واپس آنے لگے تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ذہن بھی تجارت کے اصولوں کی طرف مائل تھا۔ جس وقت وہ دونوں واپس آنے لگے تو گورنر سے ملے، تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری ایک تجویز ہے، میں نے بیت المال میں کچھ فنڈ بھیجنا ہے تو میں وہ تمہیں دیتا ہوں، تمہیں بطور قرض دیتا ہوں اور تم دونوں ان پیسوں سے عراق میں سے کچھ چیزیں خرید لو اور وہ جا کر مدینہ شریف میں فروخت کرو، وہ چیزیں فروخت کر کے جتنے پیسے بیت المال کو دینے ہیں، اتنے بیت المال کو دے دو اور باقی منافع آپس میں تقسیم کر لو۔

یہ تجویز انہوں نے پیش کی کہ ویسے میں نے بیت المال میں یہ فنڈ بھیجنا ہے، وہاں تک پہنچنے سے پہلے پہلے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے، لیکن اگر ان بچوں کا فائدہ ہو جائے تو یہ اچھا ہے، لہٰذا انہوں نے کہا کہ یہاں سے کچھ چیزیں خرید و اور وہاں جا کر فروخت کر دو لیکن یہ تم پر لازم ہے کہ جتنے پیسے میں تم کو دے رہا ہوں، اتنے پیسے تمہیں بیت المال کو دینے پڑیں گے اور باقی تمہارا بھی فائدہ ہو جائے گا۔ دونوں شہزادوں نے آپ کی بات مان لی کہ ٹھیک ہے ہم یہاں سے shopping کرتے ہیں اور وہاں مدینہ شریف کی منڈی میں فروخت کریں گے، جتنے پیسے بیت المال کو دینے ہیں، اتنے دے دیں گے اور باقی منافع ہم لے لیں گے۔

ایسی صورتحال میں جب دونوں شہزادوں نے shopping کر لی اور

Marfat.com

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رقعہ لکھ کر امیر المومنین کو بھیج دیا کہ اتنے پیسے تمہارے بیٹوں کے پاس بیت المال کے ہیں، جب یہ پہنچیں تو ان سے اتنے پیسے وصول کرلئے جائیں، یہ دونوں جس وقت مدینہ شریف پہنچے تو وہاں جا کر انہوں نے جو کچھ عراق سے shopping کی تھی، مدینہ شریف کی منڈی میں جب اس کو بیچا تو ان کو کافی profit حاصل ہوگیا، انہوں نے بیت المال میں جتنی رقم جمع کرانی تھی اتنی امیر المومنین کے پاس لے گئے اور باقی انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا حق ہے، ہم نے تجارت کی ہے اور اس سے ہمیں یہ فائدہ حاصل ہوگیا ہے، لہٰذا وہ ہم رکھیں گے، مگر وہ زمانہ تھا، زمانے کے معتبر انسان اور عدالت کے تاجدار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا۔ جب ان تک معاملہ پہنچا تو ان دونوں صاحبزادوں نے کہا کہ یہ پیسہ بیت المال کا ہے، جتنا تھا اتنا ہی دے رہے ہیں اور ہمیں کچھ منافع بھی ہوگیا ہے اور وہ ہم رکھ رہے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً پکڑ لیا اور فرمایا:

اَکُلُّ الْجَیْشِ قَدْ اَسْلَفَ کَمَا اَسْلَفَکُمَا؟

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جتنا تمہیں قرض دیا تھا، کیا اتنا باقی فوجیوں کو بھی دیا تھا۔

فَقَالَ لَا

تو انہوں نے کہا نہیں۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے صرف ہمیں ہی دیا ہے، انہوں نے قرض دیا ہے، ہم نے محنت کی ہے اور اتنا ہی ہم بیت المال کو دے رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی

Marfat.com

اللہ عنہ کہنے لگے:

لَا

ایسا نہیں ہوگا

اگر ہر فوجی کو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پیسے دیتے کہ تم یہاں سے shopping کرو اور مدینہ شریف میں بیچو اور پھر پیسے بیت المال کو دو اور profit اپنے پاس رکھو، تو پھر امیر المومنین کے بیٹے ایسا کر لیتے اور اگر باقی فوجیوں کو یہ سہولت نہیں دی تو پھر تمہیں بھی نہیں دی جا سکتی، وہ سارے پیسے نکالو، جو تم کو profit ملا ہے، وہ بیت المال کا حصہ ہے، وہ بھی ہم بیت المال میں جمع کریں گے، اصل بھی بیت المال کا ہے اور جو اس پر profit ہے، وہ بھی بیت المال کا ہے:

اَمَّا عَبْدُاللّٰہِ فَسَکَتَ وَاَمَّا عُبَیْدُ اللّٰہِ فَقَالَ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس وقت یہ فیصلہ کیا تو دونوں بیٹوں میں سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تو خاموش ہو گئے، لیکن حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ بولے، کہنے لگے:

یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

اے امیر المومنین!

صرف ایک جانب دیکھ رہے ہو، دوسری جانب بھی دیکھو تو سہی،

لَوْ هَلَكَ الْمَالُ ضَمِنَّاهُ

اگر یہ مال ہلاک ہو جاتا، یہ پیسہ گم ہو جاتا، یہ ہمارے پاس چونکہ بطور امانت

Marfat.com

تھا تو ہمیں یہ پورا کرنا پڑتا، یہ ہمارے پاس قرض تھا، لہٰذا گم ہونے کی صورت میں یہ پورا کرنا پڑتا، تو اگر ڈوب جاتا تو ہمیں ضمانت دینا پڑتی، لیکن ہمیں اس سے فائدہ حاصل ہوگیا ہے تو ہم نے خود اپنے آپ کو خطرے میں ڈالا ہے، ہوسکتا تھا، یہ پیسہ لٹ جاتا اور یہ ہم سے ضائع ہو جاتا، تو پھر ہمیں یہ پورا کرنا پڑتا۔

دوسری طرف ہمیں اس سے فائدہ ہوگیا ہے تو جب نقصان کی صورت میں ہمیں ادائیگی کرنا پڑتی، اگر ہمیں profit مل گیا ہے تو اس بنیاد پر ہمارے لئے جائز ہونا چاہئے کہ profit ہمارا ہو اور اصل پیسہ بیت المال کو دے دیا جائے۔

جب عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابھی تک ان کو اس بات کا جواب نہیں دیا تھا کہ محفل میں ایک صحابی بیٹھے تھے، انہوں نے اپنی طرف سے تجویز پیش کی:

فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَاءِ عُمَرَ

ایک صحابی مجلس میں سے اٹھا اور کہنے لگا

یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

اے امیر المومنین!

یہاں ایک اور فقہی جزئیہ موجود ہے، اگر آپ وہ جزئیہ لگائیں تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

لَوْ جَعَلْتَهٗ قِرَاضًا

اگر آپ اس پیسہ کو بیع مضاربت بنا دیں۔

Marfat.com

شرکت مضاربت قرار دے دیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ایک فریق ہیں، تمہارے صاحبزادے دوسرا فریق ہیں، اور وہ بیت المال کو نائب کی حیثیت سے پیسہ دے رہے ہیں، کام تمہارے بیٹوں نے کیا ہے، اب نفع دونوں میں تقسیم ہو جائے گا، بیت المال میں اور تمہارے بیٹوں میں، نہ تو یہ ہوگا کہ سارا نفع بیت المال کو مل جائے اور نہ یہ ہوگا کہ سارا نفع تمہارے بیٹوں کو مل جائے، اصل رقم بھی بیت المال کو ملے گی اور جو منافع ہے وہ بیت المال اور تمہارے بیٹوں میں تقسیم ہو جائے گا۔

قربان جائیں عادل لوگوں کے پہرے دار بھی عادل ہوتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھنے والا وہ شخص کتنا فقیہ اور زیرک نکلا اور شرکت مضاربت کا ایک تصور جو دربارِ رسالت ﷺ سے چلا تھا اور وہ اس وقت آنکھوں سے اوجھل تھا، امیر المومنین کے سامنے صورتحال واضح نہیں ہو رہی تھی، بیٹے اپنا کیس لڑ رہے تھے، تو اس صحابی کے کہنے پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فیصلہ فرما دیا۔

ٹھیک ہے، ہم اس کو شرکت مضاربت بناتے ہیں۔

فَرَضِیَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس صحابی کی بات سن کر راضی ہو گئے۔

کہ ٹھیک ہے اصل رقم بیت المال کی ہے، profit تقسیم ہوگا، نصف بیت المال کا ہوگا اور نصف profit میرے بیٹوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

وَاَخَذَ رَأْسَ الْمَالِ وَنِصْفَ رِبْحِهٖ

Marfat.com

تو آپؓ نے بیت المال کے لئے اصل مال لے لیا اور منافع سے نصف بھی لے لیا۔

اَخَذَ عَبْدُاللّٰہِ وَ عُبَیْدُاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا نِصْفَ رِبْحِ الْمَالِ

حضرت عبداللہ اور حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہما نے منافع سے نصف حصہ لے لیا۔

اب دیکھو یہ ہے نظامِ مصطفیٰ ﷺ، یہ ہیں اسلام کے حکمران، یہ ہیں سید عالم ﷺ کے تربیت یافتہ لوگ اور یہ ہیں صفہ کے پڑھے ہوئے، یعنی اگر اپنا معاملہ ہو تو مسئلہ گول کر دیا جائے اور دیگر لوگوں کا معاملہ تو وہاں تحقیقات کی جائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کے اعتراض کرنے سے پہلے خود Action لیا اور فرمایا، ایسا نہیں ہو سکے گا کہ امیر المومنین کے بیٹوں کو ایک امتیازی حیثیت دے دی جائے، اگر باقی سارے یہ کام کرتے اور ان کے ضمن میں تم بھی آجاتے تو میں معاف بھی کر دیتا، لیکن تم نے یہ کام جداگانہ کیا ہے لہٰذا یہ مال تمہیں نہیں ملے گا، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی یہ شرکت مضاربت باقاعدہ رائج رہی اور اس کے مطابق کاروباری اصول آگے بڑھائے جاتے رہے۔

شرکت مضاربت کا رکن

بیع مضاربت کا رکن ایجاب وقبول ہے۔

جس طرح کہ نکاح میں ایجاب وقبول ہوتا ہے، بیع وشراء میں ایجاب وقبول ہوتا ہے، ایسے ہی شرکت مضاربت میں بھی ایجاب وقبول ہے۔

Marfat.com

الفاظ ایجاب

مُضَارَبَۃٌ مُقَارَضَۃٌ مُعَامَلَۃٌ

مثلاً کوئی شخص کسی کو پیسے دے، کہے کہ میں تجھے مضاربت کے لئے دے رہا ہوں یا کہے مقارضت کے لئے دے رہا ہوں، یا معاملت کے لئے دے رہا ہوں یا اس سے ملتے جلتے اپنی بولی کے لفظ بولتا ہے، اب اس میں ایجاب پایا جائے گا، لیکن آگے دوسرے پر موقوف ہے۔

الفاظ قبول

اگر وہ دوسرا شخص یہ کہتا ہے کہ میں نے یہ پیسہ قبول کر لیا اور تمہاری طرف سے یہ پیشکش قبول کر لی ہے، تو اب ایجاب بھی پایا گیا اور قبول بھی پایا گیا، اس کے ساتھ عقد پورا ہو جائے گا، لیکن ابھی عقد لازم نہیں ہوگا کہ اس کے بعد فوراً کاروباری شراکت کے قوانین لاگو ہو جائیں یا متحرک ہو جائیں، جب تک وہ بندہ جو دوسری طرف سے کام کروانے والا ہے وہ پیسہ اس کی مٹھی میں نہیں دے گا اور وہ آگے کاروبار شروع نہیں کرے گا، اس وقت تک عقد مضاربت عملاً شروع نہیں ہوگا۔ اس کے بعد اس کے سارے مسائل اور ساری شقیں اس پہ لاگو کر دی جائیں گی۔

اقسام مضاربت

مضاربت کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مطلقہ

Marfat.com

۲۔ مقیدہ

مضاربت مطلقہ

هِیَ اَن یَّدْفَعَ شَخْصٌ اَلْمَالَ اِلٰی آخَرَ بِدُوْنِ قَیْدٍ اَیْ مِنْ غَیْرِ تَعْیِیْنِ الْعَمَلِ وَالْمَکَانِ وَالزَّمَانِ

مضاربت مطلقہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو پیسہ دیتا ہے لیکن آگے کوئی قید نہیں لگاتا کہ تم نے اس سے خریدنا کیا ہے، کس شہر میں خریدنا ہے، اور کہاں بیچنا ہے اور کس وقت بیچنا ہے۔

نہ زمان کی شرط ہے، نہ مکان کی شرط ہے، نہ جنس کی شرط ہے، اس نے پیسہ دیا ہے، تمہاری مرضی ہے جو کاروبار کرو، نفع ہمارے درمیان اس طرح تقسیم ہو جائے گا، اس کو مضاربت مطلقہ کہا جاتا ہے۔

مضاربت مطلقہ کے بعد پھر اس کو مقید نہیں کرسکتا ہے، جب عامل کاروبار شروع کردے تو یہ اس کو روک نہیں سکتا کہ تم نے فلاں کاروبار کرنا ہے وہ بعد میں نہیں کہہ سکتا، وہ آغاز میں شرائط لگا سکتا تھا، لیکن درمیان میں کوئی شرط نہیں لگا سکتا۔

مضاربت مقیدہ

هِیَ اَن یُّعَیِّنَ شَیْئًا مِنْ ذَالِكَ اَن یَّدْفَعَ اِلٰی آخَرَ اَلْفَ دِیْنَارٍ مَثَلًا مُضَارَبَةً عَلٰی اَن یَّعْمَلَ بِهَا فِیْ بَلْدَةٍ مُعَیَّنَةٍ اَوْ فِیْ بِضَاعَةٍ مُعَیَّنَةٍ اَوْ فِیْ وَقْتٍ مُعَیَّنٍ اَوْ لَا یَبِیْعُ وَلَا یَشْتَرِیْ اِلَّا مِنْ شَخْصٍ مُعَیَّنٍ

(البدائع: ۸۷۔۹۸)

Marfat.com

مضاربت مقیدہ یہ ہے کہ ایک شخص کسی کو پیسہ دیتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ تم نے کپڑے کا کام کرنا ہے، اب اس کے لئے لازم ہے کہ وہ کپڑے کا ہی کاروبار کرے گا، اگر اس کو کہتا ہے کہ تم نے فرنیچر کا کام کرنا ہے تو وہ فرنیچر کا کام کرے گا، وہ اور کسی کام میں پیسہ نہیں لگا سکتا، اگر وہ یہ کہے کہ تم نے گوجرانوالہ میں ہی کام کرنا ہے تو اس کو گوجرانوالہ میں ہی کام کرنا پڑے گا، تو یہ مضاربت مقیدہ ہے کہ جس میں تعیین زمان کے لحاظ سے، مکان کے لحاظ سے، عمل کے لحاظ سے، اب اگر وہ شخص مخالفت کرتا ہے تو اس کے لئے جائز نہیں ہے۔

شرائط مضاربت

مضاربت کے صحیح ہونے کے لئے کچھ شرائط ہیں، ہمارے ہاں تو صرف یہی سمجھا جاتا ہے کہ ایک کا پیسہ ہو اور دوسرے کا کام ہو تو یہ کافی ہے اور کسی شرط کی ضرورت نہیں ہے جو اسلام نے لگائی ہے، اب فریقین اپنی اپنی شرطیں لگالیں اور اسلام سے نہ پوچھیں تو اسلام ان میں برکت نہیں ڈالے گا اور ان کے کاروبار کو جائز بھی قرار نہیں دے گا، جس وقت اسلام سے پوچھے کہ اے اسلام! تم بھی بتاؤ تمہاری شرائط کیا ہیں؟

اسلامی شرائط کو اگر درمیان میں رکھ دیا جائے تو یہ فرق ہے جو ایک مومن اور کافر میں ہوتا ہے، کافر لقمہ کھاتے ہوئے یہ نہیں سوچتا کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے، جو آتا ہے دبا جاتا ہے، مگر مومن پہلے یہ چیک کرتا ہے کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے۔

یہ ہماری دنیا میں اور کفار کی دنیا میں فرق ہے، وہ کاروبار کرتے ہیں تو صرف

Marfat.com

دنیا کے لئے کرتے ہیں، ہم کاروبار کریں پھر بھی دین کے لئے کرتے ہیں۔

مضاربت کی تین شرائط ہیں۔ کچھ شرائط پیسے کے اندر ہیں، اور کچھ شرائط عاقدین میں ہیں، اور کچھ شرائط منافع میں ہیں۔

1- شرائط رأس المال

رأس المال میں چار شرائط ہیں:

اَنْ يَكُوْنَ رَأْسُ الْمَالِ مِنَ النُّقُوْدِ الرَّائِجَةِ

پہلی شرط یہ ہے کہ رأس المال نقودِ رائجہ میں سے ہو۔

یعنی یا تو وہ سونا ہو یا چاندی ہو، یا ان کے قائم مقام روپیہ ہو، اس کے سوا کسی چیز کو Partnership کے لئے پیش نہیں کیا جا سکتا، یعنی ایک شخص یہ کہے کہ یہ کار لے لو اور کرایہ پر چلاؤ، Driving کرو، جو کرایہ اکٹھا ہوگا، وہ نصف نصف کر لیں گے تو اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا، یہاں مضاربت کے لئے پیسے کا دینا ضروری ہے، جب تک رأس المال پیسہ نہیں ہوگا، اس کو شرکت مضاربت نہیں کہا جا سکتا۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے یہاں پر یہ وضاحت کی ہے کہ:

اگر کوئی اس طرح کہے کہ یہ میں تجھے کار دے رہا ہوں، تم اس کو بیچ لو اور اس کے پیسے سے کاروبار کرو تو اب جائز ہوگا، کیونکہ اس نے خود کار بحیثیت پیسہ دی ہے، یہ نہیں کہا کہ اس کو برقرار رکھو اور پھر اس کے ساتھ کاروبار کرو تو پھر ساری صورتیں جائز ہو جائیں گی، لیکن جو یہ کہے کہ یہ مچھلیوں کا جال میرا ہے اور تم مچھلیوں کا شکار کرو، تو یہ جائز نہیں ہوگا، اس واسطے کہ جال کوئی پیسہ نہیں ہے، وہ ایک مستقل چیز ہے، لہٰذا

Marfat.com

اس صورت میں مضاربت ناجائز ہوگی۔

2- رأس المال معلوم

دوسری شرط یہ ہے کہ رأس المال معلوم ہو، یعنی جو پیسہ دیا جارہا ہے، وہ معلوم ہو، پتہ ہو کہ لاکھ دے رہا ہوں، اگر رأس المال معلوم نہیں ہوگا تو اس کو مضاربت نہیں کہہ سکتے، رأس المال مجہول ہوگا تو مضاربت ناجائز ہوگی۔

اب اس صورت میں کوئی یہ کہتا ہے کہ میں تجھے کچھ پیسے دوں گا تو تم اس سے کاروبار کرو، لیکن وہ رأس المال معین نہیں کرتا کہ تمہیں کتنے دوں گا، کچھ دے کے کہتا ہے، تم شروع کرو، جس طرح کہ ہمارے درمیان رائج ہے، تعیین نہیں کی جاتی، لہٰذا ہر شرعی عقد میں اس کی تعیین کرنا ضروری ہے۔

اگر کسی کو مزدوری پہ لگاتا ہے تو پہلے بتانا ضروری ہے کہ تجھے اس کام پر اتنے پیسے دوں گا، اگر نہیں بتاؤ گے تو وہ اجارہ حرام ہو جائے گا، اس میں تعیین پہلے ضروری ہے، تاکہ مزدور کی مرضی ہو تو لگے، اگر نہ ہو تو نہ لگے، اگر وہ کام پر بیٹھے اور تم کہو کہ تمہیں اتنے دوں گا، تو اس بیچارے کا حق مارا جاسکتا ہے، ایسے ہی بیع وشراء کے لحاظ سے شے کی قیمت پہلے معین کرنا پڑے گی۔

اسی طرح مضاربت میں ضروری ہے کہ جو پیسہ کاروبار میں لگاتا ہے، اس کو معین کرنا پڑے گا کہ اتنا پیسہ میں تجھے دے رہا ہوں، تم نے آگے خرچ کرنا ہے اور اس میں کاروبار کرنا ہے۔

Marfat.com

3- عین حاضر

تیسری شرط راس المال کی یہ ہے کہ پیسہ عین حاضر ہو، یعنی وہ پیسہ دین نہ ہو، قرض نہ ہو۔ مثلاً اس نے کسی بندے سے قرض لینا تھا، کہنے لگا جو میں نے قرض لینا ہے اس سے کاروبار شروع کر دو، تو اب یہ بھی partnership صحیح نہیں ہوگی۔ پہلے پیسہ موجود ہو، عین ہو، قرض نہ ہو، پھر جا کر اس کو شرعی طور پر مضاربت کہیں گے، ورنہ شرعی طور پر کبھی بھی مضاربت نہیں کہا جا سکتا۔

4- اَن یَّکُوْنَ رَأْسُ الْمَالِ مُسَلَّمًا اِلَی الْعَامِلِ

چوتھی شرط یہ ہے کہ تمام راس المال عامل کے hand over کر دیا جائے، یعنی پیسہ تو کاروبار کے لئے دے، لیکن اس کو اپنے پاس رکھے، اس کو مضاربت نہیں کہیں گے، لیکن اگر راس المال میں یہ چاروں شرائط موجود ہوں گی تو پھر ایک شعبہ اسلام کی طرف سے clear ہو جائے گا۔

شرائط عاقدین

عاقدین میں بھی کچھ شرائط ہیں۔

دو بندے آپس میں جو کاروبار کرنا چاہتے ہیں، ان میں بھی کچھ شرائط ہیں:

1- پہلی شرط یہ ہے کہ عاقدین عاقل ہوں، اگر ان میں سے ایک پاگل ہے، مجنون ہے، اور دوسرا اس کا پیسہ لے کے کاروبار کرنا چاہتا ہے، تو اس کو شرعی طور پر مضاربت نہیں کہا جائے گا، باقاعدہ، ہاں توکیل پائی جائے اور دونوں صحیح

Marfat.com

العقل ہوں، تو پھر جا کر مضاربت بنے گی۔

2- مضاربت مسلمان اور ذمی دونوں میں ہو سکتی ہے، ایک مسلمان ہے اور دوسرا ذمی ہو تو اس کے ساتھ بھی مضاربت ہو سکتی ہے، مسلمان ذمی کو پیسے دے کہ تم کاروبار کرو، تو اس میں مضاربت پائی جائے گی۔

شرائط ربح

ربح کی کل چار شرطیں ہیں

1- اَنْ یَّکُوْنَ الرِّبْحُ مَعْلُوْمَ الْقَدْرِ

ربح کی پہلی شرط یہ ہے کہ ربح پہلے دن ہی معلوم ہے، اگر ربح معین نہیں کرتے تو وہ مضاربت حرام ہے، پہلے دن یہ تعین ہو جائے کہ جس نے پیسہ دیا یا جس نے لیا، دونوں طے کر لیں کہ منافع نصف نصف ہوگا، یا جس لحاظ سے بھی ہوگا، وہ معین ہونا ضروری ہے، ورنہ مجہول ہونے کی صورت میں وہ سارے کا سارا سود بن جائے گا اور حرام کا کاروبار ہوگا۔

2- اَنْ یَّکُوْنَ الرِّبْحُ جُزْءًا مُشَاعًا

ربح میں دوسری شرط یہ ہے کہ ربح میں تعین جزء شائع کے لحاظ سے ہونی چاہئے، یہ نہ کہو کہ دو ہزار تیرا ہوگا اور پانچ ہزار میرا ہوگا، یا دس ہزار تیرا ہوگا اور دس ہزار میرا ہوگا، اس طرح ناجائز ہے، بلکہ اس طرح کہو کہ نصف تیرا ہے اور نصف میرا ہے، تاکہ وہ نصف تھوڑے میں بھی رائج ہو سکے، زیادہ میں بھی رائج ہو سکے۔

Marfat.com

اگر معین کر دو تو ہو سکتا ہے، اتنے پیسے ہی نہ ہوں تو پھر وہ کہاں سے پورے کئے جائیں گے، اگر سارا منافع ہوتا ہی پانچ ہزار ہے اور تقسیم دس ہزار کے لحاظ سے کیا ہوا ہے تو پھر کس طرح پورا ہو سکے گا، کسی کا نقصان ہو جائے گا، اس پہ ظلم ہو جائے گا، اسلام کے راضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسلام بتانا چاہتا ہے کہ تجھے اپنے منافع کا اتنا پتہ نہیں، جتنا اسلام کو تمہارے منافع کا پتہ ہے۔ ہو سکتا ہے تم میں سے کوئی مار کھا جائے، لیکن اسلام کے دونوں ہی پیارے ہیں۔

اس واسطے اسلام کسی کو بھی نقصان نہیں دینا چاہتا، اسلام کہتا ہے، مجھ سے پوچھ کے چلو، تا کہ دونوں کا پیسہ محفوظ رہے۔

3- اَلرِّبْحُ غَیْرُ اَصْلِ الْمَال

ربح کی تیسری شرط یہ ہے کہ ربح اصل مال کے علاوہ ہو، یہ نہیں کہ اصل کو منافع میں شمار کر کے تقسیم کرنا شروع کر دو، بلکہ اصل پیسہ محفوظ رہے، اس سے کسی کو منافع نہیں دیا جا سکتا، profit اس کے سوا کو شمار کیا جائے گا اور اس کو آگے پھر تقسیم کیا جائے گا۔

4- اَنْ تُعْطِیَنِیْ مِأَۃَ رُوْبِیَۃٍ فِیْ کُلِّ شَھْرٍ بِغَیْرِ رِبْحٍ

مالک عامل سے کہے کہ منافع جتنا ہوگا، وہ تو تقسیم کریں گے لیکن ہر مہینے تم نے مجھے ایک سو روپیہ دینا ہے، اگر ایسا کریں گے تو پھر بھی سود ہو جائے گا، اس صورت میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مہینے کے بعد سو بنے ہی نہ، پھر مضارب کو تو نقصان ہو گا کہ مستقل اس کو علیحدہ دیا جا رہا ہے، اس طرح اس کو علیحدہ معین کر لینا یہ شرعی طور

Marfat.com

پرنا جائز ہے۔

منافع کے لحاظ سے تو مال تقسیم ہو گا، لیکن ایک سو کو معین کر دے تو یہ ناجائز ہے، اسلام قبول کر کے ہم نے عہد کیا ہے کہ اے اللہ ہم نماز بھی تیری پسندیدہ پڑھیں گے اور تجارت بھی تیرے حکم کے مطابق کریں گے۔

اس واسطے یہ دین کے ساتھ غداری ہے کہ کوئی بندہ یہ سمجھے کہ اسلام private رکھوں گا، مرضی اپنی کروں گا۔ اسلام ایسا نہیں ہے جو کسی کے ساتھ چمٹا رہے، جو اسلام کو private کر دے گا، اسلام اس کو private کر دے گا۔ اسلام regular ہے، عقیدہ ہو، مذہب ہو، عبادت ہو، معاملات ہوں، اسلام میں کسی چیز کی کوئی کمی نہیں ہے، کلمہ تو اسلام کا ہے، لیکن تجارت انگریزوں والی ہے نہیں نہیں، اسلام کہتا ہے، عبادت بھی میری مرضی سے کرنی پڑے گی اور شراکت بھی میری مرضی سے کرنی پڑے گی۔

اب دیکھو ناں کتنی اس میں حکمتیں ہیں۔

ہمیں اتنا فائدے کا پتہ نہیں، جتنا ہمارے رب کو پتہ ہے، وہ ہمارا خالق ہے، اس کا جو فائدہ ہے، اس میں حکمتیں ہیں، اگرچہ بظاہر کہیں ہمیں نقصان بھی لگے تو ہمیں اپنی عقل کو دلاسا دینا چاہیے کہ تجھے اصل کا پتہ نہیں، جب رب فرما رہا ہے تو یقیناً اس میں ہمارا بھلا موجود ہے۔

مضارب کے حقوق

جو بندہ کام کر رہا ہے اور کاروبار کر رہا ہے، اس کے بھی حقوق ہیں۔

Marfat.com

1- ایک حق اس کا یہ ہے کہ منافع میں سے اس کو حصہ ملے، لیکن ایک حق نفقہ کا ہے، تجارتی سفر میں جتنا خرچہ ہوگا رہائش کا، وہ سارے کا سارا مالک پر ہے کہ وہ اس کو دے یعنی نفقہ سارے کا سارا مالک پر ہوگا کہ مالک اس کے اخراجات پورے کرے، اس کو منافع میں رکھ کر اسی کا حصہ بنا کر اس کے حساب سے نہیں کاٹا جائے گا جتنا تم نے پہلے خرچہ کرلیا لہٰذا منافع سے اس کو کاٹ لیں، نہیں، شریعت مطہرہ نے یہ لازم کیا ہے کہ یہ جو اخراجات ہوں گے، نفقہ ہوگا اور جتنا بھی خرچہ ہوگا، یہ مالک کے پیسے سے ہوگا۔

یہاں تک امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی بیان فرمایا:

اگر وہ بیمار ہو جاتا ہے، کاروبار کرنے والا مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے، تو مالک پر اس کی دوائی بھی لازم ہے، یعنی اس کا علاج بھی مالک پر لازم ہے۔

جب پیسہ دیا ہے اور آپس میں partnership بنائی ہے، علاج بھی مضارب کا مالک کے ذمے ہے، اب یہاں سے پتہ چلا ہے کہ جنہوں نے دو اور دو چار کا رٹا لگایا ہوا ہے، اب ان سے پوچھو، اگر مضاربت میں مریض ہو جائے تو اس کا فنڈ کہاں سے آئے گا، اس پر آیت پیش کرو یا حدیث پیش کرو، سورج مغرب سے نکل آئے گا لیکن وہ پیش نہیں کر سکیں گے اگر پیش کریں گے تو امام صاحب کی فقہ پیش کریں گے اور انہیں ماننا پڑے گا کہ یہ امام ہیں کہ جن کا ہم پر احسان ہے، آج جو ہمارے لیے باتیں ڈھونڈنا مشکل تھیں، انہوں نے پانچ لاکھ مسائل امت کو حل کر کے بتا دیئے۔

Marfat.com

مضاربت فاسدہ

مضاربت فاسدہ کو بیان کرنا بھی بڑا ضروری ہے، پہلے جو میں نے بیان کیا کہ اگر شرائط میں سے کہیں کوئی شرط نہیں پائی جائے گی، وہ شرائط جو اسلام نے لگائی ہیں تو مضاربت فاسد ہو جائے گی، ختم ہو جائے گی۔ اب جس وقت مضاربت فاسد ہوگی تو پھر اس وقت اس کا حکم کیا ہوگا۔

مثال کے طور پر ایک شخص نے کسی کو کار دی تھی اور کہا تھا کہ تم driving کرو، جو روزانہ ہمیں بچے گا، وہ ہم تقسیم کر لیں گے، کار میری ہے، driving تمہاری ہوگی، اسلام نے کہا میں راضی نہیں ہوں، اس واسطے کہ یہاں جو کچھ دیا جا رہا ہے، وہ پیسہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کو بیچنے کا حکم دیا جا رہا ہے، للہذا یہ مضاربت فاسدہ ہے۔

لیکن جو کام کر چکے ہیں، اس کا حکم اور حل کیا ہوگا؟

ایک مہینے کے بعد پتہ چلا کہ یہ تو مضاربت فاسدہ تھی، تو پھر ان کا فیصلہ کیسے کیا جائے گا؟

اسلام نے یہ روشنی دی، جہاں بھی مضاربت فاسدہ ہوگی، وہاں پر یہ قانون سامنے رکھو کہ جو کام کرنے والا ہے، اس کو تنخواہ دی جائے گی، یعنی جتنی driver کی تنخواہ بنتی ہے، اتنی تنخواہ اس driver کو دی جائے گی اور profit سارے کا سارا کار والے کا ہوگا۔

جہاں جہاں بھی مضاربت فاسدہ ہوگی تو سارا profit مالک کا ہوگا اور جس نے کام کیا ہو اس کو بھی اسلام محروم نہیں رکھے گا، اس کو مزدوری دی جائے گی،

Marfat.com

اس کا جتنا ٹائم بنتا ہے، اتنا اس کے لئے وظیفہ مقرر کیا جائے گا۔ اسی طرح کسی نے کہا کہ جال میرا ہے، اس سے مچھلیاں پکڑ کے لاؤ، عامل نے مچھلیاں پکڑیں، اب یہ مضاربت فاسدہ ہے، جتنی مچھلیاں ہوں گی، وہ ساری مالک کی ہوں گی اور مضارب کو اس کے گھنٹوں کے لحاظ سے اجرت دی جائے گی۔

اسی طرح مضاربت فاسدہ کے لحاظ سے اس بات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ اگر کوئی بھی ایسی شق پائی گئی کہ جس سے مضاربت باطل ہوتی ہے تو پھر اس کے بعد اس کو نافذ العمل نہیں سمجھا جائے گا اور وہ مضاربت باطل ہو جائے گی ۔اگرچہ بڑا پکا معاہدہ تھا لیکن پانچ اسباب ایسے ہیں، ان میں سے ایک بھی پایا گیا تو وہ partnership ختم ہو جائے گی، اور اس کے بعد اس کا کوئی قانونی حل نہیں کیا جا سکتا۔ وہ پانچ اسباب یہ ہیں

پہلا سبب

مالک اگر مضارب کو معزول کر دیتا ہے، اعلان کر دیتا ہے کہ میرے کاروبار کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اور ہم اس کو ختم کر رہے ہیں، اس کو حق ہے، وہ مضاربت کو ختم کر سکتا ہے، لہٰذا اس کی طرف سے مضارب کو معزول کرنے کا اعلان جب ہو جائے گا تو اس کے ساتھ وہ مضاربت ختم ہو جائے گی، اس کے بعد پہلے اشتراک کے لحاظ ان کا کام آگے نہیں چل سکے گا۔

دوسرا سبب

دوسرا سبب یہ ہے کہ جب جانبین میں کسی ایک کا وصال ہو جائے تو پھر وہ

Marfat.com

مضاربت ختم ہو جائے گی، یعنی آگے ورثاء کی طرف نہیں جائے گی، مالک کا وصال ہو جائے یا کاروبار کرنے والے کا وصال ہو جائے تو وہیں پر وہ معاملہ رک جائے گا، یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کے بیٹے کہیں، ہم اس کی جگہ ہیں، یہ سلسلہ ہمارے ساتھ بھی یوں چلے گا، پہلی مضاربت برقرار نہیں رہ سکے گی، جانبین میں سے جب ایک کا وصال ہو جائے گا تو اس کے ساتھ ہی پہلا اشتراک ختم ہو جائے گا۔

تیسرا سبب

متعاقدین میں سے ایک مجنون ہو جائے تو پھر بھی مضاربت ختم ہو جائے گی، مالک مجنون ہو گیا ہے یا کاروبار کرنے والا مجنون ہو گیا ہے، ان دونوں صورتوں میں جب کوئی ایک مجنون ہو جائے، تو وہاں ہی مضاربت ختم ہو جائے گی، اس کے بعد شرعی طور پر اس کو نافذ نہیں کیا جا سکتا۔

چوتھا سبب

اگر مالک مرتد ہو جائے تو اس کے بعد بھی مضاربت ختم ہو جائے گی۔ پیسے کا مالک اگر اسلام سے پھر گیا تو اب وہ مضارب ختم ہے، اس مضاربت پر وہ بندہ مزید کام نہیں کر سکتا، جو کچھ پہلے ہو گیا ہے، اس کو تقسیم کیا جائے گا۔

پانچواں سبب

مال مضاربت مضارب کے پاس ہلاک ہو جائے۔ یعنی عامل تجارت کے لئے نکلا ہوا تھا، سارا مال چوری ہو گیا، اس پر بھی مضاربت ختم ہو جائے گی، اس میں

Marfat.com

مسئلہ کیا ہوگا، عامل کے اور مالک کے درمیان جو پیسہ تھا یا مضارب نے پیسے کا سودا خریدا ہوا تھا، وہ گم ہو گیا، چوری ہو گیا، اس کو آگ لگ گئی، وہ پانی میں ڈوب گیا، تو کیا اس کو اپنی ظرف سے تاوان دینا پڑے گا یا نہیں دینا پڑے گا۔ تو اس صورت میں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ یہ مضاربت کا مال امانت سمجھا جاتا ہے۔

وہاں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بطور قرض دیا تھا اور پھر اس کو مضاربت کا رنگ دیا گیا، اصل جہاں پہ عقد مضاربت ہوتا ہے تو مضارب کے پاس مالک کا مال بطور امانت ہے اور امانت کے بارے میں قانون ہے کہ اگر اس کے اندر بندے کی غفلت کا دخل ہو تو پھر اس کو تاوان دینا پڑے گا اور اگر اس میں غفلت کا دخل ہی نہیں ہے تو پھر اس پر اس صورت میں کوئی تاوان نہیں آئے گا۔

لہٰذا مضارب کے پاس اصل پیسہ ہو یا اس سے خریدی ہوئی چیز تھی، اس کے بعد اگر اس کے اپنے عمل کے بغیر مال یا پیسہ ہلاک ہو گیا تو ایسی صورتحال میں اسلام اس پر بوجھ نہیں ڈالے گا کہ اس پر سارا تاوان ڈال دے کہ تم سارا ادا کرو، نہیں نہیں، ایسی صورتحال میں اس سے کوئی تاوان وصول نہیں کیا جائے گا۔

مضاربت کے لحاظ سے میں نے ایک مختصر سا خاکہ آپ کے سامنے پیش کیا ہے، اصل جو شراکت کے اصول ہیں، وہ بہت زیادہ ہیں، ایک شعبہ ہم نے آج کے سبق میں پڑھا اور اس کے جزئیات کو سامنے رکھا۔

میری دعا ہے کہ رب ذوالجلال ہمیں سمجھ کر اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب نمبر
10

تحفظِ ناموسِ رسالت ایک فرض اور قرض

Marfat.com

اَحْمَدُكَ اللّٰهُمَّ يَامُجِيبَ كُلِّ سَائِلٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ هُوَ

اَفْضَلُ الْوَسَائِلِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِى الْفَضَائِلِ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ

وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْا آبَاءَهُمْ اَوْ اَبْنَاءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ

جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا

عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْمُ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ

وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى آلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

مَوْلَاىَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

Marfat.com

ناموسِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہم ہر باطل سے ٹکرائیں گے
جو راہ میں ہماری آئے گا، ہم اس کو مار گرائیں گے

یہ مسئلہ ہے جب ایمان کا، کیا خطرہ ہے جسم و جان کا
اس مسئلے کو جو چھیڑے گا، پھر تاج اچھالے جائیں گے

کیا خوبی ہے ہمیں زندگی کی، پھر زندگی میں شرمندگی کی
سب وار کے پونجی جندڑی کی، خود بدن پہ کفن سجائیں گے

گستاخِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چلتا پھرے، کیوں عاشق دل میں جلتا رہے
گستاخ کو آگ لگا کے ہی، سینے کی آگ بجھائیں گے

اس راہِ محبت میں ہم بنے، مہمان بنے جو جیلوں کے
کل خلدِ بریں کے باغوں میں، تختوں پہ دیکھے جائیں گے

اس راہ میں جن کو زخم لگے، وہ پھول ہیں گویا جنت کے
انہیں ساقیِ کوثر محشر میں، بھر بھر کے جام پلائیں گے

محبوب کی عزت گر مانگے، آصف کی جان بھی حاضر ہے
اک جان نہیں ان پر تو، لکھ بار بھی صدقے جائیں گے

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہٗ واتم برھانہٗ کی حمد وثناء اور حضور سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، زینتِ بزمِ کائنات، دستگیرِ جہاں، غمگسارِ زماں سیدِ سروراں، حامیِ بیکساں، قائد المرسلین، خاتم النبیین، احمد مجتبیٰ جنابِ محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گوہر بار میں ہدیہ درود وسلام عرض کرنے کے بعد:

Marfat.com

وارثانِ منبر و محراب، اربابِ فکر و دانش، اصحابِ محبت و مودّت، حاملینِ عقیدۂ اہلِ سنت

نہایت ہی معزز و محتشم حضرات و خواتین سامعین و ناظرین!

ربِ ذوالجلال کے فضل اور توفیق سے صراطِ مستقیم کے اجالوں میں آج ہم سب کو فہمِ دین کورس کے انیسویں سبق میں شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

آج ہماری گفتگو کا موضوع ہے:

تحفظِ ناموسِ رسالت ایک فرض اور قرض

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و سنت کا فہم عطا فرمائے، ناموسِ رسالت کو سمجھتے ہوئے اس کے تحفظ کا فریضہ ادا کرنے اور اس سلسلے میں جو ہم پر قرض ہے، اس کو اتارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محتشم سامعین حضرات!

بحیثیت مومن ہر شخص ناموسِ رسالت کے سلسلے میں جس یقین، چاشنی اور اطمینان کو محسوس کرتا ہے، اسے زبان پر الفاظ کے ذریعے سے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ایک عام سا مسلمان ہی کیوں نہ ہو، جو بہت بڑا محدث، مفکر نہیں، بالکل ان پڑھ سادا سا ایک امتی ہے، تو اس کے دل میں بھی اس مسئلہ کے لحاظ سے جو یقین ہے، وہ اتنا بلند ہے کہ ہمالہ کی چوٹیاں بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

ذرّہ عاکم ولے بامہر دارم دوستی

ہائے کوہاں تا فراز آسمان خواہم شدن

Marfat.com

ایک مسلمان جو بظاہر عام سا ہے لیکن وہ اپنی اس حیثیت کو جانتا ہے اور اس پر رب ذوالجلال کا شکر گزار ہے کہ:

میں ایک ذرہ ہوں اور میری دوستی آفتاب کے ساتھ ہے وہ آفتاب اور اس کی کرن ذروں کو بلندیوں تک پہنچانے والی ہے۔

آج کا ہمارا موضوع اس سال کے ایک بہت بڑے حادثے کے لحاظ سے بھی بڑا اہم ہے، ڈنمارک میں جو گستاخانہ خاکے شائع کئے گئے اور اس کے بعد پوری اسلامی دنیا میں جو اس پر احتجاج ہوا اور ردعمل ہوا اور پھر اس سلسلے میں مختلف سیمینار اور اعلیٰ اداروں کے اندر بھی گفتگو ہوتی رہی۔ اس لحاظ سے بھی یہ اہم مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ ہے اور International affair کے لحاظ سے بھی ایک اہم مسئلہ ہے اور اس وقت اس کی ضرورت اس لئے ہے کہ ان بدبختوں نے پھر ایک بار عاشقانِ رسول ﷺ کے سینوں کو زخمی کیا، جب رمضان المبارک میں ہی پھر ان خاکوں والی فلموں کو دوبارہ چلایا تو اس کی وجہ سے بھی ایک نئی صورتحال سامنے آرہی ہے۔

ہم نے چونکہ تمام تر مسلکوں سے بالاتر ہو کر اس ایمانی فریضہ کو سرانجام دینا ہے، تو اس سلسلہ میں ہمیں قرآن وسنت سے اپنا راستہ پوچھنا چاہئے اور زمانے کی ترجیحات، حکومتوں کے معاملات اور اس کے سوا اپنے داخلی بعض معاملات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے صرف اور صرف اپنے ایمان کو بچانے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول اکرم ﷺ کی چاہتوں کے حصول کے لئے ہمیں روح کی گہرائی سے اس مسئلے کو سمجھنا چاہئے اور اسی لحاظ سے پھر اس کو آگے لے جانا چاہئے اور اس پر عمل پیرا

Marfat.com

ہونا چاہئے۔

تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت پر مومن کا ایمان

خالق کائنات جل جلالہ نے ہمیں جو اساسی عقائد دیئے ہیں، ان میں سے منصبِ نبوت سے متعلق اہم عقیدہ تمام رسولوں پر اور تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان انبیاء کرام علیہم السلام میں ہمارے آقا ﷺ کو قیادت اور سیادت عطا فرمائی ہے۔

ہماری یہ گفتگو اس لحاظ سے بھی غیر مسلم دنیا اور بالخصوص عیسائیوں اور یہودیوں کے لحاظ سے قابل غور ہے کہ مسلمان کبھی توہین رسالت کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا، جس کے دل میں بھی لذتِ ایمان موجود ہے، اس کے ہاں یہ نہیں ہے کہ اپنے نبی ﷺ کی عزت اور ناموس کا تو دفاع کرے اور معاذ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ناموس پہ حملہ کر جائے یا حضرت موسیٰ علیہ السلام یا کسی بھی پیغمبر کے بارے میں نازیبا لفظ بولے، ہمیں جو قرآن و سنت نے سکھایا ہے، وہ یہ ہے کہ جہاں بھی نبوت جلوہ گر ہوئی ہے، وہاں اللہ تعالیٰ نے ہر عیب کو دور رکھا ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کو عیوب سے پاک پیدا کیا ہے۔

اس واسطے عیسائیوں کو ہماری مجبوری سمجھنی چاہئے یعنی اگر ہم یہ رویہ رکھتے ہوتے کہ ہم ماہِ مدینہ ﷺ کی ناموس کے لئے تو کٹ مرتے ہوتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لحاظ سے ہمارے دلوں میں کوئی تقدس نہ ہوتا تو پھر یہ سوچتے کہ یہ ایک تعصب ہے، اس کی بنیاد پر یہ لوگ جلتے ہیں، جبکہ ہمارا ایمان ہے کہ ہمیں وہ

Marfat.com

شخص اتنا ہی برا لگتا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نازیبا الفاظ بول رہا ہو، جتنا ماہِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے والا بُرا لگتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھی نبی ہیں ان کا مقام مزید بلند و بالا ہے۔

جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گستاخی کی ہے، ہم ان گستاخوں کو نبوت کی گستاخی کے لحاظ سے مساوی سمجھتے ہیں اور ہمارا اس شخص کے بارے میں کوئی نرم پہلو نہیں ہے، نرم گوشہ نہیں ہے کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں گستاخی کرتا ہو، ہم اس کو پناہ دینے والے ہوں یا ہم اس کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے والے ہوں ایسا نہیں ہے بلکہ ہم اس کو بھی اتنا بڑا مجرم سمجھتے ہیں کہ جتنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کو مجرم سمجھتے ہیں، تو پھر عیسائی دنیا کو سوچنا چاہیے کہ وہ ہمارے بارے میں اس نگاہ سے سوچے کہ انہوں نے تمام اُنبیاء علیہم السلام کی نبوت کو تقدس کی نگاہ سے مانا ہے۔

لہٰذا جب یہ ان انبیاء علیہم السلام کے بارے میں کوئی عیب نہیں سن سکتے اور بیان نہیں کر سکتے کہ جب ان کی نبوتوں کا زمانہ گزر چکا ہے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے سارے نبیوں کا نبی بنایا ہے اور ہمیشہ کی نبوت جن کو عطا فرمائی ہے، ان کے بارے میں اس طرح کی نازیبا گفتگو کو کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔

لہٰذا مغرب کو بالخصوص اس view سے اس دینی مسئلہ سمجھنا چاہیے کہ ہم منصب نبوت کے لحاظ سے بالکل حساس ہیں، اور یہ ہمارے ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے بھی

Marfat.com

انبیاء علیہم السلام کو ہمارے محبوب ﷺ کی نبوت کے جھنڈے کے نیچے نبوتیں عطا فرمائی ہیں اور وہ اپنے دور کے مستقل نبی رہے ہیں، وہ سارے کے سارے ہر عیب سے پاک ہیں اور ان میں سے جو کسی کی بھی گستاخی کرتا ہے، ہمارے نزدیک وہ کائنات کا سب سے بڑا مجرم ہے اور اس کو وہ سزا دینی چاہیے، جو کائنات کے سب سے بڑے مجرم کو سزا دی جاتی ہے۔

اللہ اور رسول ﷺ کی محبت تمام محبتوں پر غالب

قرآن مجید کی سورۃ المجادلہ کی آیت نمبر ۲۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

آپ ایسی قوم نہیں پائیں گے، جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر تو ایمان رکھے

يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ دوستی کرے۔

اللہ فرماتا ہے:

ایسی کوئی قوم میرے بندوں کے اندر نہیں ہو سکتی جو مجھے مانے اور آخرت کے دن کو نہ مانے، جو اول آخر ایمان کی حدود تھیں، ان کو بیان کر دیا گیا۔

مطلب یہ ہے کہ مجھے مانے میرے نبی ﷺ کو مانے، فرشتوں کو مانے، کتابوں کو مانے، قرآن کو مانے اور آخرت کے دن کو مانے، بعث بعد الموت کو مانے اور اس کے ساتھ اس کا Practical Life میں کیا معاملہ ہو۔

يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

Marfat.com

رب کو اور رسول ﷺ کو مان کر دوستی ان سے کریں جو اللہ کی مخالفت کرتے ہیں اور رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ایسا کوئی مومن نہیں ہو سکتا، مطلب کیا ہے؟ کہ اگر کوئی ایسا کرتا ہے، تو وہ مومن نہیں ہے، جو ایمان رکھنے کے بعد اللہ کے دشمنوں سے اور رسول اکرم ﷺ کے دشمنوں سے محبت کرتا ہو اور ان کے ساتھ پیار کرتا ہو اور دوستی کی پینگیں ان کے ساتھ بڑھاتا ہو، ایسا بندہ کسی لحاظ سے بھی مومن نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جو مجھے مانتا ہے، اور ایمان کے تقاضے پورے کرتا ہے، مومن بن گیا ہے، وہ کبھی بھی اس شخص کے ساتھ اتحاد نہیں کر سکتا، جو میرا باغی ہو اور میرے نبی ﷺ کا باغی ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے رشتوں کو شمار کر کے بتایا کہ

اگر وہ بندے کا فلاں لگتا ہو ایسے ساتھ بندے کا فلاں رشتہ ہو، پھر بھی وہ اس سے پیار نہیں کرے گا۔

وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ

اگرچہ وہ اللہ کی گستاخی کرنے والے اور رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرنے والے مومن میں سے کسی کا باپ ہو، تو یہ مومن اس باپ سے بھی محبت نہیں کرے گا۔

اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ

اپنے بیٹے سے بھی پیار نہیں کرے گا۔

اگر اس کا بیٹا اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتا ہے، تو اللہ

Marfat.com

تعالیٰ فرماتا ہے:

ایسا مومن نہیں ہوسکتا، جو مجھے مانے اور پھر اپنے اس بیٹے سے پیار کرے، جو بیٹا میرا دشمن ہے اور میرے نبی ﷺ کا دشمن ہے۔

اللہ نے فرمایا:

وہی مومن ہو سکے گا کہ جو ایمان کے بعد یہ تقاضے پورے کرتا ہے کہ وہ جتنا بھی قریبی کیوں نہ ہو، اگر وہ ہمارے دربار سے تعلق نہیں رکھتا، تو وہ مومن نہیں ہے، بلکہ مومن وہ ہوگا جو اپنے گستاخ بیٹے سے کبھی بھی تعلق نہیں رکھے گا۔

اَوْ اِخْوَانَھُمْ

خواہ وہ ان کے بھائی کیوں نہ ہوں۔

مومن وہ ہوگا، جو گستاخ بھائی سے بھی تعلق نہیں رکھے گا۔

اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ

خواہ، وہ ان کے خاندان ہی کیوں نہ ہوں۔

ان سے بھی اپنا یہ تعلق ختم کرتا ہے، ان گستاخوں سے رابطہ منقطع کرتا ہے، یہ اصل میں حقیقی مومن ہے، جو اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی اور رسول اکرم ﷺ کی محبت دونوں یکجا محبتیں ہیں، یہ ایک طرف ہیں اور دوسری طرف برادری کی محبت ہے، دوسری طرف باپ کی محبت ہے اور دوسری طرف بیٹے کی محبت، دوسری طرف بھائی کی محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مومن وہ ہوتا ہے، جو اللہ اور رسول ﷺ کی محبتوں کا جھنڈا ساری محبتوں پر

Marfat.com

غالب کر دیتا ہے۔

ان محبتوں سے کوئی محبت ایسی نہیں ہے، جو اس کو راہِ حق سے پیچھے ہٹا سکے، وہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا اور ان کے ساتھ وہ نرم رویہ نہیں رکھ سکتا، ان کے ساتھ مودت نہیں کر سکتا، ان کے ساتھ دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھا سکتا۔

ایمان اس چیز کا نام ہے کہ بندے کو معاملاتی زندگی کے اندر اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت اور رسول ﷺ کے ساتھ محبت کا یوں ثبوت دینا پڑے گا کہ ان کے دشمنوں سے مکمل بائیکاٹ کرنا پڑے گا اور دشمنوں کے ساتھ محبت کا رابطہ رکھنا بالکل جائز نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے ان خاص رشتوں کا ذکر کیا، تو مطلب کیا تھا؟ کہ جب ان قریبیوں سے پیار کرنا جائز نہیں تو اجنبیوں سے کیسے جائز ہوگا، جب کوئی پہلے مسلمان ہو اور پھر وہ گستاخ بن جائے اور وہ بھائی ہو یا بیٹا ہو، وہ باپ ہو یا چچا ہو، اس کے ساتھ جب رابطہ جائز نہیں ہے تو ایک عیسائی کے ساتھ کیسے جائز ہے؟ اور ایک یہودی کے ساتھ کیسے جائز ہے؟ یا ایک اجنبی مسلمان کے ساتھ جس نے گستاخی کی ہے، اس کے ساتھ اس کا تعلق کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ایسا مومن نہیں ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ مومن وہی ہوتا ہے، جب ایمان آجاتا ہے، تو پھر ان ذوات کا جو دشمن ہوتا ہے، وہ مومن ان سے دشمنی رکھتا ہے، ان کے ساتھ محبت نہیں کرتا، ان

Marfat.com

کے ساتھ نرمی نہیں کرتا، بلکہ اس کا ایمان اس کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اس انداز میں زندگی گزارتا ہے کہ ہر ماحول کے اندر اپنے ایمان کی متاع کو محفوظ کر کے رکھتا ہے۔

اللہ اور رسول کے دشمنوں سے دشمنی کرنے والے مومن کا اجر

اللہ تعالیٰ نے پھر ان لوگوں کا اجر بھی بیان کیا، چونکہ یہ کام چھوٹا نہیں، بہت بڑا کام ہے، اس سے جگر پگھلتا ہے، اور بڑے بڑے لوگ جن کا ایمان صنوبر کے درختوں کی طرح ہو، جب ایسی آندھیاں چلتی ہیں تو وہ گرتے ہوئے نظر آتے ہیں، ان کی جڑیں اکھڑ جاتی ہیں۔

اپنے قریبیوں کو چھوڑنا محض اللہ کی وجہ سے، باپ کو چھوڑ دینا، بھائی بیٹے کو چھوڑ دینا، بہت مشکل ہوتا ہے، لیکن جو ایسا کرے، خدا اور رسول ﷺ کے لئے اس کو کیا ملتا ہے، اللہ فرماتا ہے:

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ

یہ وہ لوگ ہیں، جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو لکھ دیا ہے۔

یعنی ان کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو ثبت کر دیا ہے، پکا کر دیا ہے، ایمان کا نقش رب نے بھر دیا ہے، یعنی وہ اتنا پکا ہے، اس کو کوئی اور محبت مٹا نہیں سکتی، بھائی برادری کی محبت بیٹے باپ کی محبت اس نقش کو مٹا نہیں سکے گی، پہلے نمبر پر تو ان کا ایمان ایسا کامل ہے اور انعام یہ ہے کہ اس کی اللہ نے خود اپنی طرف نسبت کر دی کہ اللہ نے ان کے دلوں پر ایمان کے نقش لگا دیئے ہیں۔

وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ

Marfat.com

اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی روح سے ان کی تائید کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو تنہا نہیں چھوڑے گا، اگرچہ پوری دنیا بھی ان کی مخالف ہو جائے، مگر یہ پکے ایمان والے لوگ اپنی جگہ برقرار رہیں گے، ان کا تقویٰ ان کی حمیت، ان کی جرأت ہمیشہ برقرار رہے گی، اس واسطے کہ یہ دنیا میں کسی کے ریالوں اور ڈالروں کے محتاج نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کی ڈیوٹی لگا دی ہے کہ تم نے ان کی ہمیشہ حمایت کرنی ہے۔

وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اللہ انہیں جنت میں داخل کرے گا، وہ باغات جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

یہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

اللہ ان سے راضی ہوگا اور یہ اللہ سے راضی ہوں گے۔

اس حال میں جنت میں رہیں گے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ

یہ ہے اللہ کی پارٹی، یہ اللہ کی جماعت ہے، یہ اللہ کا گروہ ہے۔

اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

خبردار! جو اللہ کا گروہ ہے، وہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

دوسرا کوئی کامیابی نہیں پا سکتا۔ اب اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے جو ہمارے

Marfat.com

لئے محبتوں کا نصاب تھا، اس کو کھول کے بیان کر دیا اور اس بات کو واضح کر دیا کہ کچھ فرائض ایسے ہیں، جن کو سال کے اندر ایک بار ادا کرنا پڑتا ہے، ایک مہینے کے اندر، اور کچھ فرائض اس انداز کے ہیں کہ وہ فرائض ادا کرتے وقت بندے کو دن میں پانچ مرتبہ وہ فریضہ ادا کرنا پڑتا ہے، مگر یہ اللہ کی محبت کا فریضہ اور رسول اکرم ﷺ کی محبت کا فریضہ، یہ عشق رسول ﷺ کا فریضہ اتنا بڑا فریضہ ہے کہ جس کی بنیاد پر ہر سانس میں بندے پر ادائیگی لازم ہوتی ہے۔

اگر ایک سانس، ایک لمحہ کے اندر بھی، وہ اس فریضہ سے غافل ہو جاتا ہے اور اس فریضہ کو چھوڑ بیٹھتا ہے، تو اس کا اثر کیا پڑتا ہے، وہ ایمان کی حلاوت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس واسطے یہ ایک دائمی فرض ہے، ایک چاہت ہے، ایک کیفیت ہے کہ جس کا مطالبہ کیا گیا ہے، ہر وقت جو مومن اپنے ایمان کو برقرار رکھنا چاہتا ہے، اسے یہ فریضہ اپنے دل میں محفوظ کرنا پڑے گا۔ اب اس کی اساسی گفتگو کو سمجھنے کے لئے اس آیت کا شان نزول دیکھنا چاہیے۔

آیت کا شانِ نزول

اس آیت کے شان نزول کو امام قرطبی نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت کیوں نازل ہوئی۔

اصل میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد گرامی حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے جب کلمہ نہیں پڑھا تھا، یہ اس وقت کی بات ہے، ویسے تو یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اعزاز ہے کہ یہ خود بھی صحابی ہیں، ان کے والد گرامی بھی

Marfat.com

صحابی ہیں، ان کے بیٹے بھی صحابی ہیں اور ان کے پوتے بھی صحابی ہیں، لیکن یہ اس وقت کی بات ہے، جب حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے کلمہ نہیں پڑھا تھا، ایک دن بول رہے تھے کہ:

اَنَّ اَبَاقُحَافَةَ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ

ابوقحافہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کو گالی دی۔

جس وقت انہوں نے گالی دی، تو کیا ہوا

فَصَكَّهٗ اَبُوْبَكْرٍ صَكَّةً

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ کو یوں تھپڑ مارا کہ وہ منہ کے بل گر پڑے۔

فَسَقَطَ مِنْهَا عَلٰی وَجْهِهٖ

جب ابوقحافہ رضی اللہ عنہ اپنے منہ کے بل گرے تو اس کے بعد اٹھے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اَتَی النَّبِیَّ ﷺ

رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے

فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ

عرض کرنے لگے:

یارسول اللہ ﷺ! آج آپ کے بارے میں میرے والد کے منہ سے کچھ لفظ نکل گئے تھے تو مجھ سے برداشت نہ ہوا، وہاں تو میرا امتحان تھا کہ والد بھی ہے،

Marfat.com

بوڑھا بھی ہے اور پھر آپ ﷺ کا معاملہ تھا تو میں نے ایک تھپڑ مارا ہے تو وہ منہ کے بل گرے ہیں۔

فَقَالَ اَوَ فَعَلْتَهٗ

آپ ﷺ نے فرمایا: اے صدیق! کیا تم نے واقعی ایسا کیا ہے؟

تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، ہاں یارسول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لَاتَعُدْ اِلَیْهِ

اے صدیق! آئندہ ایسا نہ کرنا۔

محبوب ﷺ اپنی طرف سے جو شفقتیں فرمانے والے ہیں، اس کا آپ ﷺ اظہار کر رہے تھے، لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! آج جو انداز تھا میرا

وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِیًّا

مجھے اس خدا کی قسم ہے، جس نے آپ کو سچا نبی بنایا ہے

لَوْکَانَ السَّیْفُ مِنِّیْ قَرِیْبًا لَقَتَلْتُهٗ۔ (اسباب نزول:۲۷۷)

اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں باپ کا سر اتار دیتا۔

یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ آپؐ کے بارے میں بولے اور میں اس کو کچھ نہ کہتا، اس وقت پاس کچھ نہیں تھا، میں نے تھپڑ مارا ہے اور اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں کبھی بھی نہ چھوڑتا، اپنے باپ کا سر قلم کر دیتا، جب یہ گفتگو ہو رہی تھی، تو اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

یہ آیت نازل فرمادی کہ:

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے دیوانوں کی اور تمہارے عاشقوں کی یہی شان ہے، ان کا ایمان ان کو مجبور کرے گا، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ تجھے اور مجھے مانیں اور پھر ہمارے گستاخوں کو یہ معاف کردیں، اگرچہ ان کے باپ ہوں گے، پھر بھی یہ نہیں چھوڑیں گے، اور ان سے اس طرح کا معاملہ کریں گے، تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو کلمہ پڑھتا ہے، اس کو یہ حیثیت مل جاتی ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارے
پدر، مادر، برادر، جان مال اولاد سے پیارے

دوسرا شانِ نزول

دوسرا اس کا شانِ نزول حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

قَتَلَ اَبَاہُ عُبَیْدُاللّٰہِ بْنُ الْجَرَّاحِ یَوْمَ اُحُدٍ (اسبابِ نزول: ۷۵۳)

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ الجراح کو اپنی تلوار سے احد کے میدان میں قتل کیا۔

بہرحال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس صحابی ابوعبیداللہ بن الجراح نے جس وقت مخالف کیمپ میں اپنے باپ کو دیکھا ہے، ان سے برداشت نہیں ہوسکا کہ یہ میرے محبوب سے لڑنے کے لئے آگیا ہے اور پھر سلامت واپس چلا جائے، یہ وہ انداز تھا

Marfat.com

جو چشم فلک نے کہیں نہیں دیکھا کہ ایک انسان کی محبت میں لوگ یہاں تک چلے گئے ہیں کہ ان کو اپنے رشتے بھول گئے ہیں اور اپنے رشتوں کی محبتیں بھول گئی ہیں، اور والدین کے ساتھ جو پیار ہے، وہ ختم ہو گیا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب جراح کو قتل کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں یہ آیت نازل کردی ہے کہ ایمان والوں کا مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ انکا ایمان برقرار تب رہتا ہے، جب ایمان کو محفوظ کرنے کے لئے جو بھی ان کو اپنے محبوبوں کا مخالف نظر آتا ہے یا دشمن نظر آتا ہے اور پھر وہ گستاخیاں کرتا ہے تو یہ اس سے زمین کو پاک کر کے اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ ہمارے دل اور سر پر صرف ایک محبوب ﷺ کی محبت کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔

یہی وہ صورتِ حال تھی، جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا تھا تو ان کی امی کہتی تھیں کہ اے سعد! واپس آجاؤ، ورنہ میں مر جاؤں گی، اس نبی ﷺ کو چھوڑ دو اور اس دین کو چھوڑ دو تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تھا:

لَوْ كَانَتْ لَكَ اَلْفُ نَفْسٍ فَخَرَجَتْ نَفْسًا نَفْسًا مَا تَرَكْتُ دِيْنِيْ هٰذَا لِشَيْءٍ

میری امی تیری ایک جان ہے، جس کی تم مجھے دھمکی دے رہی ہو کہ میں واپس آجاؤں، ورنہ تم مر جاؤ گی، تم مر کے کیا کر لو گی، اگر تمہاری ہزار جانیں ہوں، ہر جان کے نکلنے پر تم مجھے warning دو کہ سعد واپس آؤ، ورنہ میں مر جاؤں گی، میری ماں تجھے ہزار بار مرتا دیکھوں گا، مگر ایک بار بھی در حبیب ﷺ سے واپس نہیں آؤں گا۔

اس آیت کے شانِ نزول کو اسباب نزول کے اندر بیان کرتے ہوئے یہ کہا

Marfat.com

گیا کہ بالخصوص یہاں جو آ رہا ہے،

أَوْ أَبْنَاءَهُمْ

خواہ وہ بیٹے ہی کیوں نہ ہوں، گستاخ ہوں اور بیٹے ہوں، تو پھر بھی مومن ان سے تعلق نہیں رکھ سکتا۔

یہاں پر بطور خاص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا گیا، دیگر کتب تاریخ الخلفاء میں عبدالرحمن بن ابی بکر کے لحاظ سے ہے، جس وقت انہوں نے اسلام لانے کے بعد کہا تھا کہ اے ابا جان! جنگ بدر میں آپ میری تلوار کے نیچے آ گئے تھے اور میں نے اس لئے چھوڑ دیا تھا کہ آپ میرے والد ہیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے، اٹھ کے بیٹھ گئے اور چہرہ سرخ ہو گیا، فرمایا:

لَوْ أَهْدَفْتَ لِي يَوْمَ بَدْرٍ لَمْ أَنْصَرِفْ عَنْكَ

تم نے مجھے چھوڑ دیا تھا، اگر بدر کے دن تم میری تلوار کے نیچے آتے، تو میں تجھے کبھی بھی معاف نہ کرتا۔

لیکن اس مقام پر قرطبی میں حضرت عبداللہ ؓ کے حوالہ سے یہ ذکر ہے کہ جس وقت بدر کے دن صفیں بنیں، تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ میرا بیٹا مخالف صف میں کھڑا ہے تو نبی اکرم ﷺ سے اجازت مانگی، یا رسول اللہ ﷺ! ابھی جنگ کا آغاز نہیں ہوا، وہ ایک ایک پہلوان کر کے نکلیں گے، پھر دو دو کر کے نکلیں گے، پھر تین تین، پھر دست بدست لڑائی ہو جائے گی، یہ سارا منظر بعد میں ہو گا، میں چاہتا ہوں، باپ بیٹے کی لڑائی پہلے ہو جائے، مجھے اجازت دو کہ میرا بیٹا جو مخالف سمت

Marfat.com

میں کھڑا ہے، میں اس کے پاس جا کر بدلہ لوں اور اس کو بتاؤں کہ تم کس انداز میں میرے محبوب ﷺ کے خلاف نکلے ہو، اس دن میرے نبی ﷺ نے یہ جملہ بولا تھا:

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَتِّعْنَا بِنَفْسِكَ یَا اَبَابَکْرٍ

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر! اپنی جان سے مجھے فائدہ دو تم میرے لئے کتنے ضروری ہو،

اَمَا تَعْلَمُ اَنَّكَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ

تم یوں ہو، جیسے آنکھیں اور کان ہوتے ہیں۔

تم میری آنکھیں ہو اور میرے کان ہو، ابو بکر میں تجھے کیسے اجازت دے دوں، لہٰذا جو معاملات ہوں گے، ہوتے رہیں گے، سرکار دو عالم ﷺ اسی دن ہی خلافت کی نوید سنا رہے تھے، آنکھیں اور کان سے تشبیہ دے کر پوری ملت اسلامیہ کے اندر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جو مرتبہ تھا، رسول پاک ﷺ نے اس کو واضح فرمایا ہے اور قرآن مجید کی آیت نازل ہوگئی کہ یہ ہے ایمان کہ اگر ان کو اپنا بیٹا اپنے محبوب ﷺ کے خلاف نظر آجائے تو اس کو بھی قتل کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور فوراً ارادہ کر لیتے ہیں۔

اَوْ اِخْوَانَهُمْ

خواہ وہ ان کے بھائی ہوں۔

اس سلسلے میں بھی وہ اپنا انداز یہی رکھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جو بطور خاص کردار ہے، وہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا ہے، جنہوں نے بدر کے دن

Marfat.com

اپنے بھائی عبید بن عمیر کی کھوپڑی جدا کر دی، بدر کے دن چشم فلک نے عجیب نظارہ دیکھا کہ بھائی بھائی کو قتل کر رہا ہے، وہ گہرے رشتے آج اس بنیاد پر، اس نظریے کے لحاظ سے بدل گئے ہیں، یہ نہیں دیکھا جا رہا کہ رنگ ایک ہے یا بولی ایک ہے یا خون ایک ہے، بلکہ یہ دیکھا جا رہا ہے کہ وہ پیغمبر کا عاشق ہے یا گستاخ ہے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاظ سے اس کی حیثیت کیا ہے۔

یہ اصل میں ملت اسلامیہ کی بنیادی طور پر روح ہے اور یہ ہماری رشتہ داریوں کی بنیاد ہے، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن اپنے بھائی عبید کو قتل کر کے اس بات کو واضح کیا کہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سارے عالم ایجاد سے پیارے
پدر، مادر، برادر، جان مال اولاد سے پیارے

أَوْ عَشِيرَتَهُمْ

خواہ کنبہ ہی کیوں نہیں ہے، ان سے بھی ٹکرائے ہیں۔

یعنی

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَتَلَ خَالَهُ الْعَاصَ بْنَ هِشَامِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ يَوْمَ بَدْرٍ (تفسیر قرطبی ۹/۲۷۵-۲۷۶)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بدر کے دن خود قتل کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کرتے ہوئے

Marfat.com

اپنی چمکتی تلوار سے اس بات کو ثابت کیا کہ ساری محبتوں سے بالاتر جو محبت ہے وہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی محبت ہے، اس محبت کی opposition میں جو بھی آئے گا، خواہ چچا ہو یا ماموں ہو خواہ باپ ہو، یا بیٹا ہو، اس کو بھی معاف نہیں کیا جائے گا۔

ایسے ہی (عشیرۃ) کے لحاظ سے یہ بھی ہے کہ حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما بدر کے دن اپنی برادری کے لوگوں کو، عتبہ اور شیبہ کو تلواروں سے ٹکڑے کر دیا تھا اور یہ ثابت کیا تھا کہ ہمیں ربِ ذوالجلال نے جو دین دیا ہے، اس دین کی بقاء کے لئے ضروری ہے کہ جو بھی ہمارے محبوب ﷺ کے خلاف آئے گا، ہم یہ نہیں دیکھیں گے کہ اس سے رشتہ داری کیا ہے، ہم یہ دیکھیں گے کہ یہ ہمارے نبی ﷺ کا گستاخ ہے، لہٰذا ان کا فیصلہ ہماری تلواریں کریں گی۔

یہ مقدس شخصیات کا کردار تھا کہ جن کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، ان لوگوں نے یہ کام کیا تو اللہ نے یہ انعام دیا اور قیامت تک کیلئے اللہ نے یہ پیغام دیا کہ قیامت تک مومن وہی رہے گا کہ جو اس نقشِ قدم پر چلے گا، یعنی ایسے کچی لسی کے ایمان والے لوگ اللہ کے نزدیک محبوب نہیں ہو سکتے اور ان کے ایمان کو اللہ اپنی طرف سے کتابت قرار نہیں دیتا، جو یہ کہیں کہ ایمان بھی رہے گا اور رشتہ داری بھی رہے گی، ایمان بھی رہے گا، برادری بھی رہے گی، ایمان بھی رہے گا اور بھائی ہے یا باپ ہے، اگر گستاخ ہے لیکن باپ اور بھائی تو ہیں، یہ بھی رہیں گے۔ نہیں نہیں، اللہ تعالیٰ نے جھڑک کے فرمادیا کہ

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

Marfat.com

ایسی قوم ہرگز مومن نہیں ہوسکتی، جو ایمان بھی رکھے اور ان گستاخوں کا دھیان بھی رکھے۔

فرمایا، نہیں نہیں، بلکہ وہی مومن رہے گا کہ جو اسی انداز میں اپنے ایمان کے تقاضے پورے کرے گا۔ اس وقت میں آیت کے بعد ایک چھوٹا سا sketch بیان کرنا چاہتا ہوں کہ آج جو اعتقادی طور پر مرض ہے، جو کینسر کی طرح امت میں آیا ہے اور جسد ملت کو جس نے کھوکھلا کیا ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں نے منصب نبوت کو بالکل مذاق سمجھ لیا ہے کوئی کہتا ہے بڑے بھائی جیسے ہیں، کوئی کہتا ہے گاؤں کے چودھری جیسے ہیں اور کوئی کہتا ہے، ڈاکیے جیسے ہیں، یہ انداز لوگوں نے اپنایا ہوا ہے، حالانکہ

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

منصب نبوت کا جو مقام ہے اور اس کی جو حیثیت ہے، وہ عرش سے بھی نازک تر ہے، اس واسطے انسان کو اس سلسلہ میں پوری طرح حساس ہونا چاہئے کہ کہیں کوئی ایسا جملہ اس کی زبان سے نہ نکلے۔ اتنی نزاکت کسی شیشے میں نہیں ہے جتنی منصب نبوت کے اندر موجود ہے اور اتنا تقدس کسی شبنم کے شفاف پن میں نہیں ہے، جتنا کروڑ مرتبہ اس سے زائد تقدس اللہ نے منصب نبوت کو عطا فرمایا ہے۔

اس واسطے اس منصب نبوت کا ایک انداز ذہن میں رکھتے ہوئے پھر ہمیں survey کرنا چاہیے کہ آج اگر بیرونی محاذ پر ہمیں شورشیں نظر آرہی ہیں اس کے اسباب اندرونی محاذ میں موجود ہیں اور کچھ لوگ اندرونی محاذ کے اندر جو ہیں، انہوں

Marfat.com

نے دروازہ کھولا ہے کہ جس کی وجہ سے بیرنی محاذ پر اتنی قباحتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ اس لیے ہم صدق دل سے، خلوص اور ایمان کی اس مجلس کے اندر ان کو دعوت فکر دیں گے کہ اگر کوئی ایسا شخص ایسا دھندہ کر رہا ہے تو خدارا اس ملت پہ احسان کرتے ہوئے اپنی ان باتوں سے باز آ جائے، تا کہ جو بیرونی غیر مسلم ہیں، ان کو پتہ چلے کہ مسلم امہ اپنے محبوب ﷺ کے بارے میں کس قدر عالی نظریات رکھنے والی ہے۔ یہاں پر سب سے پہلے حسب المفتین کا فتوی بیان کرنا چاہتا ہوں، اس کے بعد اس کا ماخذ بیان کروں گا، البحر المحیط میں امام علم الھدی نے اس کو بیان کیا ہے۔

مَنْ شَتَمَ النَّبِيَّ ﷺ

جس شخص نے نبی ﷺ کو گالی دی

اَوْ اَهَانَهٗ

یا اہانت کی

اَوْ عَابَ فِيْ اُمُوْرِ دِيْنِهٖ اَوْ شَخْصِهٖ اَوْ فِيْ وَصْفٍ مِنْ اَوْ صَافِهٖ

یا جس نے آپ کے امور دینیہ میں عیب لگایا یا ذاتی معاملے میں عیب لگایا۔

شخص سے مراد رسول اکرم ﷺ کی ذات ہے اور تشخص ہے، مثال کے طور پر آپ کا قد مبارک ہے اور آپ کا چہرہ مبارک ہے، آپ کے ہاتھ مبارک ہیں، آپ کے خاکہ شخصی کے لحاظ سے کوئی عیب لگاتا ہے کہ معاذ اللہ ناک اس طرح کی تھی، اس میں عیب بیان کرنا مقصود ہو، اور تو اور رہا، یہاں تک کہ فتاوی عالمگیری میں یہ کہا گیا

لَوْقَالَ اِنْعِلِ النَّبِيِّ ﷺ نُعَيْلٌ يَكْفُرُ

Marfat.com

اگر رسول اکرم ﷺ کے نعلین میں سے ایک کو حقارت کی نگاہ سے اتنا کہہ دے گا کہ یہ چھوٹا جوتا ہے، اس کا ایمان سلامت نہیں رہے گا۔

اَوْ فِیْ وَصْفٍ مِّنْ اَوْصَافِہٖ

یا رسول اکرم ﷺ کے اوصاف میں سے کسی وصف پر کوئی بندہ hit کرتا ہے۔

اب اس میں عموم آ گیا کہ وہ hit کہاں کرے گا، ذات پر یا تعلیمات پر یا پھر اوصاف پر، یہ پہچانئے کہ یہ دھندہ کیسے ہوتا ہے۔

آج ہمارے ہاں کچھ مغرب زدہ لوگ اور اپنے تئیں نام نہاد دانش ور اور مفکر، وہ محبوب ﷺ کے مرتبے کو عام سمجھتے ہیں۔ میں ان لوگوں کی بات کر رہا ہوں جو Oxford سے مسلمانوں کے بچے پڑھ کے آئے تھے، آج بولتے ہوئے ان کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ ہم ایک پیغمبر کے بارے میں اپنی زبان کھول رہے ہیں اور جو سارے رسولوں کے سردار ہیں، ان کے بارے میں بول رہے ہیں۔ تو وہ بولتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی سنت کی توہین کر جاتے ہیں،

داڑھی مبارک پر کوئی جملہ بول جاتے ہیں، سرکار ﷺ کی تعلیمات کے بارے میں کہہ دیتے ہیں کہ یہ سخت ہیں، یہ ظالمانہ حدود ہیں، یہ فلاں ہیں، یہ فلاں ہیں، اس طرح کا کوئی جملہ بول جاتے ہیں تو یہ نہ سمجھو کہ ڈنمارک میں اگر کوئی گستاخی کرے تو وہ گستاخی ہوتی ہے نہیں نہیں! اگر کوئی اسلام آباد میں گستاخی کرتا ہے تو وہ بھی یوں ہی ہوتی ہے، اگر کوئی گوجرانوالہ میں یوں بولتا ہے، تو وہ بھی گستاخی ہوتی ہے۔ کیوں؟

Marfat.com

ہمارے رسول اکرم ﷺ کی سنت ہمارے لئے final طریقہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے اس پہ جو تنقید کرے گا اس نے سرکار دو عالم ﷺ کی توہین کی ہے۔ یہ شریعت اللہ کی طرف سے فائنل شریعت ہے اور اس پر جو تنقید کرے گا، وہ توہین رسالت کر رہا ہے۔ ایسے ہی نبی اکرم ﷺ کی ذات کا معاملہ ہے، جو محبوب ﷺ کو معاذ اللہ یوں تشبیہات دے، لوگو دیکھو! کہیں میری کرسی کے نیچے تو نہیں بیٹھے ہوئے، کہیں یہاں تو نہیں ہیں، اس طرح کی باتیں کر کے رسول اکرم ﷺ کے نور کو تولنے کی کوشش کرے، علوم کے بارے میں اپنی طرف سے کہتا پھرے اور یہاں تک کہہ جائے کہ ان کو کل علم تو آتا نہیں تھا، بعض میں ان کی کیا فضیلت، ایسا تو زید، عمر، بکر، پاگلوں اور حیوانوں کو بھی حاصل ہے، اس طرح کی جو باتیں کر رہا ہے تو وہ شخص نبی ﷺ کی ذات پر بھی تنقید کر رہا ہے، اوصاف پر تنقید کر رہا ہے۔

تنقید کے لحاظ سے وہ سنت پر تنقید کرے، شریعت پہ تنقید کرے، سرکار ﷺ کے پیکر پہ تنقید کرے یا سرکار ﷺ کی صفات پر تنقید کرے، یہ سارے لوگ برابر کے مجرم ہیں، ان سب کو گستاخانہ صف میں برابر کا شمار کیا جائے گا

یہاں پر تو یہ تھا کہ اس گستاخی کا رخ کس طرف ہے، تو نبی اکرم ﷺ کے یہ شعبہ جات ہیں، ان میں سے کسی کی طرف اگر رخ ہوگا تو گستاخی شمار ہوگی، اب یہ کہ وہ گستاخ ہیں کون؟ آگے فرماتے ہیں:

سَوَاءٌ كَانَ الشَّاتِمُ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَوْ غَيْرِهَا سَوَاءٌ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ذِمِّيًّا أَوْ حَرْبِيًّا

Marfat.com

وہ جس نے رسول ﷺ کی ذات، وصف یا تعلیمات پر تنقید کی ہے، وہ امت محمدی ﷺ سے ہو یا اس کے علاوہ ہو، آگے عام ہے کہ وہ اہل کتاب سے ذمی ہو یا حربی ہو، وہ گستاخ قرار پائے گا۔

سَوَاءٌ كَانَ الشَّتْمُ اَوِ الْاِهَانَةُ اَوِ الْعَيْبُ صَدَرَ عَنْهُ عَمْدًا اَوْ قَصْدًا اَوْ سَهْوًا اَوْ جِدًّا اَوْ هَزْلًا

خواہ اس نے گستاخی ارادے سے کی ہو، یا اس نے سہو سے کی ہو،

سہو کا مطلب یہ ہے کہ وہ گستاخی کا نظریہ رکھتا ہے اور اس نظریے میں بھول گیا تھا، بھول سے اس نے وہ گستاخی گھڑی ہوئی ہے، یعنی نظریاتی الجھن میں آ کر اس نے وہ گستاخی کر دی ہے۔

یا وہ گستاخی مذاق کے انداز میں ہو یا سنجیدگی کے انداز میں ہو۔

علامہ علم الھدی فرمانے لگے، سب میں برابر کا مجرم ہے، رسول اللہ ﷺ کی گستاخی جس انداز میں ہو اور جس انداز میں بھی وہ اہانت کرے تو اس کو کیا کہا جائے گا، وہ فرماتے ہیں:

فَقَدْ كَفَرَ خُلُودًا

وہ دائمی کافر ہو گیا۔

بِحَيْثُ اِنْ تَابَ لَمْ تُقْبَلْ تَوْبَتُهُ اَبَدًا

اس لحاظ سے کہ اگر وہ توبہ بھی کرے گا تو اس کی توبہ کبھی قبول نہیں ہوگی۔

وَحُكْمُهُ فِي الشَّرِيْعَةِ عِنْدَ مُتَاَخِّرِ الْمُجْتَهِدِيْنَ اِجْمَاعًا اَلْقَتْلُ

Marfat.com

شریعت میں متاخرین مجتہدین کے نزدیک اس گستاخ کا حکم یہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

وَلَا یُدَاهِنُ سُلْطَانٌ اَوْ نَائِبُهٗ فِیْ حُکْمِ قَتْلِهٖ

اس کے قتل کے معاملے میں بادشاہ یا بادشاہ کا نائب کسی مصلحت کو نہ دیکھے۔

بادشاہ ہو یا اس کا نائب ہو، جس کے پاس وہ case پہنچا ہے تو شریعت کہتی ہے کہ وہ کبھی بھی اس گستاخ کو مہلت نہ دے۔ آج یہی حکومتیں گستاخوں کو راتوں رات کسی کو جرمنی پہنچا دیتی ہیں اور کسی کو کسی اور ملک میں پناہ دیتی ہیں، جب کہ شریعت مطہرہ نے جس شخص کو مسلمانوں کا حاکم کہا ہے، اس پر لازم کیا ہے کہ اگر ایسی گستاخی ہو گئی تو حاکم اور اس کے نائب پر لازم ہے کہ وہ کسی مصلحت کا شکار نہ ہو، فوراً اس شخص کو جس نے توہین کی ہے اور ثابت ہو گئی ہے، اس بندے کو قتل کر دیا جائے۔

وَاِنْ فَاتَ فِیْ قَتْلِهِ الْمَصَالِحُ الدُّنْیَوِیَّةُ

اگر چہ اس کے قتل سے دنیا کی بہت سی مصلحتیں ضائع ہو رہی ہوں۔

مثلاً قتل کریں گے تو حکومتیں خلاف ہو جائیں گی، قتل کریں گے تو قرضہ نہیں ملے گا اور ہر طرف سے boycott ہو جائے گا، تنگی ہو جائے گی تو شریعت مطہرہ نے یہ واضح کیا کہ اگر چہ اس گستاخ کے قتل کی وجہ سے تمہاری خوراک بند ہو جائے، تمہارا پانی بند ہو جائے اور تمہاری زمین تنگ ہو جائے پھر بھی حاکم اسلامی پر لازم ہے کہ اس کو جیتا جی نہ رہنے دے، اگر چہ خود کو زندگی کسی طریقہ سے گزارنی پڑے، جتنی بھی دنیا کی مصلحتیں فوت ہوتی ہوں ہو جائیں مگر کبھی بھی گستاخ گستاخی کر کے

Marfat.com

اس زمین پر زندہ رہنے کا حقدار نہیں ہے پھر فرماتے ہیں:

لِاَنَّهٗ حَدٌّ وَجَبَ فَلَا يَسْقُطُ بِالتَّوْبَةِ

یہ ہمارا فتویٰ کیوں ہے؟ اس گستاخ کا جو قتل لازم ہوا تو بطور حد لازم ہوا اور حد ایسی چیز ہے، ثابت ہو جائے تو ساقط نہیں ہوتی، جب تک کہ نافذ نہ کر دی جائے۔

كَحَدِّ الْقَذْفِ (حسب المفتین: ۳۳۷)

مثال کے طور پر حد قذف ہے۔

ایک شخص نے کسی پاکدامن مرد پر الزام لگا دیا تھا کہ اس نے بدکاری کی ہے اور اس الزام کو ثابت نہیں کر سکا تو الزام لگانے والے پر حد قذف لگائی جائے گی، جس کو اس نے کہا کہ اس نے برا کام کیا ہے، وہ کوئی نبی نہیں ہے، وہ کوئی رسول نہیں ہے، وہ کوئی غوث، قطب ابدال نہیں تھے، وہ کوئی صدیق اور اوتاد نہیں ہے، عام سا بندہ تھا، لیکن اس نے جرم نہیں کیا تھا، اس پر اس نے الزام لگایا تو اب شریعت نے اس بندے پر حد قذف کا حکم لگایا، یہ مجرم کروڑ بار توبہ کرے، ایک بار بھی توبہ قبول نہیں ہوگی، کوڑے اس کو ضرور مارے جائیں گے، یہ حد کا قانون ہے کہ حد اگر ثابت ہو جائے تو حد ساقط نہیں ہوتی، تو یہ لوگ جن کی گستاخیاں ہیں اور یہ گستاخ رسول ﷺ کا مسئلہ جو میں بیان کر رہا ہوں، اس کے قتل کا جو فتویٰ دیا، اس کا سبب یہ تھا، کہنے لگے، یہ حد ہے اور حد اً اسکو قتل کیا جائے گا۔

شریعت کی حد ثابت ہو جائے تو ساقط نہیں ہوتی، توبہ کا اس میں دخل ہی کوئی نہیں ہے، سوچنے کی بات ہے کہ ایک عام بندے کی عزت اتنی ہو، جس نے

Marfat.com

نبی ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے، وہ سب سے نچلے درجہ والا ہے، مومن ہے اور پاکباز ہے، اس کے بارے میں اگر کسی نے گستاخی کر دی تو اس کی توبہ قبول نہیں ہے، لیکن وہ جو شہنشاہوں کے شہنشاہ ہیں، نبیوں کی نبی ہیں اور رسولوں کے قائد ہیں، اس کے بارے میں جو کوئی بھونکتا پھرے، کہہ دیا جائے،، توبہ قبول ہوگئی۔

نہیں نہیں، اس کی توبہ کیسے قبول ہو جائے گی، یہ حد کی بنیاد پر جب قذف کی سزا توبہ کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتی، تو توہین رسالت کی سزا توبہ کی وجہ سے ساقط کیسے ہو جائے گی۔ لہٰذا کسی عرب لیگ کو یہ کب حق پہنچتا ہے یا او آئی سی (O.I.C) کو یا کسی دنیا کے بادشاہ یا کسی حرم کے امام کو یا سعودی حکمران کو کہ وہ کسی کو معاف کر دے کہ ہم فلاں صحافی کو معاف کر دیتے ہیں، وہاں کے وزیر اعظم نے معذرت کر لی ہے، ان کو ہم چھوڑ دیتے ہیں، یہ کسی کے چھوڑنے کا مسئلہ نہیں ہے، یہ رب ذوالجلال کا جو دیا ہوا قانون ہے، اس کے مطابق یہ ہے کہ اگر گستاخ زندہ ہے، تو پوری ملت شرمندہ ہے، اگر گستاخ کا سر اتارا جائے گا تو پوری ملت کا قرض اتر جائے گا، اس واسطے ناموس رسالت کے لحاظ سے یہ مسئلہ ہے۔

یہاں معافی وغیرہ کا جو چکر ہے، یہ ایک پراپیگنڈہ ہے۔ حقوق العباد تو خدا بھی معاف نہیں کرتا، بندہ کون معاف کرے گا۔ یہ ہمارے نبی ﷺ کا حق ہے، اگر کسی میں صلاحیت ہے، تو گنبدِ خضراء سے معافی کا پروانہ لے لے اور اگر نہیں لے سکتا تو پھر اس کو غلاموں کی تلوار کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اس فتوی کا جو میں نے بیان کیا، اس کا میری اپنی سوچ کے مطابق ماخذ کیا

Marfat.com

ہے؟ قرآن وسنت کی بہت سی آیات اس کا ماخذ ہیں۔ بالخصوص بخاری شریف کی جو حدیث شریف ہے، وہ اس کا ماخذ ہے، وہ کیا ہے کہ میرے محبوب ﷺ سواری پہ بیٹھے ہیں، گدھے پہ تشریف فرما ہیں، مدینہ شریف کی گلی ہے، عبداللہ بن ابی ابن سلول کا محلہ ہے، وہاں سے جس وقت وہ سواری گزری ہے، ایک روایت میں ہے کہ وہ شور زدہ زمین تھی، کوئی غبار اٹھا ہوگا تو عبداللہ بن ابی ابن سلول نے ناک چڑھائی اور اللہ کی قسم اٹھا کے سرکار مدینہ ﷺ کے گدھے کی توہین کی کہنے لگا:

وَاللّٰهِ لَقَدْ آذَانِیْ نَتْنُ حِمَارِكَ

خدا کی قسم! تمہارے گدھے کی بدبو نے مجھے تکلیف دی ہے۔

جب اس نے یہ لفظ بولے، اب یہاں مسئلہ غور کرنے والا ہے کہ میں نے جو پہلے آپ کو قسمیں بیان کی ہیں، یہ اس سے بھی آگے کا معاملہ ہے۔

جب اس نے یہ کہا کہ آپ ﷺ کے گدھے کی بدبو نے مجھے تکلیف دی ہے تو یہ توہین، نبی ﷺ کی ذات کی نہیں تھی، یہ سرکار ﷺ کی شریعت کی توہین نہیں تھی، یہ نبی ﷺ کی صفات کی بھی توہین نہیں تھی کہ ان کو دیوار کے پیچھے کا بھی پتہ نہیں، یہ بھی نہیں جانتے، وہ بھی نہیں جانتے۔ یہ محبوب ﷺ کی سواری کی توہین تھی، اس میں نہ تو سرکار ﷺ کی ذات کی توہین ہے، نہ آپ ﷺ کی تعلیمات کی توہین ہے، نہ آپ ﷺ کی سنت کی توہین ہے اور نہ آپ ﷺ کی صفات کی توہین ہے اس میں گدھے کی توہین ہے۔ جو ہے تو گدھا مگر سرورِ کونین ﷺ کا گدھا ہے۔

ان کے بارے میں اگر آج کا مزاج ہوتا بعض لوگوں کا ہے۔

Marfat.com

لوگ کہتے ہیں، کوئی نہیں، انسانی حقوق بڑے ہوتے ہیں اور اگر کوئی ایسا کر دے تو چھوٹی موٹی بات ہو ہی جاتی ہے۔ یہ فلاں لوگ ہیں غصے میں آجاتے ہیں اور فتوی بازی شروع کر دیتے ہیں۔ میں کسی Narrow Minded مفتی کی بات نہیں کر رہا، میں اس مفتی کی بات کرتا ہوں کہ جس نے سرکار ﷺ سے پوچھے بغیر فتوی دیا تھا اور عرشیوں کے مہمان نے فتوی منظور فرمالیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سرکار ﷺ کے صحابی ہیں، ادھر عبداللہ بن ابی ابن سلول منافق ہے اور ادھر سرکار کے خادم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ موتہ کے میدان میں شہید ہوئے تھے اور قادر الکلام شاعر تھے اور جرنیل صحابی تھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن لیا کہ کس بدبخت نے میرے نبی ﷺ کے گدھے کو بدبو والا کہا ہے، اگر یہ ہوتا کہ خود تو مانو، لیکن جو کوئی کہتا ہے، کہنے دو، اس کو کچھ نہ کہو، یہ بھی ہمارے ہاں نظریہ promote کیا جاتا ہے کہ تم اپنا نظریہ پیش کرو، جو کوئی بندہ جو کچھ کہتا ہے، اس کو کہنے دو۔

یہ اسلام کی پالیسی نہیں ہے کہ جو کہتا ہے، اس کو کہنے دو اور تم صرف اپنی بات کرو۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ موقف سچا ہوتا تو وہاں پر کھڑے ہو کے نعت خوانی شروع کر دیتے۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی

ہم اپنی بات کرتے ہیں اور اس کو کچھ نہیں کہتے، لیکن حضرت عبداللہ بن

Marfat.com

رواحہ رضی اللہ عنہ نے واضح کیا کہ نعت پڑھنے کے مقام اور ہوتے ہیں اور نعت پڑھانے کے مقام اور ہوتے ہیں، فرمایا، یہ مقام ناموسِ رسالت پہ پہرہ دینے کا ہے، جب تک میں اس گستاخ کی خبر نہیں لوں گا، اس وقت تک نعت پڑھنی مجھے نہیں آئے گی۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کیا جملہ بولا:

وَاللّٰہِ لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَطْیَبُ رِیْحًا مِّنْکَ (بخاری شریف:۱/۳۷۰)

خدا کی قسم! اے بے وقوف! میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا گدھا تجھ سے خوشبو والا ہے۔

قسم کی دو صورتحال تھیں، ایک تو یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے، یقیناً اس میں بھی ثواب ملتا کہ تم والشمس، والضحیٰ ہو، طٰہٰ و یٰسٓ ہو، تم سراج منیر ہو، بشیر و نذیر ہو، رحمۃ اللعالمین ہو، سید المرسلین ہو، یہ ساری صفتیں تھیں۔

دوسرا انداز کیا تھا کہ آپ تو ہیں جو کچھ ہیں اور یقیناً ہیں، لیکن جس نے گدھے کی گستاخی کی ہے، آخر وہ بھی تو کچھ ہے، اس کو بھی واضح کرنا چاہیے، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی صدارت میں پوچھے بغیر فتویٰ دے دیا کہ اگرچہ تو شکلِ انسانی میں ہے، لیکن گدھے کے پیشاب سے بھی برا ہے، جو گدھا میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گدھا ہے، یہ الفاظ جلالین کے ہیں کہ:

وَاللّٰہِ لَبَوْلُ حِمَارِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَطْیَبُ رِیْحًا مِّنْکَ

خدا کی قسم! میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے گدھے کا پیشاب بھی تجھ سے خوشبو والا ہے۔

اب یہ پالیسی واضح ہوئی کہ مومن کے ایمان کو بچانے کے لیے کچھ ذرائع ہیں ورنہ ایمان نہیں رہ سکے گا، ایمان ختم ہو جائے گا۔ جب ایسی بے ہودگی ہو تو ان

Marfat.com

لوگوں کو ان کے حوالے سے جواب دینا پڑے گا کہ وہ کیا ہیں، ان کی حیثیت کیا ہے، کیا پدی کیا پدی کا شوربا۔

کیا ہو سکتا ہے کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول سرکار ﷺ کے گدھے کے بارے میں بولے لہٰذا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے واضح جواب دیا:

وَاللّٰهِ لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَطْيَبُ رِيْحًا مِّنْكَ

خدا کی قسم! میرے رسول ﷺ کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبو والا ہے۔

اب یہاں پر ایک جام ساد ماغ تو یہ کہہ سکتا تھا کہ نبی ﷺ کی بات ہی نہیں ہوئی، نہ آپ کی سنت پر تنقید ہوتی ہے، نہ علم پر تنقید ہوئی ہے، یہاں پر لڑنے کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں، یہ گدھا ہے، گدھے کی کیا عظمت ہے، لیکن حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ لڑے اور بتایا کہ یہاں گدھا بھی عظمت والا بن گیا ہے کیونکہ یہ سرکار ﷺ کی سواری بن گیا ہے۔ یہ سبب تھا لوگو! کہ جس پھٹی پر قرآن رکھتے ہو، اس پہ پھر تم قدم نہیں رکھتے کہ یہ قرآن کی جگہ ہے۔ جس لکڑی پہ قرآن آجائے تو لکڑی کی شان بڑھ جائے، تو جس پیٹھ پہ صاحب قرآن آجائے، اس کی شان کیوں نہیں بڑھے گی۔

لہٰذا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے قیامت تک کے لئے یہ سبق دیا کہ یہ معاملہ بڑا ہی حساس ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی توہین کی نیت سے یہ کہہ دے گا کہ ہمارے نبی ﷺ کے کپڑے میلے ہیں، اس کا بھی ایمان نہیں رہ سکے گا۔

اس واسطے جو رب ذوالجلال نے مرتبہ و مقام دیا ہے اسکے پیش نظر کوئی ایسا

Marfat.com

لفظ مومن سواری کے بارے میں بھی برداشت نہیں کر سکے گا۔ آج اگر وہ تسلسل کے ساتھ عقیدہ برقرار رہتا تو کسی کو یہ خاکے بنانے کی جسارت نہ ہوتی کہ جو گدھے کے گستاخ کو یوں مارتے ہیں، وہ سرکار ﷺ کی ذات کے گستاخ کو کیسے چھوڑیں گے۔ یہ صورتحال اس لئے بگڑی ہے کہ درمیان میں ایک پارٹی آگئی، کہ جنہوں نے گدھا تو گدھا رہا سرکار ﷺ کی ذات کے بارے میں بولنا شروع کر دیا کہ ان کے بھی دو ہاتھ ہیں، ہمارے بھی دو ہاتھ ہیں وہ ہم جیسے ہیں، ہم ان جیسے ہیں، اس کا نتیجہ کیا نکلا کہ غیروں کو یہ خاکے بنانے کی ہمت ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی فکر کو بخاری سے پیش کرتے ہوئے بین الاقوامی فورم پر اس بات کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم وہ نہیں ہیں، جو پیغمبر کو ڈاکیا کہیں یا بڑا بھائی کہیں یا ان کو گاؤں کا چودھری کہیں، کہاں کا ڈاکیا اور کہاں کی ڈاک، یہ ڈاک کا معاملہ نہیں، عظمتِ شاہِ لولاک ﷺ کا معاملہ ہے۔

اب دیکھنا چاہئے کہ یہاں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے گدھے کی گستاخی نہیں ہونے دی اور صرف یہ نہیں کہ زبان سے کہا بلکہ جوتوں اور مکوں سے لڑائی کی، اگرچہ یہ ساتھی تھوڑے تھے، محلہ اس کا تھا، کچھ کھانی بھی پڑی، مگر پھر بھی یہ ثابت کیا کہ اگر میں سوچوں گا کہ ساتھی اکٹھے کروں تو پھر آؤں تو اس وقت تک ایمان کیسے بچا کے لے جاؤں گا۔

بالخصوص یہ بات قابل غور ہے۔ نبی ﷺ تشریف فرما ہوں تو کس کی مجال ہے کہ وہ فتویٰ دے، سید عالم ﷺ یہاں تک فرماتے ہیں کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ

Marfat.com

السلام آجائیں تو انہیں مجھ سے پوچھ کے چلنا پڑے گا جو میں کہوں گا، وہ انہیں کرنا پڑے گا، میری اتباع کے بغیر وہ نہیں چل سکیں گے۔

تو یہ کیسے ہوا کہ ایک نیا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا تو صحابی کو پوچھنا چاہیے تھا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ یہ مسئلہ بیان فرمائیں کہ اگر کوئی شخص آپ کے گدھے کو بدبو والا کہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ یہ ایک نیا مسئلہ تھا، پہلے اس کی کوئی مثال نہیں تھی، پہلے ایسی توہین نہیں ہوئی تھی، اس مسئلے کا حکم پہلے صحابہ کرام نے نہیں سنا تھا، ان کو معلوم نہیں تھا اور مسئلہ پیدا ہو گیا تو صحابی کو پوچھنا چاہیے تھا، یارسول اللہ ﷺ آپ کے گدھے کو کوئی بدبو والا کہے تو اس پر خاموشی کرنی چاہیے یا اس پہ بولنا چاہیے، اگر بولنا چاہیے تو کیا بولنا چاہیے، پھر صرف بولنا ہی چاہیے یا ہاتھ بھی کھولنا چاہیے، ہمیں کیا کرنا چاہیے، یہ ساری باتیں پوچھنے والی تھیں مگر انہوں نے نہیں پوچھیں۔

حالانکہ سانس بھی سرکار ﷺ کی اجازت سے لیتے تھے تو کیا بتایا کہ ایسے معاملے میں سرکار دوعالم ﷺ کے پوچھنے تک کا انتظار کریں گے تو ایمان کیسے بچائیں گے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سرکار ﷺ کے ہوتے ہوئے اپنا فتویٰ نافذ کر دیا، بولنا شروع کر دیا، جملہ بھی گھڑ لیا کہ یہ بولوں گا، پھر مارنا بھی شروع کر دیا، بازا اور جنگ کی، رسول اکرم ﷺ نے بیٹھ کے سارا نظارہ دیکھا، اس کو رد نہیں کیا کہ فتویٰ درست نہیں، یہ تمہارا کام درست نہیں، سرکار ﷺ خوش ہوئے کہ یہ میری امت ہے جو میرے گدھے کے ناموس کی حفاظت کرتی ہے وہ میری ناموس کی کتنی نگہبان ہوگی۔

Marfat.com

محتشم سامعین حضرات:

بات بڑی قابل غور ہے۔ یہاں پر ہم اس بات کو واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کسی ملک کی حکومت اور کہیں کی عدالتیں گستاخوں کو پناہ دیتی ہیں تو ہم نہ کسی عدالت کو مانتے ہیں نہ کسی کے حکم کو مانتے ہیں، ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو ماننے والے ہیں۔ جب نبی ﷺ بیٹھے ہوں تو اس وقت فتوے کی ضرورت نہیں ہے تو آج کے کسی مفتی کے فتوے کی کیا ضرورت ہے، کوئی بندہ پہلے یہ کہے کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ فلاں نے یہ گستاخی کی ہے تو اس کا حکم کیا ہے؟ نہیں نہیں، ان مفتیوں کے فتوی کی ضرورت نہیں ہے، حکم کا تجھے پتہ ہے، اس حکم کو نافذ کر دو، اللہ تمہارے اجر کو پورا کر دے گا۔

اس واسطے ناموس رسالت کا یہ ایکٹ اور اس کی حیثیات سارے قوانین سے جدا ہیں، بلکہ اس لحاظ سے بھی شریعت کے اندر یہ قانون ہے کہ جو قاضی ہو وہ گواہ نہیں ہو سکتا، ایک شخص نے آنکھوں سے دیکھا کہ ایک بندہ چوری کر رہا تھا اس نے خود دیکھا، اسی کا کیس اس جج کے پاس آ گیا، وہ اس کو پہچانتا ہے کہ وہ میرے سامنے چوری کر رہا تھا، اب جب مدعی نے اس کو چور کہا تو جج پر ضروری ہے کہ کہے گواہ پیش کرو، اپنے دیکھنے پر فیصلہ نہیں کر سکتا، اگر اپنی گواہی دیتا ہے تو پھر جج کوئی اور بنے، یہ گواہ بنے، جو جج ہو وہ گواہ نہیں، جو گواہ ہو، وہ جج نہیں، قربان جائیں ناموس رسالت کے تحفظ پر یہاں ہر بندہ جج بھی ہے گواہ بھی ہے، مفتی بھی ہے، قاضی بھی ہے، جس کو پتہ چل گیا ہے وہ اپنا حق پورا کرے، رب ذوالجلال اس کے اجر کو پورا فرما دے گا۔

Marfat.com

اب اس مقام پر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فتوی جاری کر دیا، محبوب ﷺ نے سن لیا، ان کو نافذ رکھا تو قیامت تک یہ ثابت ہوا کہ ہمارے محبوب ﷺ کی عظمت اور آپ ﷺ کا مقام یہ ہے کہ اگر گدھے پر تشریف فرما ہو جائیں تو یہ کسی کی مجال نہیں کہ کوئی اس کو بد بو والا کہے، تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انہیں صحابہ کرام پر کوئی hit کرے، انہیں خلفاء کو اور ان کے سسرال پر کوئی تنقید کرے، ان کے دامادوں پر تنقید کرے، نہیں نہیں، یہ سارا معاملہ دین کو cover کر رہا ہے، ان ساری احتیاط کے حدود پر جو مسلک قام ہے، اس کو اہلسنت کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔

یہاں پر یہ بات بھی ضمناً عرض کرتا جاؤں، ویسے وہ آج موضوع نہیں ہے۔ یہاں پر ایک گدھے کا معاملہ ایسا آ گیا حالانکہ مقابلہ میں تو انسان ہے اور انسان کے بارے میں اللہ کا فرمان ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ

ہم نے سب سے خوبصورت شکل انسان کو دی ہے۔

تو گدھے کے مقابلے میں کچھ تو انسان کا لحاظ رکھنا چاہئے تھا، پھر یہ ہی انسان نمازیں بھی پڑھتا ہے، جہاد بھی کرتا روزے بھی رکھتا ہے، اس کے باوجود اس کی کسی چیز کا لحاظ نہ کیا گیا تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے قیامت تک ہمارے لئے دین واضح کر دیا کہ یہ نہ دیکھو، گدھا ہے یا انسان ہے، کلمہ گو ہے، یا گدھا ہے، یہ نہ دیکھو کہ اس کی صورتحال کیا ہے۔ اب گدھے کے مقابلے میں انسان، گدھے کے مقابلے میں پرہیزگار، نمازی اور مجاہد، کسی کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے یہ ثابت کیا:

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اگر نبی اکرم ﷺ کی فرمانبرداری گدھا کرتا ہے تو ہمیں وہ گدھا اچھا ہے اور اگر انسان سرکش ہے تو ہمیں اس سے گدھا پیارا لگتا ہے اور خوشبو والا لگتا ہے، اس واسطے کہ سارے کا سارا مدار نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اچھے تعلق پر ہے۔

اب یہاں پر معافی اور سنت کے لحاظ سے ایک بڑا مغالطہ دیا جاتا ہے کہ ہمارے نبی اکرم ﷺ تو دشمنوں کے لئے چادر بچھاتے تھے اور دشمنوں کو معاف فرمادیتے تھے اور تم اتنے غصے سے تقریریں کرتے ہو، امت کا مزاج تم پختہ کر رہے اور امت کو تم فتنوں کی طرف لا رہے ہو، یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہمارے آقا ﷺ تو دشمنوں کے لئے بھی چادر بچھادیتے تھے، معافی آپ کی شان تھی اور اگر کوئی گستاخی کرتا ہے تو ہمیں بھی معاف کردینا چاہئے۔ اس کے بارے میں اتنی سختی کیوں ہے۔

انہیں سوچنا چاہئے کہ سنت کیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے اگر اپنے دشمن کو معاف کیا ہے تو اس میں سنت یہ بنی کہ ہم بھی اپنے دشمن کو معاف کردیں، سرکار ﷺ اپنے دشمن کو چاہے تو معاف کریں، چاہے تو معاف نہ کریں۔ اگر سرکار ﷺ نے کسی دشمن کو معاف کیا ہے تو امت کو کیا سبق ملا کہ امتی بھی اپنے دشمن کو معاف کر دے، لیکن یہ تو سبق نہیں ملا کہ امتی اپنے آقا کے دشمن کو معاف کردے۔

Marfat.com

یہاں الٹی گنگا بہتی ہے، بڑے بڑے نام نہاد مفکر ٹی وی کی سکرین پر امت کے ایمان کو لوٹنے کے لئے لفظوں کی بنڈیاں سجا کے بیٹھے ہوئے ہیں کہ سرکار ﷺ نے رحمت کا سبق دیا، وہ رحمۃ اللعالمین ﷺ ہیں، ہاں وہ ضرور رحمت ہیں، مگر آپ ﷺ نے رحمت کیا سکھائی، آپ کا دشمن تھا اسے آپ ﷺ نے معاف کر دیا، فرمایا، میرے امتیو! تمہارا دشمن آ جائے تو اس کو معاف کر دیا کرو، سرکار ﷺ نے یہ حق نہیں دیا کہ تم میرے دشمن کو معاف کر دو۔

سرکار ﷺ نے جب حق نہیں دیا تو وہ کتنا بڑا موذی ہے جو سرکار ﷺ سے حق چھیننا چاہتا ہے، حق سرکار ﷺ کا ہے، چاہیں تو معاف کریں، چاہیں تو نہ کریں، بندے کا حق نہیں، امتی کا حق نہیں، ہاں امتی کا یہ حق ہے کہ اس کو جو تھپڑ مارے، یہ اس کو دعا دے، پتہ چلے کہ اس نے کوئی سنت سے سبق سیکھا ہے، اس کے اپنے دشمن آ جائیں تو ان کے لئے چادریں بچھا دے، پتہ چلے، یہ سنت کو سمجھنے والا ہے۔

لیکن یہاں بالکل معاملہ برعکس ہے۔ اپنے دشمنوں کے سر اتارتے ہیں اور سرکار ﷺ کے دشمنوں کے سامنے چادریں بچھاتے ہیں، یہ بہت بڑی فکری غلطی ہے اور بہت بڑا سجدہ سہو نکالنے کا مقام ہے۔ لہٰذا میرے محبوب ﷺ کا دشمنوں کو معاف کرنا، اس سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہم سرکار ﷺ کے دشمنوں کو معاف کریں۔

اس سے ہمارے لئے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم سرکار ﷺ کے دشمنوں کے لئے وہ کچھ کریں، جو صحابہ نے کر کے دکھایا ہے اور اپنے دشمنوں کو یوں معاف کریں جیسے سرکار ﷺ نے معاف کر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں بھی سرکار ﷺ کا حق ہے،

Marfat.com

چاہیں تو معاف کریں، چاہیں تو نہ کریں۔ معاف کیا بھی ہے اور سزا بھی دلوائی ہے،
یہ ایک ہی پہلو نہیں ہے، بلکہ سزا دلوانے میں بھی رحمۃ اللعالمینی کا حصہ ہے،
آپ ﷺ نے گستاخ کو سزا دلوائی ہے، فتح مکہ کے موقع پر کعبہ کے پردوں سے نکال
کے ابن خطل کا سر قلم کیا ہے، سزا اس کو دلوائی ہے، فرمایا، اس کو نہیں چھوڑیں گے،
اس نے مجھے ستایا ہے، میری گستاخیاں کرتا رہا ہے، وہ

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ

والا نعرہ لگا ہوا تھا، مگر پھر بھی اس موذی کو معاف نہیں کیا تھا بلکہ یہاں تک کہ
مصنف عبدالرزاق میں یہ بات موجود ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
کہتے ہیں، نبی ﷺ نے باقاعدہ اس پر ترغیب دی۔

عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَبَّهٗ رَجُلٌ فَقَالَ مَنْ يَّكْفِيْنِيْ عَدُوِّيْ فَقَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا فَبَارَزَهٗ فَقَتَلَهٗ

(مصنف عبدالرزاق: ۴/۹۸)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں کہ ایک بندے نے نبی اکرم ﷺ
کو گالی دے دی

فَقَالَ مَنْ يَّكْفِيْنِيْ عَدُوِّيْ

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، میرے غلامو! اس کا کون سر اتارے گا،
باقاعدہ اعلان کیا، مطلب یہ ہے کہ یہ بولی کی بیع ہے، بیچی جنت ہے اور
بولی دے کر بیچنی ہے، کون ہے جو اس کا سر اتارے اور جنت لے جائے۔ جس وقت

Marfat.com

آپ ﷺ نے یہ اعلان کیا۔

فَقَالَ الزُّبَيْرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَا فَبَارَزَهٗ فَقَتَلَهٗ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تلوار لے کر کھڑے ہوئے اور کہ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اس کو قتل کروں گا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کا سر اتار دیا۔

گویا کہ اے محبوب ﷺ! جو تجھے گالی دے، اس سے بدلہ زبیر لے گا، اسی طرح مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ

إِنَّ امْرَأَةً كَانَتْ سَبَّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ يَكْفِينِي عَدُوِّيْ فَخَرَجَ إِلَيْهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَتَلَهٗ.

(مصنف عبدالرزاق: ۹۸/۴)

ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ کو گالی دی تو آپ ﷺ نے فرمایا، کون ہے جو میرے دشمن کو قتل کرے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ ﷺ میں اس کا سر اتاروں گا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اس گستاخ عورت کا سر اتار دیا۔

یہ احادیث سے میں نے شواہد بیان کیے کہ محبوب ﷺ نے بدلہ لیا بھی ہے اور یہ آپ ﷺ کی صفت رحمت پر کوئی تنقید نہیں ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اصل میں اس کائنات کا بچاؤ یہ سب سے بڑی رحمت ہے اور یہ کچھ گستاخ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے زمین پر زلزلوں کے خطرے ہوتے ہیں، وہ اگر باقی رہیں گے تو کائنات درہم برہم ہوسکتی ہے، ان کے زندہ ہونے کیوجہ سے زمینیں بانجھ ہوسکتی ہیں، آسمان

Marfat.com

سے بارش کا نزول رک سکتا ہے، اب وہاں پر رحمت یہی ہے کہ اس کمینے کو ہٹاؤ تا کہ دنیا تو سانس لے سکے۔ لہٰذا یہ بھی سید عالم ﷺ کی رحمت کا معاملہ ہے کہ جہاں یہ سمجھا کہ ان کا صفایا ضرور ہونا چاہیئے ورنہ زمین پھٹ جائے گی، اللہ برداشت نہیں کرے گا، اس واسطے محبوب ﷺ نے ان کو سزائیں دلوائی ہیں اور وہ بھی رحمت پھیلانے کے لئے دلوائی ہیں۔

یہاں پر سید عالم ﷺ کا تحفظ ناموس رسالت کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا جو انداز تھا، اس کی ایک دو مثالیں عرض کرتا ہوا اپنی بات کو سمیٹتا ہوں۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو دَبّہ اور امان کے علاقے کا گورنر بنایا گیا اور ان کو وہاں بھیجا گیا۔

فَلَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

جس وقت نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا

مَنَعُوا الصَّدَقَةَ

تو وہاں کے لوگوں نے صدقہ دینے سے انکار کر دیا

فَدَعَاهُمْ حُذَيْفَةُ اِلَى التَّوْبَةِ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ یہ اسلام کا فرض ہے یہ تمہیں دینا پڑے گا، وہ بڑے خطرناک نکلے

قَالُوْا فَاَسْمَعُوْهُ شَتْمَ النَّبِیِّ ﷺ

انہوں نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا اور رسول اکرم ﷺ کو گالیاں دینا

Marfat.com

شروع کر دیں۔

جس وقت وہ یوں بھونکے تو حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے لفظ سنو:

فَقَالَ لَهُمْ حُذَيْفَةُ اِسْمَعُوْنِىْ فِىْ اَبِىْ وَاُمِّىْ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ظالمو! مجھے، میرے باپ کی گالی دے دو، میری ماں کی گالی دے دو

وَلَا تُسْمِعُوْنِىْ فِى النَّبِىِّ ﷺ

میں سرکار ﷺ کے بارے میں برداشت نہیں کرسکتا۔

مجھے میرے باپ کی گالی دو، مجھے میری ماں کی گالی دو، وہ تو برداشت کرسکتا ہوں، مگر اپنے محبوب ﷺ کے بارے میں برداشت نہیں کرسکوں گا، جب وہ باز نہیں آئے تو حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا تو فوراً اسلامی شہروں کا لشکر پہنچا اور ان لوگوں کے سر اتار کر یہ واضح کیا ہے کہ اگرچہ نبی اکرم ﷺ روضہ پاک میں تشریف لے گئے ہیں، مگر ان کی محبت پر پہرہ دینے والے عشاق باقی ہیں۔ لہٰذا کسی کو گالی دینے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور جو ایسا کرے گا، اس سے زمین کو پاک اور صاف کر دیا جائے گا۔ یہی معاملہ سید عالم ﷺ کی ظاہری حیات میں جو داستان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عشق کی ہے، اس سے ثابت ہے کہ حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ جس وقت میدان بدر میں زخمی ہوئے اور آپ کی اولین شہادت تھی، حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کو زخمی حالت میں صحابہ اٹھا کے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں لے آئے، اب تصور کرو، وہ میدان

Marfat.com

بدر اور محبوب ﷺ کا خیمہ اور یہ زخمی صحابی، ادھر روح نکل رہی ہے اور تڑپ رہے ہیں، جب ان کو محبوب ﷺ کے سامنے رکھا گیا تو میرے محبوب ﷺ نے اپنا قدم تھوڑا سا آگے کیا، پتہ نہیں کہ آگے کرنے کی حکمت کیا ہوگی، مگر عاشق کی معراج ہوگئی۔

فَوَضَعَ خَدَّهُ عَلَى قَدَمِهِ الشَّرِيفَةِ

حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنا رخسار قدم مبارک پر رکھ لیا۔

نبی اکرم ﷺ کا قدم مبارک ہے اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کا بہتا خون ہے اور تڑپتا لاشہ ہے، جان نکل رہی ہے، اپنا رخسار سرکار ﷺ کے قدموں پہ رکھا اور نعرہ لگایا:

قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَوْ رَآنِيْ اَبُوْ طَالِبٍ لَعَلِمَ اَنِّيْ اَحَقُّ بِقَوْلِهِ

یارسول اللہ ﷺ! کاش کہ ابو طالب آج زندہ ہوتے تو جو بات انہوں نے اپنے بارے میں کی تھی تو انہیں پتہ چلتا کہ وہ اس نعرے کے مستحق نہیں، میں اس نعرے کا مستحق ہوں۔

جناب ابو طالب نے نبی اکرم ﷺ کا ایک قصیدہ لکھا تھا، وہ بڑا شاندار قصیدہ ہے، اس میں سرکار ﷺ کی بڑی تعریفیں کی ہیں، اس قصیدہ میں یہ کہہ دیا تھا:

وَنُسْلِمُهُ حَتّٰى نُصَرَّعَ دُوْنَهُ

وَنَذْهَلُ عَنْ اَبْنَاءِنَا وَالْحَلَائِلِ

یہ وہ نبی ہیں کہ جن کے گرد پہرے دیں گے، جن کو سلامت رکھیں گے اور ہم جن کا پوری طرح دفاع کریں گے،

Marfat.com

کس انداز میں؟

حَتّٰی نُصَرَّعَ دُوْنَہٗ

ان کے آگے ہمیں پچھاڑ دیا جائے گا، ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا، مگر انہیں ہم آنچ نہیں آنے دیں گے۔

کس انداز میں حفاظت کریں گے:

وَنَذْھَلُ عَنْ اَبْنَاءِ نَا وَالْحَلَائِلِ

ہم اپنی بیویوں کو بھی بھول جائیں گے اور اپنے بیٹوں کو بھی بھول جائیں گے۔

مگر اس محبوب ﷺ کی عزت پہ پہرے دیں گے۔ یہ ان کا جملہ تھا، جو انہوں نے کہا تھا۔ اب وقت شہادت ہے، حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ، سرکار ﷺ کے قدم پہ رکھا ہوا ہے، فرمایا، اگر آج ابو طالب رضی اللہ عنہ دیکھتے تو جو شعر انہوں نے لکھا تھا، اس کو پورا میں نے کر کے دکھایا ہے، یہاں ہم اپنی بیویوں کو بھولے ہیں، اپنے بچوں کو بھولے ہیں، اے محبوب ﷺ! ہم آپ کی محبت میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔

یہی انداز حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کا تھا۔ جس وقت میدان احد کے اندر وہ زخمی پڑے تھے، نبی اکرم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا کہ جاؤ سعد رضی اللہ عنہ کو تلاش کرو اگر وہ تمہیں زندہ ملیں تو انہیں میرا سلام کہنا۔ ان کے بھیجنے میں حکمت تھی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں زخمیوں کے پاس سے گزرتا گزرتا آگے پہنچا تو مجھے سعد رضی اللہ عنہ نظر آئے مگر روح نکل رہی تھی، سانس اکھڑ

Marfat.com

چلی تھی، یعنی بالکل دم گھٹنے کو تھا، میں پہنچ گیا۔

اِذَا بِهٖ سَبْعُوْنَ ضَرْبَةً

بدن پر ستر زخم لگے ہوئے تھے۔

تلواروں کے، تیروں کے، نیزوں کے، پھالوں کے، اس انداز میں آخری سانس لے رہے تھے، میں پہنچ گیا اور میں نے جا کر کہا: اے سعد رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تجھے سلام کہتے ہیں۔ اب دیکھو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محبت اور عشق میں جو حق ادا کیا ہے، سب کچھ چھوڑ کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نکلے ہیں اگر اس میں کچھ بھی محبت کچی ہوتی تو موت سے رنگ اتر جاتا، موت کے منہ میں بیٹھ کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، اس انداز میں کہ چہرہ کھل اٹھا اور مسکرا پڑے۔

چاروں طرف سے کانٹوں میں گھرا ہوا ہے پھول
پھر بھی کھلا ہوا ہے، عجب خوش مزاج ہے

فرشتے بھی حیران ہیں کہ اتنے زخم لگے ہوئے ہوں، تو بندہ مسکرا کیسے سکتا ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے سلام جس وقت سنا، تو کہنے لگے:

میرا بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرنا۔

اب یہاں پر احساس پوچھتا ہے کہ سلام دینے کا وقت کیا ہے، روح نکل رہی ہے، اس قیمتی وقت میں کس کو یاد کر رہے ہو، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے زخموں سے بہتا خون بھی آواز دے رہا تھا

Marfat.com

وہ جن کی دیپ جذبوں کو سرد ہونے نہیں دیتی
وہ جن کی یاد سے ساری بلائیں بھاگ جاتی ہیں

وہ جن کے ذکر سے سوئی امیدیں جاگ جاتی ہیں
وہ جن کے عشق میں باغ جناں میں بلبلیں بولیں
وہ جن کے عشق میں شجر یقین سے کونپلیں نکلیں

اگر سولی ملے ان کی محبت میں گوارہ ہے
جو ہر تلخی مٹائے ان کے چہرے کا نظارا ہے

سلام دیتے ہوئے کہا:

جَزَاكَ اللّٰهُ عَنِّی خَيْرَ مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ

سرکار ﷺ کو حاضر وناظر سمجھ کے خطاب کے صیغہ سے کہا کہ

میرے نبی ﷺ میں یہ دعا مانگ رہا ہوں کہ اللہ میری شہادت کا ثواب بھی آپ ہی کو عطا فرمادے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ جس وقت دنیا سے جارہے تھے تو اس وقت انہوں نے ایک چٹھی لکھی تھی اور آج ڈنمارک کے خاکوں کے بعد وہ چٹھی ہمیں پڑھنی چاہیے اور سنانی چاہیے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا تھا:

اِنَّهٗ لَا عُذْرَ لَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَبْلِغْ قَوْمَكَ مِنِّی السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُمْ اِنَّ سَعْداً يَقُوْلُ لَكُمْ اِنْ تُخْلِصَ اِلٰى نَبِيِّكُمْ وَمِنْكُمْ عَيْنٌ تَطْرِفُ

Marfat.com

(الاصابۃ:۳/۷۷، سیر اعلام النبلاء: ۳/۱۹۸)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی روح نکل رہی تھی اور یہ فتوی سنا رہے تھے۔

اے قیامت تک کے عشاق! اگر تم میں سے ایک شخص کے زندہ رہتے ہوئے بھی ہمارے نبی ﷺ کی توہین ہوگئی، اللہ اس ایک کو بھی معاف نہیں فرمائے گا۔

مِنْكُمْ عَيْنٌ تَطْرِفُ

ایک باقی ہو۔

اس کے علاوہ دیگر شہید ہو چکے اور وہ ایک قیامت کے دن عذر پیش کرے کہ یا اللہ! ساری دنیا تو اجڑ چکی تھی، میرا کوئی ساتھی نہیں تھا، میں اکیلا تھا، میں باطل سے ٹکراتا تو کیسے، میری تو کوئی power نہیں تھی، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میرا یقین ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں وہ بہانہ قبول نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نہیں ٹکرایا، ایک زندہ رہا، تجھے مر جانا چاہیے تھا، تجھے شہید ہو جانا چاہیے تھا۔ اب سوچو! اگر ایک شخص بھی ہو تو وہ مجرم قرار پائے گا اور آج ہم جو کروڑوں ہیں، ہمارے زندہ ہوتے ہوئے یہ گستاخیاں کی جاتی رہیں اور ان سے بدلہ نہ لیا جائے تو قیامت کے دن کیا ہمارا جواب ہوگا؟ پوری دنیا میں سرکار ﷺ کے دیوانے عشاق کروڑوں کی تعداد میں موجود ہوں اور گستاخ مسلسل گستاخیاں کرتے جائیں، ان کا ہاتھ نہ روکا جائے اور ان کے سر نہ اتارے جائیں تو کل قیامت کے دن نبی اکرم ﷺ کے سامنے کس منہ سے پیش ہو سکیں گے۔

میرے محبوب ﷺ کے صحابی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جاتے ہوئے پیغام دیا

Marfat.com

ہے جو اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ جیسے بھی حالات ہوں، جتنے بھی تلخ ماحول میں سے بندہ گزر رہا ہو، اس کا ایمان تب برقرار رہ سکے گا، جب وہ ناموس نبی ﷺ کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرے گا اور اپنا قرض پورا اتار کے رہے گا۔

اس واسطے، میں تو یہ سمجھتا ہوں اور اس پیغام کو شرق وغرب کے اندر ہم نے پوری اساسی حیثیت کے ساتھ اجاگر کیا ہے اور اس پر ابھی ہمارے ذمے اتنا ہی قرض باقی ہے، جتنا ملت کے دوسرے سپوتوں کے ذمہ قرض باقی ہے، لیکن مل جل کر اس قرض کو اتارنے کے لئے ہمیں کوششیں کرنی چاہئے۔

اگر ایسے گستاخ خاکے بنائیں اور اس کے بعد وہ اپنی طبعی موت مرے تو کل قیامت کے دن ہمارا جواب بڑا مشکل ہوگا، ہم کیا بتا سکیں گے کہ اتنی زندگی پا گئے اور وہ بستر پر طبعی موت مرے، اگر ملت کا کوئی ایک بندہ بھی اٹھ کے ان کے سر اتارے گا تو پوری ملت کا قرض اتر جائے گا۔ اس واسطے آج بھی حرارت ایمان ملت کے جگر میں موجود ہے اور یہ میرا ہی نہیں، ہر مرد باوفا اور ہر مرد حر کا اور ہر مومن کے دل کا یہ نغمہ ہے۔

نبی کے نام پر مٹنا شہادت ہی شہادت ہے
فضاءِ جیل میں رہنا عبادت ہی عبادت ہے
ہم اس عشق کے قائل نہیں جو دید سے بھڑکے
ہمیں تو نام نامی بھی حرارت ہی حرارت ہے
بدن کی بوٹی بوٹی ہو، زبان کڑوی نہیں ہوتی
نبی کے نام میں ایسی حلاوت ہی حلاوت ہے

Marfat.com

لگا کے جان کی بازی بتایا ہے یہ عامر نے
جوان کی راہ میں پگھلے سلامت ہی سلامت ہے

گواہی دے رہی ہیں آج بھی دیواریں برلن کی
نہیں ہے خودکشی یہ تو شہادت ہی شہادت ہے

خلد میں مسکراتے ہوں گے عامر سرخرو ہوکر
مگر ہنلر کے بیٹوں کو ندامت ہی ندامت ہے

اے آصف کلمہ حق کی صدا اپنی ڈیوٹی ہے
سزا اس جرم کی جو ہو سعادت ہی سعادت ہے

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جو ہمیں پیغام دیا تھا، اس پیغام کے لحاظ سے اس دور کے اس اہم مسئلے پر ہمیں سوچنا ہے اور اس سلسلے میں اپنی ڈیوٹی کو پورا کرتے ہوئے ہمیں کچھ لوگوں کا مواخذہ بھی کرنا ہے اور اس بات کو بیان کئے بغیر میری گفتگو کبھی بھی پوری نہیں ہو سکتی کہ وہ لوگ جنہوں نے یہ رستے بنائے ہیں، انہیں اپنے کیے پہ یقیناً ندامت ہے، آج ان کو ندامت ہے کہ پوری دنیا میں ایک احتجاج اٹھا ہے اس احتجاج میں جو روح تھی وہ روح یقیناً امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدے کی تھی۔ اس بات کو ماننا پڑے گا اور کھلے دل سے ماننا پڑے گا کہ جن لوگوں نے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ کو شرک کہا تھا آخر ان لوگوں نے اس کے **sticker** کیوں چھاپے، آج حجاز مقدس کے کونے کونے پہ دیواروں پر اور دوکانوں پر اور کاروں پر اگر یہ لکھا ہے:

Marfat.com

لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

تو ہم پوچھتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر شرک تھا تو اب کیسے جائز ہوا اور اگر شرک نہیں تھا تو پہلے تم نے کیوں جرم کیا، اس واسطے اگر آج کہتے ہو:

فِدَاکَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

مُشْتَاقُوْنَ لِرُاْیَاکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

نُحُوْرُنَا دُوْنَ نَحْرِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

اگر آج تم سمجھتے ہو کہ اس کو بولنا ضروری ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ یہ نہ ماننے کی وجہ سے باطل کے حوصلے بڑھے ہیں، اگر شروع سے یہ بولا جاتا تو باطل پرستوں کو یہ آج بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہیں، آج بھی اُن کا ان کے ساتھ تعلق ہے اور ان کا گزارہ ان کے بغیر نہیں ہے۔ انہیں پتہ چلتا کہ ہم تو آگ کے شعلوں کو دعوت دیں گے، اگر ہم ان کے پیغمبر کے خاکے بنائیں گے، یہ سب سے بڑی غلطی ہے، اس جرم پر ان کا کلمہ پڑھ کے سجدہ سہو نکالنا چاہئے کہ جو انہوں نے پہلے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شرک کہا اور اب اسکے نعرے حجاز مقدس میں لکھے ہیں اور باقی بھی ہر جگہ تم نے دیکھا، اگر بیت المقدس کے سامنے سے ریلی گزری تھی تو اجتماع بیت المقدس کا تھا لیکن نعرہ اس میں بریلویوں کا تھا۔

لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

تو یہ کسی کی بھول ہے کہ یہ چند لوگ ہیں جو پاکستان یا انڈیا میں رہتے ہیں، نہیں نہیں، بریلویت تازہ پھولوں کی مہک کا نام ہے اور جو دنیا میں ایمان کا گلشن

Marfat.com

ہے، اس مہک کو اسی نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اب قدس کی ریلی ہو، مصر کی ریلی ہو، مراکش کی ریلی ہو، ہر ریلی کا نعرہ وہی ہے جو ہمارا نعرہ ہے تو اس نعرے کو جن لوگوں نے گھٹن میں بھی محفوظ رکھا اور اپنی روح سے اس کی حفاظت کی ہے، تو ماننا پڑے گا کہ اگر آج باطل کے خلاف ان کو حرارت محسوس ہوتی ہے تو وہ عقیدہ تھا، جس عقیدے پر اہل سنت نے پہرہ دیا ہے اور ان لوگوں کی طرف سے خرابی تھی کہ دن رات درس دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، یہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ بس ڈاک دینے ہی آئے تھے، اور

حَسْبُنَا اللّٰهُ حَسْبُنَا اللّٰهُ

کہہ کہہ کے جس کا تعلق ابو جہل کے مقابلے میں تھا، کہ اللہ فرماتا ہے، اے محبوب ﷺ ان کو کہو، ابو جہل کی کوئی ضرورت نہیں، میرے لئے اللہ کافی ہے۔

انہوں نے اس کو پیغمبر کے مقابلے میں پڑھنا شروع کیا ہوا تھا، حسبنا اللہ کو پیغمبر کی opposition بنایا ہوا تھا کہ نبی کی کوئی ضرورت نہیں، اللہ کافی ہے، تو پھر اب بتاؤ، نبی ﷺ کی ضرورت کیوں پڑی۔

لہٰذا پتہ چلا کہ یہ غلط سوچ ہے جو سید عالم ﷺ کے بارے میں کہہ رہے تھے کہ وہ ڈاک دے کے چلے گئے، اب پیچھے کیا ہے، نہیں نہیں، ان کے بغیر ایک منٹ بھی زمین کا نہیں گزر سکتا، آسمان باقی نہیں رہ سکتا، ایمان نہیں رہ سکتا۔ اس واسطے ان لوگوں کو اب تائب ہونا چاہئے اور اس رستے پہ آنا چاہئے، جو

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ

Marfat.com

کا ہے۔

اللہ کی اس رسی کو پکڑ لیں۔

وَلَا تَفَرَّقُوْا

اور پھر ہم سے آگے پیچھے نہ ہوں، یہ سیدھی سڑک شفاعت نگر کی ہے۔ یہاں یہ بات بھی ہر ذی عقل مانے گا کہ خاکوں میں گستاخی ہوئی تو کیا تھا، لکیریں بنی ہوئی تھیں، ایک شخص اس ذات کی مثل بنانے پر تل گیا، جس کی مثل رب نے نہیں بنائی، گستاخی ہوگئی کہ تم نے یہ کاغذ پہ لکیریں کیوں بنائیں؟

ساری دنیا اٹھی، اگرچہ بعد میں وہاں بم وغیرہ نصب کیا گیا، لیکن اصل گستاخی خاکہ بنانا ہی ہے، جب Phillip Hitti نے سیرت کی کتاب لکھی تھی اور نبی ﷺ کو معراج کیطرف جاتے دکھایا تھا کہ آپ ﷺ سواری پہ بیٹھے ہیں اور جبریل علیہ السلام نے نکیل پکڑی ہوئی ہے تو ساری دنیا نے کہا کہ یہ تم نے شان رسالت میں گستاخی کی ہے، جب اللہ انکی مثل کوئی نہیں پیدا کرتا، تو تم نے تصویر کیسے بنائی۔

ایک ہے کاغذ پر لکیریں بنانا اور وہ لکیریں یہ بولیں کہ ہم مسلمانوں کے نبی کی مثل ہیں، اگر مثل نہ کہا جائے تو اور کوئی احتجاج نہ ہوتا، ان لکیروں پر احتجاج کیوں ہوا کہ ان لکیروں کو ہمارے نبی ﷺ کی مثل کہا گیا، دیکھنے والا سمجھ سکتا ہے کہ بنانے والے نے کہہ دیا ہے کہ یہ لکیریں مثل ہیں، اب خود تم مجھے فتویٰ دو، یہ تم میں سے ہر بندہ فتویٰ دے سکتا ہے، ایک ہے کسی کی کاغذ پر لکیریں بنانا اور ایک ہے اس کو منہ پر گالی دینا، تو کیا منہ سے بولنا بڑا جرم ہے یا لکیریں بنانا بڑا جرم ہے۔

Marfat.com

لکیریں تو سمجھنے کے لیے کوئی دماغ کھپائے گا، اس کے بعد جا کے بات بنے گی، خاکہ پورا ہوگا اور پھر گستاخی نکلے گی، زبان سے فوراً لفظ بنیں گے اور گستاخی بن جائے گی، فتویٰ تم سے یہ پوچھ رہا ہوں، اگر کاغذ پر لکیریں بنا کر ان کو سرکار ﷺ کی مثل کہا جائے تو گستاخی ہے، تو جو خود اپنے منہ سے کہے کہ میں مثل ہوں، تو یہ گستاخی کیوں نہیں؟ کاغذ پہ لکیریں بنیں تو یہ گستاخی ہے اور ایک جیتا جاگتا بندہ اپنے منہ سے کہے کہ میں ان کی مثل ہوں اور ان کی طرح ہوں، تو یہ کیا چھوٹی گستاخی ہے؟

کوئی بندہ بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکے گا۔ اگر کاغذ پہ بے جان خاکہ نبی ﷺ کے بارے میں خاموش لکیریں توہین ہے تو چلتا پھرتا چھ فٹ کا بندہ جو کہتا ہے، میں ان کی مثل ہوں، اس نے کتنی بڑی گستاخی کی ہے۔ اس واسطے:

میرؔ بھی کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

اگر یہ سمجھیں کہ یہ لوگ ناموس رسالت پہ پہرہ دے سکتے ہیں تو یہ بھول ہے، نہیں نہیں، رستے ان کے بنائے ہوئے ہیں، قادیانی کے لئے ہوں یا Danish کمپنیوں کے لئے ہوں، ان لوگوں نے یہ دھندہ بنا رکھا ہے اور کوئی کام ہی نہیں ہے، یہ توحید ہے، درس قرآن ہے، یہ تبلیغ ہے اور یہ ختم بخاری ہے، جب تک اپنے آپ کو نبی ﷺ کی مثل نہ کہہ لیں۔ اس وقت تک چین ہی نہیں آتا، اس سے ان لوگوں کے حوصلے بڑھ گئے، جو ہر روز اپنی مثل کہتے رہتے ہیں، ہم کہہ دیں گے تو کیا ہوگا، ان کو پتہ چلا کہ یہ مثل کہنے والے اس امت کے دو نمبر لوگوں کا طبقہ ہے۔ اصل

Marfat.com

وہ ہیں، جو ان کو کسی کی مثل نہیں مانتے، تب احتجاج ہوا، ورنہ جو خود ان کی مثل بنے، کاغذ کی مثل پر کیا اعتراض ہونا تھا، منہ چھپانے کے لئے اٹھے، وقتی مصلحتیں تھیں اور سیاستیں تھیں اور پھر چپ ہو گئے۔ ہمارا یہ مشن باطل کے لئے ہمیشہ رہے گا اور ہم قرآن وسنت کو سامنے رکھتے ہوئے اس بات کو واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم وہ ہیں کہ ہم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تک یہ کہا ہے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل اللہ پیدا کر ہی نہیں سکتا۔

یہ مسئلہ برصغیر میں اٹھا تھا، جب ایک شخص نے کہا تھا کہ اگر اللہ چاہے تو بیک جنبش قلم کروڑوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کر سکتا ہے، تو اس پر امام فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب لکھی تھی اور کہا تھا،

کروڑوں کیا، اللہ ایک بھی پیدا نہیں کر سکتا، تم کہتے ہو رب چاہے تو کروڑوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کر سکتا ہے۔

اسماعیل دہلوی نے کہا تھا، لیکن امام فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ کروڑوں تو کیا، ان جیسا ایک بھی پیدا نہیں کر سکتا، اس نے کہا یعنی اسماعیل دہلوی نے:

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اللہ ہر چیز پہ قدرت رکھتا ہے۔

تو کیا وہ ایک بندہ نہیں بنا سکتا، تو میرے امام نے کہا تھا کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، اس کا معنی تو پڑھو، اگر ہر چیز سے مراد ہر شی ہے تو پھر کیا اللہ دوسرا اللہ بنا سکتا ہے، جب اللہ دوسرا اللہ نہیں بنا سکتا، تو پتہ کیا چلا کہ اللہ دوسرا اللہ بنانے پر

Marfat.com

قدرت نہیں رکھتا، کیونکہ جس بات میں اللہ کی الوہیت پر اعتراض لازم آتا ہو، اللہ وہ کام کرتا ہی نہیں ہے تو میرے امام کہنے لگے، اللہ ہمارے نبی ﷺ کی مثل نہیں بنا سکتا، کیوں؟

ہم پوچھتے ہیں کہ وہ جو بعد میں بنے گا، وہ خاتم النبیین ہوگا یا نہیں ہوگا، اگر وہ خاتم النبیین نہیں ہے تو وہ محمد ﷺ نہیں ہے، اگر وہ ہے تو پھر اللہ کا کلام جھوٹا ہو جائے گا، کیوں کہ خاتم ایک ہی ہو سکتا ہے، دو نہیں ہو سکتے، آخری ایک ہو سکتا ہے، دو نہیں ہو سکتے، ایک مرتبہ ہمارے محبوب ﷺ کو آخری کہے اور پھر کسی اور کو بنا کے لے آئے ، تو اللہ کے کلام میں جھوٹ لازم آجائے گا، چونکہ میرا رب جھوٹ سے پاک ہے تو وہ دوسرا محمد ﷺ بنانے سے بھی پاک ہے۔

اس واسطے یہ عقیدہ شروع سے رہا ہے اور اس کی برکتیں ہیں، اس کی وجہ سے ناموسِ رسالت کی ذمہ داریاں پوری کی جا سکتی ہیں، اگر اس قانون کو بین الاقوامی قانون کے لحاظ سے بھی دیکھیں تو ہمارے پاس اس کے بھی دلائل موجود ہیں رب ذوالجلال کے قرآن کو پڑھ لیں، عقلی دلائل کو دیکھ لیں، اگر کوئی اقوام متحدہ کے Forum پر ہم سے بات کرنا چاہتا ہے، ہم ان شاء اللہ اقوام متحدہ کے قانون سے بھی اس کو ثابت کریں گے کہ ہمارے نبی ﷺ کی توہین سب سے بڑا جرم ہے۔ اس واسطے کہ قرآن مجید میں جب یہ کہا گیا:

اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ

جب ان سے کہا گیا کہ تم زمین میں فساد نہ کرو۔

Marfat.com

اس وقت فساد کس چیز کو کہا گیا تھا، کیا وہ fire کر رہے تھے، کیا وہ بندوں کو قتل کر رہے تھے؟ کیا منافقین اس وقت کوئی ایٹم بم چلا رہے تھے؟ نہیں، فساد کیا تھا؟ وہ نبی ﷺ کی توہین کرتے تھے، تو توہین رسالت ﷺ فساد فی الارض ہے لہٰذا انہیں یہ ماننا پڑے گا کہ کوئی سوسائٹی برقرار تب رہ سکتی ہے کہ جب فساد فی الارض نہ ہو، اور فساد فی الارض سے بچایا تب جا سکتا ہے، جب نبی ﷺ کی توہین سے لوگوں کو روکا جائے۔

لہٰذا پوری کائنات میں کوئی بھی ملک ہو اس کا اولین قانون یہ ہوگا کہ اگر زمین بچانی ہے تو اللہ کے محبوب ﷺ کو چھیڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ تو سرکار ﷺ کے حوصلے ہیں ورنہ کوئی مثال ایسی نہیں کہ جب کسی نے پیغمبر سے ٹھٹھا لگایا ہو، اللہ نے ان کو الٹانہ کیا ہو، سارا قرآن پڑھ کے دیکھ لو، اللہ سے جو کچھ وہ کرتے رہے، اللہ ان کو برداشت کرتا رہا، مگر اللہ کے پیغمبروں سے جن لوگوں نے بغاوتیں کیں، اللہ نے پیغمبروں کی عزت کیلئے ان لوگوں کی بستیاں الٹ دیں، تو آج اگر صدیوں سے ایسا نہیں ہوا، تو کیوں؟ اس لیے کہ درمیان میں ہمارے نبی ﷺ ہیں اللہ تعالیٰ جب جلال میں آتا ہے تو سامنے سرکار ﷺ ہیں، میرے محبوب ﷺ عرض کرتے ہیں یا اللہ! زمین پہ میں ہوں، اگر بدبخت کرتے ہیں تو کرتے رہیں، زمین پہ میں ہوں، اس کو الٹا نہیں ہونا چاہیے۔

اگر سرکار ﷺ تنگ آ کے ہٹ گئے، تو یہ زمین بچے گی کیسے؟

اس واسطے ہم ان لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں کہ میرے نبی ﷺ کو بے

Marfat.com

زار نہ کرو، وہ گنبدِ خضریٰ کے مکین، اگر ایک منٹ کے لئے مخلوق اور خالق کے درمیان سے ہٹ گئے اور کہا اے اللہ! جو مرضی آئے ان سے کر لے تو پھر کون بچے گا؟

اس واسطے پوری کائنات میں امن کی ضمانت ہے ناموس رسالت ﷺ کا تحفظ، جس وقت تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ برقرار رہے گا تو اللہ تعالیٰ بھی لوگوں کو امن عطا فرمائے گا۔

یہ موضوع یقیناً بہت طویل ہے اور اس کا کافی حصہ باقی ہے، طوالت کی وجہ سے میں اس کو چھوڑ رہا ہوں، اپنی گفتگو اسی پیغام پہ ختم کرنا چاہتا ہوں، جو آج کے دور میں ہر صالح مومن کے دل کی آواز ہے اور جتنے بھی سخت سے سخت حالات ہوں ، ان کے مقابلے میں جو ایک مومن کی حقیقی آواز ہونی چاہیے، وہ یہی ہے کہ:

ناموس رسالت ﷺ کرسی کا معاملہ نہیں ہے، بلکہ یہ آیت الکرسی کا معاملہ ہے، یہ بے ایمانوں کا معاملہ نہیں ہے، بلکہ یہ تو ایمان کا معاملہ ہے۔

اس واسطے ہمیں اس کے لئے پوری طرح حساس ہونا ہے اور اپنی جو قرض کے لحاظ سے ڈیوٹی ہے، اس کو ہم سب نے ادا کرنا ہے۔ میری دعا ہے کہ رب ذوالجلال ہمیں تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

OOOOO

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

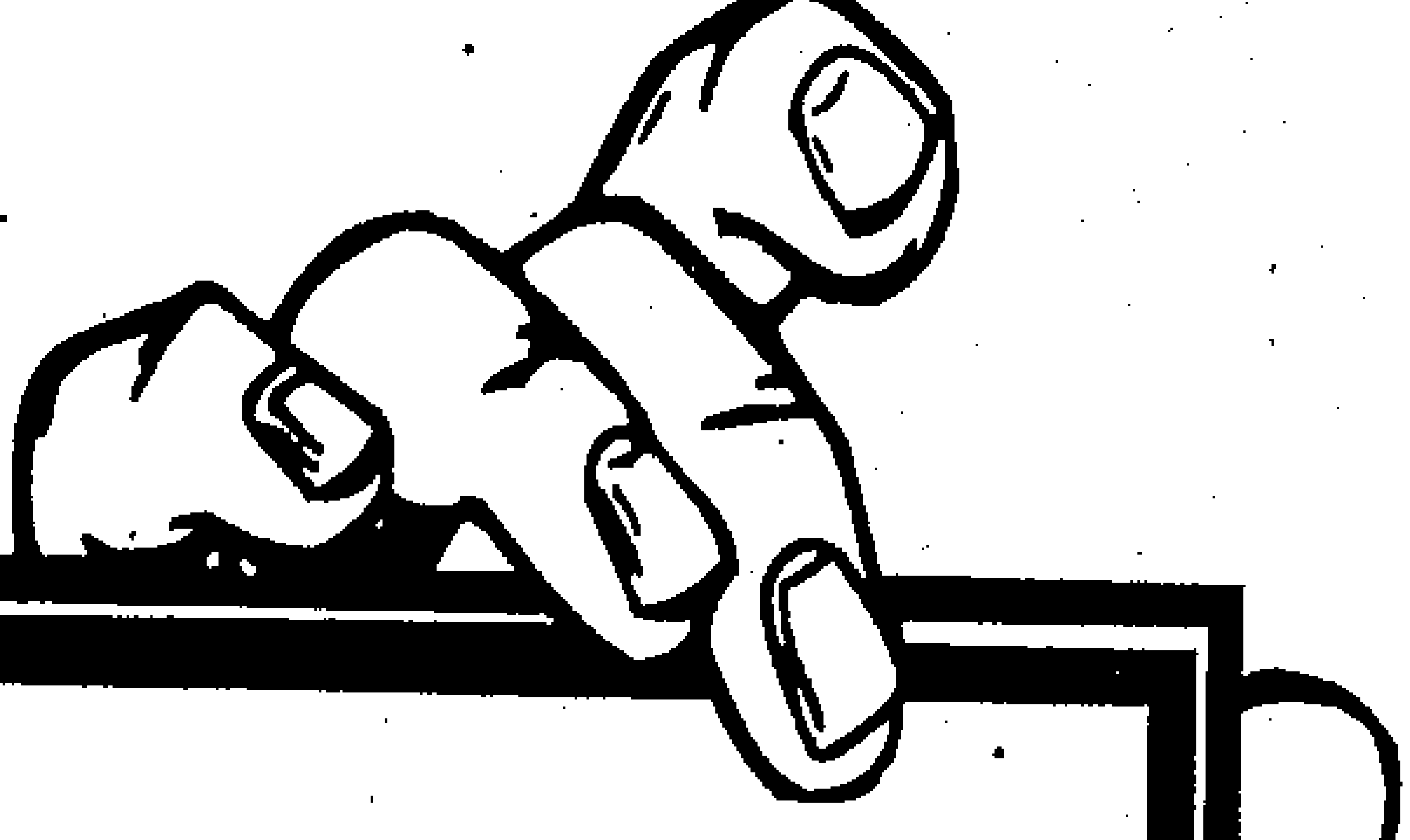

فہرست کتب

صراط مستقیم پبلی کیشنز

مفتی مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

بانی ادارہ صراط مستقیم پاکستان

Marfat.com

قیمت	مصنف	کتاب کا نام	نمبر شمار
فی جلد 300	محمد اشرف آصف جلالی	فہم دین (اوّل تا ہفتم)	1
220	محمد اشرف آصف جلالی	غائبانہ جنازہ جائز نہیں	2
160	محمد اشرف آصف جلالی	مفہوم قرآن بدلنے کی واردات (جلد اوّل)	3
120	محمد اشرف آصف جلالی	محاسن اخلاق	4
50	محمد اشرف آصف جلالی	ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں	5
40	محمد اشرف آصف جلالی	میرے لئے اللہ کافی ہے	6
40	محمد اشرف آصف جلالی	حق چار یار	7
40	محمد اشرف آصف جلالی	جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابہ کرام	8
40	محمد اشرف آصف جلالی	فکر آخرت	9
40	محمد اشرف آصف جلالی	ہاں ہم سنی ہیں	10
40	محمد اشرف آصف جلالی	سرکار غوث اعظم اور آپکا آستانہ	11

Marfat.com

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف	قیمت
12	ایک نومسلم کے سوالات کے جوابات	محمد اشرف آصف جلالی	40
13	شانِ رسالت سمجھنے کا ایمانی طریق	محمد اشرف آصف جلالی	40
14	توحید و شرک	محمد اشرف آصف جلالی	40
15	ہم اہلسنت و جماعت ہیں	محمد اشرف آصف جلالی	40
16	تحفظ ناموسِ رسالت ایک فرض ایک قرض	محمد اشرف آصف جلالی	40
17	چٹاگانگ میں چند روز	محمد اشرف آصف جلالی	40
18	تحفظ حدود اللہ اور ترمیمی بل	محمد اشرف آصف جلالی	40
19	ایصال ثواب اور گیارھویں شریف کی شرعی حیثیت	محمد اشرف آصف جلالی	40
20	فقہ حنفی سنت نبوی کے آئینے میں	محمد اشرف آصف جلالی	40
21	دختران اسلام کے لیے آئیڈل کردار	محمد اشرف آصف جلالی	40
22	یورپ میں اسلام کے پھیلتے اثرات	محمد اشرف آصف جلالی	20
23	جادو کی مزمت	محمد اشرف آصف جلالی	20
24	اصلاح اور اُس کا اجر	محمد اشرف آصف جلالی	20
25	نورانیت مصطفی ﷺ کا انکار کیوں؟	محمد اشرف آصف جلالی	20

Marfat.com

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف	قیمت
26	شانِ ولائیت قرآن وحدیث کی روشنی میں	محمد اشرف آصف جلالی	20
27	محبت ولی کی شرعی حیثیت	محمد اشرف آصف جلالی	20
28	صلوٰۃ وسلام پر اعتراض آخر کیوں؟	محمد اشرف آصف جلالی	20
29	فقہ حنفی پر چند اعتراضات کے جوابات	محمد اشرف آصف جلالی	20
30	ربط ملت اور اہلسنت کی ذمہ داریاں	محمد اشرف آصف جلالی	20
31	خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام	محمد اشرف آصف جلالی	20
32	فحش گانوں کا عذاب	محمد اشرف آصف جلالی	20
33	رسول اللہ ﷺ کی نماز	محمد اشرف آصف جلالی	20
34	ترک تقلید کی تباہ کاریاں	محمد اشرف آصف جلالی	20
35	اسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراک اور اُن کا حل	محمد اشرف آصف جلالی	20
36	صراط مستقیم کی روشنی	محمد اشرف آصف جلالی	20
37	مقتدی فاتحہ کیوں پڑھے؟	محمد اشرف آصف جلالی	20
38	رسول اللہ ﷺ بحیثیت بشر	محمد اشرف آصف جلالی	20
39	منصب نبوت اور عقیدہ مومن	محمد اشرف آصف جلالی	20

Marfat.com

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف	قیمت
40	محبت الٰہی اور اسکی چاشنی	محمد اشرف آصف جلالی	20
41	فہم زکوٰۃ	محمد اشرف آصف جلالی	20
42	حل مشکلات اور عقیدہ صحابہ	محمد اشرف آصف جلالی	20
43	توحید باری تعالیٰ	محمد اشرف آصف جلالی	20
44	قربانی صرف تین دن جائز ہے مع قربانی کے جانور	محمد اشرف آصف جلالی	20
45	نماز تراویح 20 رکعت سنت ہے	محمد اشرف آصف جلالی	10
46	حضرت عمر کا علمی ذوق	محمد اشرف آصف جلالی	20
47	ظہور امام مہدی مع حضرت عیسیٰ علیہ اسلام اور قادیانی	محمد اشرف آصف جلالی	10
48	حضرت امام اعظم ابو حنیفہ بحیثیت بانی فقہ	محمد اشرف آصف جلالی	20
49	تربیت اولاد	محمد اشرف آصف جلالی	40
50	رنج و الم سے نجات کا راستہ	محمد اشرف آصف جلالی	40
51	مسئلہ حاضر و ناظر	محمد اشرف آصف جلالی	40
52	اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (کا قرآنی مفہوم)	محمد اشرف آصف جلالی	40
53	فضائل مکہ شریف اور فضائل مدینہ شریف	محمد اشرف آصف جلالی	40
54	حضرت امام زین العابدین کے اٹل فیصلے	محمد اشرف آصف جلالی	40

Marfat.com

صدق الله العظيم

Marfat.com

فہمِ دین

مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

کا اہم اور اچھوتے موضوعات پر لٹریچر

جلد اول

1. فہمِ دین اور ہماری ذمہ داریاں
2. محبتِ الٰہی اور اس کی پہچان
3. منصبِ نبوت اور عقیدہ مومن
4. محاسبہ نفس اور اس کا طریق کار
5. فہمِ زکوٰۃ
6. رسول اللہ ﷺ کی نماز
7. گھر کا اسلامی ماحول
8. آدابِ زبان
9. تعارف آئمہ اربعہ
10. قادیانیت کا محاسبہ
11. صراطِ مستقیم کی روشنی
12. نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی پالا دستی
13. حل مشکلات اور عقیدہ [illegible]

جلد دوم

1. اسلام میں دولت کا مصرف اور طریق کار
2. سود اور اس کی اقسام
3. ہم اور ہمارے عقائد
4. اسوۂ حسنہ اور [illegible]
5. مسئلہ حیات النبی ﷺ
6. [illegible] تقلید کی [illegible] دین کا مقصد حیات
7. [illegible] برداشت [illegible]
8. تصوف اور اسلام
9. نواسی نبوی ﷺ
10. اوقات اور معمولات کا شرعی [illegible]
11. [illegible]
12. اسلام اور [illegible] اور ان کا حل

جلد سوئم

1. مفاہیم اسم اللہ تعالیٰ
2. مفاہیم اسم محمد ﷺ
3. روزہ کے اسرار و رموز
4. امتیازاتِ نماز
5. شانِ رسالت ﷺ لکھنے کا ایمانی طریق
6. زندگی اور اس کی اقسام
7. خلفائے راشدین سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عقیدت
8. ماں کی شان اور امتحان
9. بدعت کا معنی و مفہوم

جلد چہارم

1. احادیث ختم نبوت ﷺ
2. سماجی خدمت کا اسلامی تصور
3. ہاں ہم سنی ہیں
4. درسِ [illegible]
5. طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم
6. نشیمن سے [illegible] تم کہتے ہو [illegible]
7. [illegible]
8. عہد شباب [illegible]
9. کاروباری شراکت کے اسلامی اصول
10. تحفظ ناموس رسالت ﷺ ایک فرض [illegible] قرض

جلد پنجم

1. تربیت اولاد
2. تقلید سے متعلق شبہات کا ازالہ
3. اسلام بمقابلہ [illegible]
4. اور دل نورِ ایمان سے [illegible]
5. جنہیں دیکھ کر رب یاد آئے
6. قرآن اور [illegible]
7. تصوف حقیقۃ [illegible] کی معرفت
8. رنج و الم سے نجات کا راستہ
9. مسئلہ حاضر و ناظر
10. اے غریب الوطن اسلام کے ہم [illegible]

جلد ششم

1. میرے رب نے مجھے [illegible]
2. رسول اللہ ﷺ کی [illegible] نظام
3. [illegible]
4. زکوٰۃ کے اسرار و رموز
5. پردہ دختران اسلام کا وقار
6. عزت اور اس کے حصول کا طریقہ
7. قیمتی اوقات اور زرخیز لمحے
8. میوزک خرمن ایمان کے لئے چنگاری
9. حق چار یار
10. جب سچائی خود بولے

جلد ہفتم

1. پاکستان اور اہلسنت کا باہمی رشتہ
2. مائیں جب فرمائیں
3. یہود و نصاریٰ اور ہمارا [illegible] شخص
4. باپ کی شان اور امتحان
5. دین میں رائے اور تقلید کی گنجائش
6. ختم نبوت اور قادیانی کفر
7. شہداء زندہ ہیں
8. اختلاف [illegible] میں انہماک
9. ناموس رسالت ﷺ کے پہرے دار و جاگتے رہو
10. آئمہ محدثین اور اہل قبور سے استمداد

جلد ہشتم

1. خانقاہیں اور لذت اسرار
2. میرے لئے اللہ کافی ہے
3. آرائش پر اشیاء چڑھانے کے شرعی احکام
4. رگ ملت اور نشتر تعلیم جدید
5. جب رسالت خود [illegible]
6. حرمت شراب
7. انسانی حواس کا صحیح استعمال
8. نظام مصطفیٰ ﷺ ایک مثالی انداز حکمرانی
9. اسلام ہم تیرے ہیں

جلد نہم

1. وصیت کے شرعی احکام
2. [illegible]
3. ناموس رسالت ﷺ کے [illegible]
4. رسول اللہ ﷺ کی [illegible]
5. [illegible]
6. [illegible] کے مسائل
7. ایک [illegible] زندگی
8. حج کے اسرار و رموز
9. معرفت الٰہی [illegible]
10. قرآن میں [illegible] اے مرد مسلماں
11. تبلیغ دین کے [illegible]
12. یہ شانِ رسالت ﷺ سے ذرا ہوش سے [illegible]

جلد دہم

1. تحفظ ختم نبوت ﷺ میں علماء اہلسنت کا کردار
2. یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
3. رد تقی [illegible] کی سیاست کا راز
4. جادو کی مذمت
5. روح کی طہارت
6. عظمت اہلبیت اطہار
7. [illegible] کی تفسیر
8. تصوف ایک خاموش ایمانی تحریک
9. دین قرآن و سنت کی روشنی میں

صراط مستقیم پبلیکیشنز
5,6-مرکز الاولیس داتا دربار مارکیٹ، شیخ ہندی سٹریٹ، لاہور
042-37115771-2, 0321/0315-9407699